محدث لاهوری

علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ

کے حوالے سے پہلی کتاب

شارح بخاری

شخصیت و نظریات

محمد محبوب الرسول قادری

مُحدّثِ لاہوری

علامہ سیّد محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ

کے حوالے سے پہلی کتاب

شارحِ بخاری

شخصیّت و نظریات

محمد محبوب الرسول قادری

نام کتاب .... شارح بخاری، شخصیت و نظریات

مؤلف .... محمد محبوب الرسول قادری

پروف ریڈنگ .... مولانا عبدالغفور اسدی

سرورق .... محمد الیاس خوش نویس، لاہور

کمپوزنگ .... محمد حفیظ / فراز کمپوزنگ سنٹر

اردو بازار، لاہور فون : 7352332

تاریخ اشاعت .... 21/ نومبر 1999ء

قیمت .... 60 روپے

ناشر .... بزمِ انوارِ رضا 4\198 جوہر آباد، ضلع خوشاب

پوسٹ کوڈ نمبر 41200-

فون : 0454-721787

☆☆---- ملنے کے پتے ----☆☆

- مکتبہ رضوان، گنج بخش روڈ، لاہور
- حجاز پبلی کیشنز، سستا ہوٹل، دربار مارکیٹ، لاہور
- انوارِ رضا لائبریری، بلاک نمبر 4، جوہر آباد
- مکتبہ سلطانیہ رضویہ، بلال مسجد تحصیل والی خوشاب شہر
- ادارہ معین الاسلام، بیر بل شریف ضلع سرگودھا

حسن ترتیب

الاہداء

میں اپنی اس کاوش کو دُنیائے اسلام کے رجُلِ عظیم، تاجدارِ مسند تدریس

حضرت استاذ العلماء

مولانا ملک عطا محمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ

کے اسم گرامی سے اس لیے منسُوب کرنا چاہوں گا کہ انہوں نے ہمارے ممدوح حضرت شارح بخاری علامہ سیّد محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ سمیت دو ہزار کے لگ بھگ مدرسین علماء کی ایک کھیپ تیار کی۔ عالمی تنظیم اہلسُنّت کے سربراہ حضرت مولانا پیر محمّد افضل قادری کے نام اس لیے کہ انہوں نے اپنی زندگی کا لمحہ لمحہ تحفّظ ناموس رسالت، نفاذ نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور مسلکِ اولیاء کی ترویج و اشاعت کے لیے وقف کر رکھا ہے۔

اور

محققِ دوراں، ترجمانِ اہلسُنّت مولانا مفتی محمّد خان قادری

پرنسپل جامعہ اسلامیہ لاہور کے نام

اِس لیے

کہ انہوں نے نہ صرف یہ کہ چھ درجن سے زائد تصنیفات و تالیفات قوم کو تحفہ دیں اور عربی لٹریچر کو اُردو کے قالب میں ڈھالنے کا کٹھن کام کیا بلکہ حال ہی میں رشدی کشمیر زاہد مرزا کی رسوائے زمانہ کتاب اور ہرزہ سرائی کے جواب میں فوری طور پر دندان شکن جواب "شانِ نبوت" شائع فرمایا۔

؎ گر قبول افتد زہے عز و شرف

غبارِ راہِ حجاز

محمد محبوب الرسول قادری

۱۸ نومبر ۱۹۹۹ء

سوا چار بجے دن

شہر داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

نمونۂ کلام

شارح بخاری حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ

یہ ہی وفا کا صلہ ہے تو کوئی بات نہیں
یہ درد تو نے دیا ہے تو کوئی بات نہیں

رسولِ پاک کی توہین تیرے عہد میں ہو
تو ہی بتا کہ یہ کیا ہے یا کوئی بات نہیں

ہمیں تو عشقِ رسالت مآب سے ہے غرض
ہماری جان بھی جائے تو کوئی بات نہیں

رسولِ پاک کی حرمت ہی اصل دولت ہے
مقابل اس کے یہ عہدے تو کوئی بات نہیں

کرم اگر وہ کریں رضوئ کمینہ پر
رسول کے لیے مشکل تو کوئی بات نہیں

(۱۹۸۴ء میں "یارسول اللہ تحریک" کے موقع پر کہے گئے چند اشعار)

چند سطور صاحب کتاب کے بارے میں

ثناء خوان رسول ﷺ
پروفیسر محمد خان چشتی
گردوارہ گلی چک جھمرہ، فیصل آباد

محمد محبوب الرسول قادری---- ایک اسم بامسمٰی شخص ہے۔ جس سے پیار کرنا اس سے ملنے والے ہر شخص پر واجب ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جس کو آقائے دو عالم ﷺ محبوب بنالیں۔ بھلا پھر کس کی مجال ہے کہ اس سے پیار نہ کرے۔ اور قادری نسبت کا رنگ اسے ہر وقت شہنشاہ بغداد رضی اللہ عنہ کے فیض کے حصار میں رکھتا ہے۔ محبوب الرسول قادری---- ایسا پھرتیلا اور بانکا محقق ہے جس کے پاس ہر وقت ہر شعبے کے بڑے اور نامور افراد کی فائل تیار ملتی ہے۔ محبوب قادری کا ہر درگاہ سے رابطہ---- ہر بزرگ شخصیت اور ولی اللہ سے اس کی نیاز مندی، ہر عالم و فاضل شخص سے میل جول---- یہ شخص ایسا ادبی غوطہ خور ہے۔ جو علم کے بحر بیکراں سے ہر وقت قیمتی اور نایاب ہیرے موتی تلاش کرتا رہتا ہے۔ پاکستان کیا بلکہ کئی دفعہ تو ایسا لگتا ہے کہ پاکستان سے باہر بھی کوئی اہم علمی، ادبی اور روحانی شخصیت اس کی دسترس سے باہر نہیں۔

اس ایک شخص میں سینکڑوں شخصیتیں یکجا ہیں۔ محبوب قادری ایک شفیق استاد فرمانبردار شاگرد---- مخلص دوست---- غمخوار بھائی---- تابعدار بیٹا---- نامور صحافی---- جوشیلا خطیب---- معروف ادیب---- حق گو قلمکار---- بے لاگ تبصرہ نگار---- فعال اور متحرک لیڈر---- دور بین و حق شناس---- مسلک حق کا نگہبان---- عقائد باطلہ کے لیے تیر کمان---- ہر دیکھی سنی بات کو ازبر کرنے والا---- ایک ہی ملاقات میں ہر ایک کے دل میں گھر کرنے والا---- ہر بات اور تحریر میں نیا رنگ---- ہر

ادا میں بانکا ترنگ----- اس کی تحریر و تقریر میں عشق رسول ﷺ کی مہک----- اعلیٰ مزاج اور دلپذیر جملوں کی چمک نے اس کی ذات کو منفرد بنا دیا ہے۔ محبوب قادری اس اندھیرے ماحول کا ایسا چراغ ہے جس نے بہت سے مردہ دلوں میں زندگی اور محبت کی رمق پیدا کی ہے----- محبوب قادری----- اپنی ماں دھرتی "جوہر آباد" سے پیار کرنے والا۔ ایسا مجمع صفات شخص ہے۔ جس پر اہل پاکستان اور خاص طور پر ساکنان جوہر آباد بلاشبہ فخر کر سکتے ہیں۔

اس ملک میں جہاں تھرڈ کلاس بازاری اور ناچنے گانے والی عورتوں کی کھانسی بھی ہمارے اخبارات کی شہ سرخی بن جاتی ہے----- لیکن تمام عمر دین اسلام کی خدمت کرنے والوں----- عشق رسول کا نور بانٹنے والوں کی موت کی خبر ایک کونے میں چھپتی ہے۔ اس ماحول میں محبوب الرسول قادری نے ان اہل حق کے شب و روز کو عوام کے سامنے لانے کے جس عظیم کام کا بیڑا اٹھایا ہے اسے بلاشبہ مسلک اہلسنّت میں بنظر تحسین دیکھا جائے گا۔

محدث لاہوری شارح بخاری حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت و نظریات بارے میں محبوب قادری کی پیش نظر کتاب ان کے اس لافانی اور لازوال کام کا ایک حصہ ہے۔

علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ علمی اور روحانی خانوادے کا وہ روشن چراغ ہیں جو اپنی بھرپور ادبی' روحانی اور سیاسی زندگی گزار کر 15 اکتوبر 1999ء کو تہہ مزار سدھار گئے۔

سنی کانفرنس کا تسلسل ہو یا تحریک ختم نبوت----- دینی و مذہبی جریدہ "رضوان" کی ادارت ہو یا شرح بخاری----- علامہ رضوی نے مسلک حق اور عالم اسلام کے لیے ہر سطح پر وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں جن کو مستقبل کا مورخ سنہری حروف میں تحریر کرے گا۔

علامہ رضوی----- مرکزی رویت ہلال کمیٹی کے چیئرمین----- اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن----- ممبر مجلس شوریٰ----- مشیر صدر پاکستان اور مشیر وفاقی شرعی عدالت ہونے کے ساتھ ساتھ ملک اور بیرون ملک

اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے کام سے ہمہ وقت منسلک رہے۔

حضرت علامہ رحمۃ اللہ علیہ نے اہم دینی----- سماجی----- معاشی-----
معاشرتی اور جہادی موضوعات پر بے شمار مقالہ جات تحریر کئے۔ اور تقریباً دو صد کتب تصنیف کیں۔ اور سات جلدوں پر محیط "شرح بخاری" تحریر کی جو آپ کا سدا بہار کارنامہ ہے۔

علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ پاکستان ہی نہیں بلکہ پورے عالم اسلام میں اپنی علمی ادبی دینی اور روحانی پہچان رکھتے تھے۔ آپ کے والد گرامی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی کے شاگرد خاص اور خلیفہ مجاز تھے۔ اس لحاظ سے علامہ رضوی مرحوم اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے فیوضات علمی و روحانی کے حقیقی جانشین بھی تھے۔ مکتبہ اہلسنّت کے ایسے نابغہ روزگار افراد کی دینی۔ علمی' ادبی' روحانی' اسلامی اور اصلاحی خدمات سے عوام الناس اور نوجوان نسل کو خاص طور پر روشناس کرانا موجودہ دور کی بہت بڑی دینی خدمت ہے۔ علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ جیسی بین الاقوامی شخصیت کے بارے میں چند دنوں میں کتاب مرتب کرنا----- ملک کے نامور اہل علم اور اہل قلم سے مضامین لکھوانا----- صرف اور صرف محبوب الرسول قادری جیسے پھرتیلے شخص ہی کا کارنامہ ہی ہوسکتا ہے----- لوگ سالہاسال تک کسی شخصیت کے بارے میں وہ کچھ تحریر نہیں کرپاتے۔ جو محبوب قادری چند دنوں میں کرلیتا ہے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ محبوب قادری کی عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بھرپور سوچ میں مزید نکھار پیدا کرے۔ اور اس کے قلم کی دھار کو قرون اولیٰ کے مجاہدین کی تلوار بنا دے۔ آمین

کتنی قومیں وجود میں ہیں
دہر میں خشک و تر کے رشتے سے
ہم نے بنیاد دوستی رکھی
یاد خیرالبشر صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتے سے

حوالہ نمبر ۲۲۲۲

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم　　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت محترم ذوالمجد والکرم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آل پاکستان آخری فیصلہ کن یا رسول اللہ کانفرنس مورخہ ۲۱ مئی بروز پیر بعد از نماز عشاء بادشاہی مسجد لاہور میں ان شاء اللہ العزیز ہر قیمت اور ہر حالت میں منعقد ہوگی حضور والا سے التماس ہے کہ اس انتہائی نازک موقع پر اس خالص دینی مذہبی وملی کانفرنس میں شرکت فرما کر ہماری رہنمائی فرمائیں۔

علماء و مشائخ کنونشن

۲۱ مئی ۱۹۸۴ء بروز پیر بوقت ۱۰ بجے صبح تا وقت مناسب مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف گنج بخش روڈ لاہور میں علماء و مشائخ اہلسنت کا کنونشن ہوگا جس میں متفقہ طور پر لائحہ عمل طے کیا جائے گا۔

باہر سے آنے والے قافلے صبح ۱۰ بجے تک دارالعلوم حزب الاحناف میں پہنچ جائیں۔ پروگرام سے تفصیلی طور پر اسی وقت آگاہ کیا جائے گا۔ دعوت نامہ کے ساتھ پوسٹر بھی حاضر ہے پوسٹر کی ہدایات بھی ملاحظہ فرمائیں۔ مکرر عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک کے طفیل ہمیں ضرور کامیابی عطا فرمائے گا۔ اپنے مریدین متوسلین ومعتقدین کو بھی کانفرنس میں شرکت کی تاکید فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ نیز کانفرنس کے اخراجات کے لئے اپنے حلقہ اثر میں مالی امداد کی بھی اپیل فرمائیں اور بذریعہ منی آرڈر بنام صدر مجلس عمل ارسال فرمائیں۔

خادم کو سید محمود احمد رضوی
صدر مجلس عمل علمائے اہلسنت پاکستان
گنج بخش روڈ لاہور

تاریخی "یا رسول اللہ ﷺ کانفرنس" کے موقع پر جاری کئے گئے دعوت نامے کا عکس

اپنی بات

اک شخص اندھیرے میں اجالے کی طرح تھا

جہاں تک مجھے یاد ہے اس زمانے کی بات ہے جس دور کی باتیں کم کم ہی یاد ہوا کرتی ہیں اپنے محلے کی جامع مسجد میں نماز پڑھنے جاتا تو مسجد کے بیرونی طرف ملحق ایک کمرے میں ایک باریش شخص کو کسی چھوٹے سے برتن میں سالن وغیرہ پکاتے دیکھتا اور گذرتے ہوئے "سلام" کا تبادلہ ہوتا------ خدا خبر کیا ہوا؟ ایک روز میں نے اس باریش شخص سے پوچھا کہ آپ سالن پکاتے رہتے ہیں اور مسجد میں باجماعت نماز نہیں پڑھتے------ سبب کیا ہے؟----- وہ تو گویا پھٹ پڑا----- کہنے لگا----- کہ جس کا عقیدہ درست نہیں اس کی اقتداء میں نماز روا نہیں----- کیونکہ جس کا عقیدہ ٹھیک نہیں اس کی نماز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول نہیں اور جس کی اپنی نماز قبول نہیں اس کے مقتدی کی نماز کیسے مقبول ہوگی----- خیر اس کی یہ باتیں اس وقت میری سمجھ سے بالا تھیں----- اوپر اوپر سے گذر گئیں----- اس کا نام غالباً صوفی تحسین تھا----- اور وہ پپلاں' کلورکوٹ کے علاقہ سے متعلق تھا----- ہمہ وقت سفید کپڑے اور سفید ٹوپی پہنتا----- پٹے دار بال زلفوں کی طرح سجائے رکھتا----- نعتیں گنگناتا----- درود شریف کا ورد جاری رکھتا----- گاہے گاہے اللہ ہو کی ضربیں لگاتا----- مگر الگ سے اکیلے نماز پڑھتا----- اس کی نعت سن کر مجھے بھی نعت پڑھنے کا شوق دامن گیر ہوگیا تو میں نے صوفی تحسین سے کہا کہ آپ مجھے بھی کوئی نعت لکھ دو----- اس کے جواب میں انہوں نے مجھے ایک رسالہ تھمایا----- جس کا نام "رضوان" تھا اور اس کے سرورق پر "یاسیدی یارسول

اللہ ﷺ" کا مونوگرام "بڑے من بھاونڑے" انداز میں نقش تھا۔۔۔۔۔ اور ساتھ ہی صوفی صاحب کہنے لگے یہ ایک نعت اس تازہ رسالے میں چھپی ہے آپ اسے لکھ لو۔۔۔۔۔ بس یہ واقعہ میری زندگی میں انقلاب برپا کرگیا۔۔۔۔۔ ہوا یہ کہ رسالہ لے کر میں گھر لوٹا تو ایک ایسے شخص سے ملاقات ہوگئی جو میرا عزیز بھی تھا اور بزرگ بھی تھا۔۔۔۔۔ رسالے پر "یاسیدی یارسول اللہ ﷺ" کا مونوگرام دیکھتے ہی اس کے چہرے پر ناگواری کے اثرات نمودار ہونے لگے اور ساتھ ہی ساتھ اس نے مجھے "جھونگے" میں ایک تھپڑ رسید فرمادیا۔۔۔۔۔ میں رونے لگا اور اور بڑی معصومیت سے اپنی غلطی پوچھنے کی جسارت کی کہ! آخر' میرا جرم تو بتایا جائے' مجھے تھپڑ کیوں رسید کیا گیا؟ پتہ چلا کہ تم نے یہ رسالہ کیوں لیا۔۔۔۔۔ کہاں سے لیا۔۔۔۔۔ جلدی بتاؤ۔۔۔۔۔ مجھے اس جرم کی سزا مل رہی تھی جس کا مجھے کوئی علم نہ تھا۔۔۔۔۔ لیکن دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ۔۔۔۔۔ یہ کیسا امتی ہے جو اپنے نبی کے نام کو برداشت نہیں کرسکتا۔۔۔۔۔ خیر معاملہ آیا' گیا' ہوگیا۔۔۔۔۔ اور میں نے رسالہ "رضوان" چھپ چھپ کے پڑھنا شروع کردیا۔۔۔۔۔ اس وقت رسالہ رضوان کا سالانہ چندہ دس روپے تھا اور میں نے چند دن کا جیب خرچ بچا کر ماہنامہ "رضوان" لاہور اپنے نام جاری کروایا۔ مجھے اس دن کی خوشی آج تک نہیں بھولتی جب پہلے دن ڈاک میں میرے نام یہ رسالہ پہنچا۔۔۔۔۔ میں سکول میں اپنے کلاس فیلو دوستوں کو دکھاتا کہ یہ رسالہ میرے نام لاہور سے آتا ہے۔۔۔۔۔ خیر' بات دور چلی گئی۔۔۔۔۔ کہنا یہ چاہتا تھا کہ اس زمانے سے رضوان پڑھ رہا ہوں جب سکول پڑھتا تھا۔۔۔۔۔ رضوان کے ساتھ ہی شارح بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی محدث لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے غائبانہ سا تعارف ہوا۔۔۔۔۔ پھر ان کے مضامین پڑھتا رہا۔۔۔۔۔ اور کمال یہ ہے کہ ان کی ساری تحریریں میں پوری طرح سمجھتا تھا۔ مجھے وہ ازبر ہو جاتی تھیں اور میں سکول میں بچوں کے ساتھ ان موضوعات پر "گپ شپ" کرتا تھا۔ یہ "یارسول اللہ تحریک" کا زمانہ تھا۔۔۔۔۔ اس زمانے میں رسالہ رضوان میں کبھی کبھی علامہ رضوی کی صحت یابی کے لیے دعا کی اپیل چھپتی تھی۔۔۔۔۔ اور میرے دل میں انہیں دیکھنے کی

خواہش پیدا ہو جاتی تھی ---- جوہر آباد' لاہور سے دور دراز واقع ہے اور ویسے بھی لاہور آنے کا کوئی سبب' بہانہ یا وجہ نہیں تھی ---- ایک تحریری مقابلہ میں مجھے انعام کا مستحق قرار دیا گیا تو انعام وصول کرنے کا دعوت نامہ موصول ہونے پر میں پہلی مرتبہ لاہور آیا اور انعام وصول کرنے کے بعد پہلا کام جو میں نے کیا وہ داتا دربار حاضری تھی اور اس کے ساتھ دارالعلوم جامعہ حزب الاحناف میں علامہ صاحب کی زیارت کے لیے پہنچ گیا۔ اس وقت جامعہ میں خاصی رونق تھی اور ماہنامہ "رضوان" کے دفتر میں غلام محمد حسن بٹ نامی ایک صاحب مینجر تھے انہیں مل کر میں نے علامہ رضوی کی زیارت کا مدعا بیان کیا تو انہوں نے ٹال مٹول کی کوشش کی اور کہنے لگے کہ اگر کوئی مسئلہ پوچھنا ہے تو ادھر مفتی صاحب بیٹھے ہیں پوچھ لو ---- لیکن جب میں نے اپنا تعارف کرایا تو بڑی خندہ پیشانی سے ملے اور انہوں نے علامہ سید محمود احمد رضوی سے میری ملاقات کرا دی۔ بس اتنا یاد ہے کہ انہیں سانس کی تکلیف تھیں میں نے سلام کیا تو آپ نے میرے خطوط پر مسرت کا اظہار کیا اور دعائیں دیں ---- اور بس ---- 15 نومبر 1990ء کو انجمن طلبہ اسلام کا سالانہ مرکزی کنونشن جامعہ حزب الاحناف گنج بخش روڈ لاہور میں منعقد ہو رہا تھا جس میں اعلان کیا گیا کہ آج بعد از نماز مغرب شارح بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی' درس بخاری دیں گے۔ علامہ کا پورا درس میری ڈائری میں محفوظ ہے درس کیا تھا ---- محبت رسول ﷺ کی خوشبوئیں دلوں میں بسا لینے کی دعوت تھی۔ رحمت الٰہی کی موسلادھار بارش تھی ---- علامہ درس کے دوران کہہ رہے تھے ---- محبت رسول' احترام رسول کا درس دیتی ہے ---- یہ تمام فرائض سے اہم فریضہ ہے یہی اسلام کی اساس اور بنیاد ہے۔ اس کی قدر و قیمت نماز' روزہ' حج اور زکوۃ سے کہیں زیادہ ہے یہی قرآن و حدیث کی تعلیمات کا نچوڑ ہے اور یہی اہلسنّت کے بزرگوں اور اسلاف کا طریقہ ہے ---- آپ نے مزید فرمایا کہ ---- نماز' روزہ' حج' زکوۃ' تقویٰ کے جسم کا حصہ ہیں اور اس جسم میں جو روح ہے وہ ہے عشق رسالت مآب ﷺ ---- اگر جسم میں روح ہے تو ٹھیک ورنہ خالی جسم تو بے جان ہے' مردار ہے' بے کار ہے اس کی کوئی قیمت نہیں

بس ایسے جسم کو تو جلد از جلد دفن کیا جانا چاہئے۔

عملی اعتبار سے کمزور شخص اگر عقیدے کے اعتبار سے پختہ ہو تو اس کی تھوڑی نیکیاں بھی اسے نفع دے سکتی ہیں جبکہ عقیدے کی خرابی والے کو بڑی بڑی نیکیاں بھی نفع نہیں پہنچا سکتیں۔ علامہ رضوی کہہ رہے تھے کہ جذبہ عشق مصطفیٰ ﷺ کمزور نہیں پڑھنا چاہئے اگر یہ جذبہ جواں ہے تو ہم طاقتور ہیں اگر یہ کمزور ہو گیا تو پھر ہماری کمزوری کا دنیا کی کوئی طاقت ازالہ نہیں کر سکتی۔ انہوں نے کہا کہ ناموس رسالت کا مسئلہ نظام مصطفیٰ ﷺ سے بھی زیادہ اہم ہے۔ ناموس رسالت کا تحفظ ہمارا نصب العین ہے۔ اسلام میں محمد ﷺ کی ذات پاک کے بغیر کچھ نہیں۔ یہ بات تو خود مولانا مودودی نے بھی کہی کہ "قرآن کے کلام الہی ہونے کا مدار بھی حضور ﷺ کی ذات پر ہے"----- علامہ رضوی نے صحابہ کرام کے کئی واقعات سنائے۔ انہوں نے کہا کہ بے ادب گستاخ نجدیوں کے پاس قرآن ہے مگر روح قرآن سے وہ محروم ہیں۔ انہوں نے حضرت ابو عبداللہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بتایا کہ 17 سال میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف جمع کی۔ اس کا بڑا اہتمام کیا۔ آپ ایک حدیث پاک لکھنے کے لیے آب زمزم کے ساتھ غسل کرتے اور بیٹھ کر بڑے احترام سے حدیث نبوی لکھتے تھے اور غیر مقلد مولوی وحید الزمان نے بھی یہاں تک لکھ دیا کہ امام بخاری کی قبر سے بھی خوشبوئیں آتی تھیں اور ان کے جسد مبارک سے بھی خوشبوئیں آتی تھیں۔ لوگ آتے ان کی قبر سے مٹی اٹھا کر لے جاتے' کھاتے اور بیمار شفا پاتے تھے۔ علامہ رضوی نے کہا کہ اسلام کی اصل بنیاد غلامی مصطفیٰ ﷺ اور ذکر مصطفیٰ ﷺ ہے میری آرزو ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اسی پر زندہ رکھے اور اسی پر موت دے۔ غلامی رسول ﷺ میں جیئیں اور اسی میں مریں----- آپ نے "انما الاعمال بالنیات" پر مفصل درس دیا۔ دل چاہتا ہے اس پورے خطاب کو نقل کروں مگر وقت اور مضمون کے دامن میں اتنی وسعت نہیں۔ انشاء اللہ پھر کسی وقت اس خطبے کو الگ سے شائع کیا جائے گا۔

حضرت شارح بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی کے اس خطاب نے تو دلوں میں گھر کر لیا اور پھر ان کی زیارت کا ایک شوق ہمیشہ دامن گیر رہا۔ 29-30

اکتوبر 92ء کو پھر جامعہ حزب الاحناف میں انجمن طلبہ اسلام کے سالانہ کنونشن کے موقع پر علامہ مرحوم سے استفادہ کا موقع ملا۔ اور پھر اس کے بعد یہ مواقع بار بار آئے شاید ہزار بار آئے۔ افسوس کہ زندگی نے وفا نہ کی اور وہ 14 اکتوبر 1999ء بروز جمعرات راہی ملک عدم ہوئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

شام ہوئی اور سورج نے اک ہچکی لی
بس پھر کیا تھا کوسوں تک سناٹا تھا

سچ یہ ہے کہ حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی ایک زندہ دل اور نیک دل انسان تھے انہوں نے جس طرح شب و روز محنت کر کے بہت کٹھن تنظیمی و تحریکی زندگی گذاری اس کی مثال شاید ڈھونڈے سے ملے وہ حقیقی معنوں میں "ترجمان اہلسنت" تھے علم تو انہیں ورثے میں ملا تھا۔ شرافت بھی ان کی میراث تھی۔ وہ تعلق داریاں نبھانا جانتے تھے----- علامہ رضوی کی خدمت میں میرے ساتھ تقریباً میرے تمام دوست مختلف اوقات میں حاضر ہوئے وہ خوب جانتے ہیں کہ مرحوم کس قدر محبت و شفقت سے نوازتے تھے۔ آج کل تو ٹکے ٹکے کے لوگ اپنے آپ میں نہیں رہتے۔ علامہ رضوی علم کا کوہ ہمالہ اور خاندانی شرافت کا مستند حوالہ ہونے کے باوجود عجز و انکسار کا پیکر تھے----- جب بھی حاضری ہوتی گھنٹوں اور پہروں تک بیٹھنا نصیب ہوتا----- علامہ مرحوم اپنی داستان حیات کے ورق کھول کھول کر سامنے رکھتے، علمی و تحقیقی مباحث چلتیں، ان کے مزاج میں مزاح بھی تھا جس کا وہ بر موقع اظہار فرماتے تھے۔ 12 اگست 1996ء کو میری شادی تھی میں نے علامہ مرحوم کو اس لیے دعوت نامہ پیش نہ کیا کہ وہ علیل ہیں خواہ مخواہ انہیں تکلیف دینے کی کیا ضرورت ہے اور رسمی کارروائی کی حاجت نہیں۔ لیکن علامہ سید محمود احمد رضوی کو جب ان کے فرزند برادرم صاحبزادہ سید مصطفیٰ اشرف رضوی نے بتایا تو علامہ مرحوم نے باقاعدہ طور پر مبارک باد اور ساتھ اپنی طرف سے تحائف بھجوائے----- میری لاہور واپسی پر کھانے کی دعوت دی۔ اپنے پاس بٹھا کر کافی دیر پند و نصائح سے نوازا جو میری زندگی کی خوبصورت ترین یادوں میں سے ہیں----- اور جب رخصت ہونے لگا تو فرمایا "یہ ایک تحفہ ہے میری بہو کو دے

دینا۔۔۔۔ یہ تمہارے پاس امانت ہے۔" میں سمجھتا ہوں کہ یہ علامہ سید محمود احمد رضوی کی ان اعلیٰ اور شاندار روایات کا حصہ تھا جن کے وہ پاسدار تھے حالانکہ انہیں مجھ سے کوئی دنیاوی فائدہ نہیں تھا۔ جب بھی ملے دینی مقاصد اور موضوعات ہی پیش نظر رہے اور اب حالت یہ ہے کہ۔

اب جو دیکھوں تیری تصویر تو دل کہتا ہے
تیری یادوں سے نگاہوں کا وضو ہوتا ہے

اور تقریباً اسی مفہوم کو حافظ محمد ظہور الحق ظہور نے یوں ادا کیا کہ۔

ظہور! جب سے وہ آنکھوں سے ہوگئے غائب
ہمیں سحر پہ بھی اکثر گمان شام رہا

حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی محدث لاہوری مضبوط اعصاب کے مالک انسان تھے۔ اسلام اور اسلامی عقائد پر ان کی پختگی اور کامل یقین قابل رشک تھا۔ اس سلسلہ میں "یارسول اللہ ﷺ تحریک" کے زمانے کے ان کی طرف سے جاری کیا گیا ہدایت نامہ اور بروقت راہنمائی و قیادت کا فریضہ نبھاتے ہوئے ان کی تحریریں، سنی فورس کا قیام، اور قرطاس رکنیت سنی فورس کو ہی ایک نظر دیکھا جائے تو کافی حد تک ان کے ارادوں سے آگاہی ہو سکتی ہے۔ انہی دنوں میں آپ کی زیر ادارات شائع ہونے والے ماہنامہ "رضوان" لاہور نے جولائی اگست 1984ء کی اشاعت میں ص 44 پر لکھا۔۔۔۔

"یارسول اللہ" کانفرنس کے تقاضے
اور آئندہ پروگرام

۔۔۔۔"کانفرنس کی قراردادیں رسالہ رضوان میں درج ہیں آپ ان قراردادوں کو شائع کریں، گھر گھر پہنچائیں اور حقوق اہلسنت کے تحفظ کے لیے ان قراردادوں کی روشنی میں تقاریر کا سلسلہ تا حصول مقصد جاری رکھیں۔

-2 گورنر پنجاب اور صدر مملکت کو ہر سنی ادارہ اور ہر سنی مدرسہ ہر سنی انجمن اور افراد اہلسنت اپنی پہلی فرصت میں سانحہ بادشاہی مسجد کے متعلق مناسب الفاظ میں احتجاجی تار روانہ کریں۔

-3 ہر سنی خطیب اور عالم' اپنے جمعہ کے خطبہ میں تاحصول مقصد قراردادوں کا خلاصہ بیان کرتے رہیں۔

-4 ہر جگہ اور ہر مقام پر مجلس عمل قائم کریں اور اپنی کارگزاری کی اطلاع ----- مرکز کو فوری طور پر ارسال کریں۔

-5 ہر شہر اور ہر گاؤں میں یارسول اللہ کانفرنسیں منعقد کریں اور اس کی روئداد کو مرکز کو ارسال کریں۔

ملک بھر سے علماء و مشائخ اور عوام و خواص اہلسنت کے بے شمار خطوط مبارکبادی موصول ہوئے ہیں۔ مجلس عمل ان کی مشکور و ممنون ہے۔ سب حضرات کو فرداً فرداً جواب دینا ممکن نہیں ہے۔ مگر ان سب حضرات کی خدمت میں عرض ہے کہ محض اللہ تعالیٰ اور اس کے مقدس رسول ﷺ کی رضا کے لیے اپنی سرگرمیاں اس وقت تک جاری رکھیں جب تک ہمارے مطالبات تسلیم نہیں کرلیے جاتے۔

سنی فورس

ہر جگہ اور ہر مقام پر سنی فورس میں اہلسنت و جماعت کے نوجوانوں کو بھرتی کیا جائے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ جو سنی مسلمان حلف نامہ پر دستخط کردے اسے سنی فورس کا رکن بنالیا جائے فارم رکنیت خود چھپوالیں جس کا مضمون یہ ہو ----- نیز سنی فورس کے رکن متفقہ طور پر اپنا ایک سالار منتخب کرلیں۔

قرطاس رکنیت سنی فورس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ----- نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

-1 نام و پتہ مکمل مع ولدیت ---------------- تاریخ -----

-2 میں اللہ تعالیٰ کے پاک نام پر حلف اٹھاتا ہوں کہ اسلام کی سربلندی

پاکستان میں مقام مصطفےٰ ﷺ کے تحفظ اور نظام مصطفےٰ ﷺ کے قیام اور حقوق اہلسنّت کی حفاظت کے لیے صدق دل کے ساتھ مجلس عمل علماء اہلسنّت کی ہدایات پر عمل کروں گا اور اس سلسلہ میں ہر ممکن قربانی دینے سے دریغ نہیں کروں گا۔

دستخط رکن---------- دستخط سالار سنی فورس

علماء و مشائخ اہلسنّت اور سنی عوام و خواص سے اپیل ہے

تاحصول مقصد اپنی جدوجہد کو جاری رکھیں۔ جمعہ کے خطبات اور دیگر مجالس میں ان مطالبات کو بیان کریں اور راولپنڈی یا اسلام آباد یارسول اللہ کانفرنس (جس کی تاریخ و جگہ کا اعلان بعد میں کیا جائے گا) کے لیے ہر قیمت اور ہر حالت میں تیاری شروع کردیں۔ یاد رکھیں کہ اس مقصد کے حصول کے لیے اللہ تعالیٰ اور اس کے مقدس رسول ﷺ کی رضا کے لیے ہر قسم کی مالی و جانی قربانی دینے کے لیے تیار رہیں۔ کسی قسم کی افواہ وغیرہ پر کان نہ دھریں اور اپنے مقصد کے حصول کی طرف اپنی توجہ مبذول رکھیں-----"

علامہ رضوی مرحوم کے ہاں جن صاحب کو میں نے اکثر دیکھا وہ مولانا محمد فرحان ہیں جنہیں علامہ مرحوم اور ان کے مشن سے والہانہ محبت ہے۔ وہ علامہ رضوی کی اکثر کتابیں اور مضامین شائع کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر سے نوازے اور علامہ مرحوم کا فیض نصیب کرے۔ جمعۃ المبارک کے دن 15 اکتوبر 99ء کو بعد از نماز عصر حضرت شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی نماز جنازہ ناصر باغ لاہور میں مرحوم کے برادر حقیقی صاحبزادہ سید مسعود احمد رضوی نے پڑھائی۔ ملک بھر سے اہم ترین شخصیات کا بڑا اجتماع تھا۔ راقم بھی برادر محترم پروفیسر ڈاکٹر صاحبزادہ محمد آصف ہزاروی' برادر عزیز قاری محمد علی قادری برادرم محمد نواز کھرل----- برادرم محترم مولانا مفتی محمد حفیظ اللہ چشتی' برادرم مولانا محمد اسلم شہزاد' برادرم مولانا محمد قاسم علوی' مولانا محمد اسماعیل تابش' مولانا محمد عبدالغفور اسدی کے علاوہ جامعہ اسلامیہ لاہور کے اساتذہ و طلبہ کے ہمراہ علامہ رضوی کے جنازے میں شریک تھا

بعد ازاں مرحوم کو سیدی ابوالبرکات امام اہلسنّت علامہ سید احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ اور مرحوم کے فرزند برادرم صاحبزادہ سید مصطفیٰ اشرف رضوی نے دعائے خیر فرمائی۔ مولانا عطا محمد چشتی گولڑوی، برادرم محمد فرحان، پروفیسر ڈاکٹر آصف ہزاروی، مشائخ و علماء کرام کی کثیر تعداد موجود تھی اور میں سوچ رہا تھا۔

ہجوم ہے تیری تربت پہ درد مندوں کا
یتیم ہیں تری شفقت کو یاد کرتے ہیں

اب کرنے والا کام یہ ہے جس سے مرحوم کو نفع ہو سکتا ہے کہ اہلسنّت والجماعت کی قدیم مرکزی دینی درسگاہ جامعہ حزب الاحناف کو پھر سے آباد کیا جائے۔ حضرت کے صاحبزادگان اور مقتدر علماء اہلسنّت مل بیٹھیں اور اس عظیم مادر علمی کو پھر سے وہی عروج عطا کرنے کی پلاننگ کریں جو حضرت محدث الوری سید دیدار علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور امام اہلسنّت مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں نصیب تھا۔ میری دعا ہے کہ خداوند قدوس مرحوم کا فیض اس عظیم مرکز علم و عرفان، جامع حزب الاحناف کے ذریعے سے جاری و ساری فرمائے۔ ایک مرتبہ پھر یہاں قال اللہ اور قال الرسول کی صدائیں سربلند ہوں۔ علامہ مرحوم کے لیے میری دعا ہے۔

تیری لحد پہ کھلیں جاوداں گلاب کے پھول

غبار راہ حجاز

محمد محبوب الرسول قادری

شمر واتا 18 نومبر 1999ء
جمعرات سوا آٹھ بجے صبح

حضرت شارح بخاری علامہ رضوی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ الحدیث مفتی محمد عبدالحکیم شرف قادری

اس حقیقت میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ جس شخص کو دین کا فہم حاصل ہو جائے' رحمت الٰہی اس کے شامل حال ہوتی ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔

من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین

اللہ تعالیٰ جس کی بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے' اسے دین کی بصیرت عطا فرما دیتا ہے۔

پھر اس کے ساتھ اگر تقویٰ و پرہیزگاری' حق گوئی اور بے باکی' رشد و ہدایت اور تبلیغ اسلام' تدریس و تصنیف اور اعلاء کلمہ حق ایسے اوصاف بھی جمع ہو جائیں' تو سونے پر سہاگہ۔

فضیلۃ الشیخ' جلالۃ العلم والمعرفۃ' محدث عصر حضرت علامہ مولانا سید دیدار علی شاہ الوری قدس سرہ العزیز ایسی ہی جامع صفات اور نادر روزگار شخصیت تھے۔ ان کی دینی اور ملی خدمات اس لائق ہیں کہ ان پر علمی اور تحقیقی مقالے لکھے اور شائع کئے جانے چاہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انہیں دو قابل صد فخر فرزند عطا فرمائے۔

1. غازی کشمیر علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری
2. مفتی اعظم پاکستان علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری

علامہ سید ابوالحسنات قادری نے میدان سیاست' خطابت' قومی خدمات

اور تصنیف میں وہ گراں قدر خدمات انجام دیں' جو آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں ان کی عظمت و جلالت کا یہ عالم تھا کہ مخالف مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے نامور علماء ان کے قدموں میں بیٹھنے اور ان کے جوتے سیدھے کرنے کو سرمایہ فخر تصور کرتے تھے۔ علامہ سید ابوالبرکات قادری رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کے مفتی اعظم پاکستان یکتائے زمانہ محدث اور بے مثال مناظر تھے۔ اپنے اور بیگانے سب ہی ان کی جلالت علمی اور ظرف نگاہی کے معترف تھے۔

ارباب حکومت بھی ان کے رعب' دبدبے اور ہمہ گیر اثرات سے متاثر تھے۔ جامعہ نعیمیہ لاہور کے بانی اور مہتمم حضرت مولانا علامہ مفتی محمد حسین نعیمی مدظلہ نے ایک مجلس میں بیان کیا کہ ایوب خاں کے دور میں محکمہ اوقاف کے ایڈمنسٹریٹر مسعود بھگوان کے خلاف حزب الاحناف لاہور میں علماء اہل سنت کا ایک اہم اجلاس منعقد ہوا' جس میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ مسٹر مسعود کو اس عہدہ سے برطرف کیا جائے۔ باوجودیکہ اس اجلاس میں سینکڑوں علماء کا اجتماع تھا' حکومت نے اس مطالبہ کا کوئی نوٹس نہیں لیا۔ کچھ دنوں بعد اسی مطالبے کی حمایت میں ایک جلوس نکالا گیا' جس میں ڈیڑھ دو سو افراد شریک ہوئے ہوں گے۔ اس جلوس کی قیادت حضرت علامہ سید ابوالبرکات قادری فرما رہے تھے۔ پروگرام یہ تھا کہ گورنر ہاؤس جاکر اپنے مطالبات پیش کئے جائیں۔ ابھی یہ جلوس لکشمی چوک ہی پہنچا تھا کہ حکومت کے نمائندوں نے آکر سید صاحب کو اطلاع دی کہ جلوس منتشر کردیا جائے۔ مسٹر مسعود کا تبادلہ کردیا گیا ہے۔

1949ء میں تحریک ختم نبوت کا آغاز ہوا' اسی دور میں پاکستان کی تاریخ کا سخت ترین مارشل لاء نافذ ہوچکا تھا' کسی کو لاؤڈ سپیکر استعمال کرنے کی اجازت نہ تھی۔ اس کے باوجود حضرت سید صاحب ہر روز نماز فجر کے بعد قرآن پاک کا درس دیتے۔ فتنہ قادیانیت کے موضوع پر تقریر کرتے' ختم نبوت کے بارے میں قادیانیوں کے شبہات کا جواب دیتے اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی پرزور تائید فرماتے۔ اس اثناء میں کسی کو یہ جرات نہ ہوئی کہ آپ کا لاؤڈ سپیکر بند کرادے۔

1385ھ 1965ء میں جنگ ستمبر کے بعد علماء اہلسنت کا ایک وفد جنرل محمد ایوب خان سے ملا' جس میں حضرت علامہ سید ابوالبرکات قادری رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل تھے۔ ایوب خان نے مزاج پرسی کے بعد دعا کے لیے کہا تو سید صاحب نے فرمایا۔

دعا کیا کروں؟ آپ نے عائلی آرڈی ننس نافذ کیا ہے جس کی بعض دفعات' صریح طور پر قرآن و سنت کے خلاف ہیں۔ آپ نے شاستری کی ارتھی کو کندھا دیا' ایک مشرک کی ارتھی کو کندھا دینا کب جائز ہے؟

جنرل محمد ایوب خاں نے وعدہ کیا کہ عائلی آرڈی ننس میں شریعت کے مطابق ترمیم کردی جائے گی اور شاستری کی ارتھی کو کندھا دینے کے متعلق کہا کہ یہ ایک رسمی چیز تھی اور مجھے مجبوراً ایسا کرنا پڑا۔

ان واقعات سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اس خاندان نے اعلاء کلمۃ الحق میں کبھی تساہل سے کام نہیں لیا۔ اسی عظیم خانوادے کے جلیل القدر فرزند' وسیع النظر محدث عظیم فقیہ اور محقق حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی مدظلہ العالی شارح بخاری ہیں جو خاندانی وجاہت کے علاوہ قابل قدر خصوصیات کے حامل ہیں۔ اکثر و بیشتر جب بھی ان سے ملاقات ہوئی' انہیں کسی نہ کسی دینی مسئلہ میں غور و فکر کرتے ہوئے پایا' ان کی گفتگو عام انداز سے ہٹ کر مسائل دینیہ کے بارے میں ہی ہوتی ہے۔ وہ جو کچھ بھی لکھتے ہیں' گہری سوچ بچار کے بعد لکھتے ہیں۔ ان کی تحریکات' مفید عام' موضوعات پر ہیں اور عوام و خواص میں مقبولیت حاصل کرچکی ہیں۔

۲ــ حضرت علامہ رضوی مدظلہ کی ولادت باسعادت 1343ھ 1965ء میں ہوئی۔ علمی اور روحانی ماحول میں آنکھیں کھولیں اور اسی میں نشوونما پائی۔ درس نظامی کی ابتدائی کتابیں آمد نامہ وغیرہ اپنے جد امجد' سید المحدثین مولانا سید محمد دیدار علی شاہ الوری قدس سرہ سے پڑھیں۔ بقیہ کتب' جید اور متبحر اساتذہ سے پڑھیں۔ شرح تہذیب قطبی اور مختصر المعانی وغیرہ کتب' منطقی بابا حضرت مولانا محمد دین بدھوی سے' ملا حسن' تفسیر بیضاوی وغیرہ کتب ملک المدرسین استاذالاساتذہ حضرت مولانا

عطا محمد چشتی گولڑوی مدظلہ العالی سے پڑھیں۔

ان کے علاوہ دیگر اساتذہ سے بھی استفادہ کیا' جن میں حضرت مونا مہرالدین جماعتی مدظلہ شارح مختصر المعانی کا اسم گرامی نمایاں ہے۔

درس حدیث اپنے والد گرامی' مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری قدس سرہ سے لیا۔ 1947ء میں دار العلم حزب الاحناف' لاہور کے سالانہ جلسے میں آپ کی دستار بندی کرائی گئی۔ اس اجلاس میں پاک و ہند کے اکابر علماء مثلاً حضرت صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی' مفتی آگرہ مولانا مفتی عبدالحفیظ' محدث اعظم ہند علامہ سید محمد محدث کچھوچھوی' مولانا محمد یار گڑھی شریف' علامہ عبدالغفور ہزاروی' حضرت مولانا سید مختار اشرف کچھوچھوی وغیرہم دست اسرارہم تشریف فرما تھے۔ حضرت صدر الافاضل نے اس موقع پر بطور تبرک اپنی ٹوپی بھی عنایت فرمائی۔

حضرت علامہ رضوی مدظلہ نے 7 جون 1947ء کو موقر جریدہ رضوان جاری کیا' جو ابتداء ہفت روزہ تھا' پھر پندرہ روزہ ہوا۔ بعد ازاں ماہنامہ کی صورت میں شائع ہوا اور بحمدہ تعالٰی آج تک شائع ہو رہا ہے۔ اس جریدے میں وقیع اور گراں قدر مقالات شائع ہوا کرتے تھے۔ اس جریدے نے دین متین کی حفاظت اور مسلک اہل سنت و جماعت کی تبلیغ و اشاعت میں نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔ اس رسالے کے کئی قیمتی نمبر' راقم کی نظر سے گزرے ہیں' مثلاً نماز نمبر' ختم نبوت نمبر' چکڑالویت نمبر اور معراج النبی نمبر وغیرہ' مشہور شیعہ مناظر مولوی اسمٰعیل گوجروی سے متعدد مسائل پر مباحثہ کا سلسلہ جاری رہا۔ ان مباحثوں میں علامہ رضوی مدظلہ کا قلم علمی اور تحقیقی جواہر بکھیرتا رہا۔ علامہ کا استدلال' عالمانہ گرفت' مخالفین کے اعتراضات کے ٹھوس جوابات' یہ سب چیزیں پڑھنے اور دیکھنے سے تعلق رکھتی تھیں۔ حضرت علامہ کی تصانیف' رضوی اور گوجروی مکالمہ' بیعت رضوان' باغ فدک' حدیث قرطاس' اسرار مذہب شیعہ اور حضور کی نماز جنازہ اسی دور کی یادگار ہیں۔

علاوہ ازیں حضرت علامہ نے اس رسالہ میں بخاری شریف کی شرح فیو

الباری کے نام سے قسط وار شائع کرنا شروع کی' جس کی آٹھ پارے اب تک چھپ کر مقبولیت عامہ کی سند حاصل کر چکے ہیں۔

ان کے علاوہ خصائص مصطفیٰ' جامع الصفات' روح الایمان' شان مصطفےٰ' معراج النبی' شان صحابہ' اسلامی تقریبات' دین مصطفیٰ' روشنی' مسائل نماز وغیرہ علامہ کے وہ بلند پایہ مقالات ہیں جو رضوان میں وقتاً فوقتاً چھپتے رہے ہیں۔ بعد میں انہیں نظر ثانی اور اضافوں کے ساتھ کتابی صورت میں شائع کردیا گیا۔ ان کی تمام تصانیف' علم و تحقیق کا منہ بولتا ثبوت اور عوام و خواص کے لیے مفید ہیں اور علمی حلقوں میں وقت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں۔

حضرت علامہ نے فارغ التحصیل ہونے کے بعد کچھ عرصہ درس و تدریس کے فرائض انجام دیئے۔ شرح تہذیب اور شرح وقایہ وغیرہ کتب پڑھاتے رہے۔ پھر ان کی تمام تر توجہ تصنیف و تالیف اور دارالعلوم حزب الاحناف' لاہور کے انتظامات کے لیے وقف ہو کر رہ گئی۔

علامہ رضوی جہاں دقیق النظر محدث' نکتہ رس فقیہہ اور صاحب طرز ادیب ہیں' وہاں وہ قادرالکلام خطیب بھی ہیں۔ ان کی تقریر علم و فضل' سنجیدگی و متانت کا بہترین مرقع ہوتی ہے۔ انداز بیان مدلل اور دل نشین ہوتا ہے۔

اس خاندان کا طرۂ امتیاز یہ رہا ہے کہ اب بھی کوئی ملی اور ملکی مسئلہ پیش آیا' یہ حضرات راہنمائی میں پیش پیش رہے۔ تحریک پاکستان میں دارالعلوم حزب الاحناف لاہور کی خدمات ناقابل فراموش ہیں---- جامع مسجد وزیر خاں لاہور' تحریک پاکستان کا اہم ترین سٹیج تھی' اس اسٹیج سے پاکستان کی حمایت میں اٹھنے والی آواز اتنی زوردار تھی کہ اس کی گونج پورے پنجاب' بلکہ اس کے اردگرد تک سنی جاتی تھی۔

27 تا 30 اپریل 1946ء کو بنارس کے باغ فاطماں میں منعقد ہونے والی آل انڈیا سنی کانفرنس' تحریک پاکستان کے لیے سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس اجلاس میں اہل سنت و جماعت کے علماء و مشائخ نے اجتماعی طور پر مطالبہ پاکستان کی زبردست حمایت کی اور اس عزم کا اظہار کیا کہ جب تک پاکستان نہیں بن جاتا' ہم

آرام سے نہیں بیٹھیں گے۔ اس اجلاس میں مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری' علماء پنجاب کے وفد کے ہمراہ شریک ہوئے۔ اس وفد میں علامہ سید محمود احمد رضوی بھی شامل تھے۔

1953ء میں تحریک ختم نبوت چلائی گئی' جس کا مقصد یہ تھا کہ قادیانیوں کو پاکستان کے کلیدی عہدوں سے ہٹایا جائے اور انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ اس تحریک کے صدر علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری تھے۔ علامہ سید محمود احمد رضوی نے بھی اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور حضرت علامہ مفتی محمد حسین نعیمی مدظلہ کے تعاون سے اپنی ذاتی مشین پر پمفلٹ چھاپ کر فوج اور پولیس کے نوجوانوں میں تقسیم کئے اور انہیں تحریک کے مقاصد سے آگاہ کیا۔

1974ء کی تحریک ختم نبوت میں تمام مکاتب فکر کے اشتراک سے مجلس عمل تحفظ ختم نبوت معرض وجود میں آئی۔ علامہ رضوی مدظلہ اس کے جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے۔ آپ نے ملک کے طول و عرض میں دورے کئے' قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں' بالآخر سات ستمبر 1974ء کو اسلامیان پاکستان کے شدید دباؤ کی بنا پر پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔

علامہ رضوی مدظلہ ایک عرصہ تک جمعیتہ العلماء پاکستان کے جنرل سیکرٹری رہے۔ ایک مرحلے پر جمعیت داخلی انتشار کا شکار ہوگئی۔ کوشش بسیار کے باوجود اتفاق و اتحاد کی کوئی صورت نہ نکل سکی۔ 1969ء میں حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری قدس سرہ نے حزب الاحناف' لاہور میں ملک بھر کے علماء کی ایک میٹنگ بلائی۔ حضرت سید صاحب کی دعا و برکت سے تمام علماء اہل سنت شیر و شکر ہوگئے علامہ رضوی پہلے سنی بورڈ' پھر مجلس جمعیتہ العلماء پاکستان کے کنوینر مقرر ہوئے انہوں نے اپنے رفقاء کے ساتھ مل کر جمعیتہ کو فعال بنانے کے لیے دن رات کام کیا اور گوناگوں مشکلات کے باوجود اپنی مہم میں کامیاب رہے۔

22 مارچ 1970ء کو ٹوبہ ٹیک سنگھ میں نام نہاد کسان کانفرنس منعقد ہوئی جس میں مولانا بھاشانی مہمان خصوصی تھے۔ کانفرنس کا نعرہ تھا۔

"ماریں گے----- مرجائیں گے---- سوشلزم لائیں گے"----

اسی کانفرنس میں ٹوبہ ٹیک سنگھ کا نام لینن گراڈ تجویز کیا گیا۔ اہل سنت کے علماء و مشائخ نے اپنا فرض منصبی سمجھتے ہوئے سوشلزم کے پروپیگنڈے کا موثر جواب دینے اور کسان کانفرنس کے اثرات زائل کرنے کے لیے عین اسی جگہ 13، 14 جون 1970ء کو عظیم الشان سنی کانفرنس منعقد کی، جس میں حضرت مولانا فضل الرحمن قادری مدنی مدظلہ مدینہ طیبہ سے تشریف لاکر بطور مہمان خصوصی شریک ہوئے۔

اس کانفرنس کا منظر دیدنی تھا۔ تاحد نظر پھیلے ہوئے غلامان مصطفے ﷺ کے جم غفیر اور تین ہزار علماء و مشائخ کے مبارک اجتماع سے وہ سماں پیدا ہوا کہ باطل کی تمام تاریکیاں چھٹ گئیں۔ اس کانفرنس میں اسلامیان پاکستان کو مقام مصطفے کے تحفظ اور نظام مصطفیٰ کے نفاذ کا نعرہ ملا اور اعلان کیا گیا کہ اسی منشور کی بنیاد پر دسمبر 1970ء کے انتخابات میں حصہ لیا جائے گا۔

اس کانفرنس کے کنوینر حضرت علامہ رضوی مدظلہ اور ان کے رفقاء تھے۔ انہوں نے ملک بھر کے دورے کرکے کانفرنس کے انعقاد کے لیے فضا ہموار کی۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ کے مولانا مختار الحق رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے رفقاء نے بھی اس کانفرنس کے انعقاد کے لیے گراں قدر خدمات انجام دیں۔

حضور نبی اکرم ﷺ کی محبت و عقیدت اور تعظیم و تکریم اہل سنت و جماعت کا طرہ امتیاز اور سرمایہ ایمان ہے۔ بارگاہ رسالت کی بے ادبی اور گستاخی دیکھ اور سن کر خاموشی سے برداشت کر جانا، ان کے نزدیک غیرت ایمانی کے منافی ہے۔ حضرت علامہ رضوی مدظلہ کو یہ عقیدہ تو ورثہ میں ملا ہے 1971ء میں برطانیہ کے نام نہاد ڈاکٹر، ہنہاس نے ایک دل آزار کتاب لکھی، جس میں اس نے حضور نبی اکرم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کی۔ اس کتاب کی اشاعت کے خلاف جمعیت علماء پاکستان نے لاہور سے جلوس نکالے اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ اس کتاب کو ضبط کیا جائے، لیکن حکومت نے مطالبہ تسلیم کرنے کی بجائے۔ 10 جنوری 1971ء کو علامہ سید محمود احمد رضوی اور مولانا اکرام حسین مجددی کو گرفتار کرلیا، جبکہ مولانا فیض القادری اور پیر طریقت میاں جمیل احمد شرقپوری پہلے ہی گرفتار کئے جاچکے تھے۔

حضرت شیخ الاسلام خواجہ محمد قمرالدین سیالوی اور حضرت مولانا حامد علی خاں کی یادت میں ایک وفد 20 جنوری 1971ء کو اس وقت کے گورنر پنجاب جنرل عتیق الرحمن سے ملا اور ان راہنماؤں کی رہائی کے بارے میں گفتگو کی۔ چنانچہ 21 جنوری کو تمام حضرات رہا کردیئے گئے۔

یارسول اللہ ﷺ کانفرنس

23 مارچ 1984ء کو بادشاہی مسجد' لاہور میں محفل رات منعقد ہوئی' مصر کے معروف قاری عبدالباسط نے تلاوت کی۔ سامعین میں ہر مکتب فکر کے افراد موجود تھے۔ اسی اثناء میں کسی نے نعرہ رسالت بلند کیا۔ اس کے جواب میں کسی بدبخت نے مردہ باد کا نعرہ لگایا۔ نعرہ لگانے والے حافظ غلام معین الدین کو مارا گیا اور اسے مرزائی کہہ کر پولیس کے حوالے کردیا گیا۔

یہ واقعہ جس مسلمان نے بھی سنا' اس کا خون کھول اٹھا' اس سے بڑھ کر محبوب رب العالمین ﷺ کی گستاخی اور توہین کیا ہوسکتی ہے؟ کسی معمولی حیثیت رکھنے والی شخصیت کے بارے میں یہ نعرہ لگا کر دیکھئے' اس کے ماننے والے مرنے مارنے پر تل جائیں گے۔ پھر یہ کیسے ممکن تھا کہ مدنی عربی ﷺ کا کلمہ پڑھنے والے اس ناپاک جسارت کی خبر سن کر برداشت کرجاتے۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب اکرم ﷺ کی توہین و تنقیص دیکھ سن کر درگزر کرجانا از روئے ایمان ناقابل معافی جرم ہے اور مفتی عشق کے نزدیک ایسا کرنا' دین و ایمان کو قتل کرنے کے مترادف ہے۔ مشہور صحافی جناب انور قدوائی نے بالکل صحیح لکھا ہے۔

علامہ محمود احمد رضوی نے جس بات پر علم احتجاج بلند کیا تھا' وہ اہم ترین اور سنگین مسئلہ تھا' جس سے اختلاف بریلوی کیا؟ کوئی مسلمان بھی نہیں کرسکتا تھا۔

علامہ سید محمود احمد رضوی نے بروقت اس واقعہ کا نوٹس لیا اور یکم اپریل کو علماء اہل سنت کی ایک میٹنگ بلا کر مجلس عاملہ علماء اہلسنت قائم کردی۔ جس کے صدر علامہ موصوف' نائب صدر علامہ الٰہی بخش ضیائی اور سیکرٹری جنرل علامہ شمس الزماں قادری مقرر کئے گئے۔ اسی اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ 12 اپریل 1984ء کو

حزب الاحناف لاہور میں یارسول اللہ کانفرنس منعقد کی جائے اس کانفرنس میں ملک بھر کے ہزاروں علماء و مشائخ اور تقریباً ڈیڑھ لاکھ سامعین نے شرکت کی۔

حضرت علامہ نے ایک پریس کانفرنس میں حکومت سے مطالبہ کیا۔

1- شاہی مسجد کے خطیب کو ہٹایا جائے۔

2- گستاخ رسول کو گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دی جائے۔

3- سنی اوقاف علیحدہ قائم کیا جائے۔

انہوں نے حکومت سے کہا کہ 20 مئی تک ہمارے مطالبات تسلیم کر لیے جائیں ورنہ وہ 21 مئی کو بادشاہی مسجد میں یارسول اللہ کانفرنس کریں گے۔

اس کے مقابل دیوبندی علماء کی طرف سے اسی تاریخ کو شاہی مسجد میں محمد رسول اللہ کانفرنس کا اعلان کیا گیا۔ ان کی طرف سے کہا گیا کہ نبی اکرم ﷺ کی شان اقدس کی توہین کرنے والا کافر ہے۔ اور یہ کہ شاہی مسجد میں ایسا مذموم نعرہ کسی نے نہیں لگایا۔

دراصل بریلوی اور دیوبندی علماء کے نزدیک بالاتفاق توہین رسالت کفر ہے' اختلاف اس وقت پیدا ہوتا ہے' جب یہ کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص نے توہین کی ہے' لہٰذا وہ کافر ہے۔ اس موقع پر علماء دیوبند کا طریق کار یہ ہوتا ہے کہ اول تو انکار کر دیتے ہیں کہ فلاں شخص نے ایسی بات کہی ہی نہیں ہے اور اگر انکار کی گنجائش نہ رہے تو تاویل اور توجیہ کرنے لگ جاتے ہیں۔ اس دفعہ بھی ایسا ہی ہوا۔ انہوں نے صاف انکار کر دیا کہ ایسا شرمناک نعرہ کسی نے لگایا ہی نہیں' حالانکہ حکومت کے قائم کردہ ٹربیونل کے سامنے گواہوں سے یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچا دیا گیا تھا کہ ایسا نعرہ لگایا گیا تھا۔

21 مئی ساڑھے گیارہ بجے دن ملک کے طول و عرض سے آئے ہوئے علماء مشائخ کی ایک میٹنگ' زیر صدارت استاذالاساتذہ مولانا علامہ عطاء محمد چشتی گولڑوی مدظلہ منعقد ہوئی۔ سپریم کونسل کے سامنے یہ صورت حال رکھی گئی کہ 20 مارچ 1984ء کو علماء اہل سنت کا ایک وفد گورنر پنجاب سے ملا ہے۔ گورنر نے نہ صرف مطالبات پورے اطمینان سے سنے' بلکہ ان پر غور کرنے کا وعدہ بھی کیا ہے۔ جب

حاضرین سے پوچھا گیا کہ کیا اب بھی عالمگیری مسجد میں جانا ضروری ہے؟ تو اس کا جواب پورے جوش اور ولولے سے دیا گیا کہ جانا ہے اور ضرور جانا ہے۔ ساڑھے چار بجے حزب الاحناف کے صحن میں جلسہ عام منعقد کیا گیا۔ علماء کرام کی تقاریر نے حاضرین کے ذوق و شوق کو شعلہ جواں بنادیا۔ سوا پانچ بجے جلوس شاہی مسجد کی طرف روانہ ہوا۔ علامہ سید محمود احمد رضوی اور دیگر علماء جلوس کی قیادت کر رہے تھے۔ راستے میں پولیس نے ناکہ بندی کر رکھی تھی۔ شرکاء کے جوش و خروش کو دیکھتے ہوئے پولیس نے یہ دانشمندانہ فیصلہ کیا کہ راستے سے رکاوٹیں ہٹا دیں۔ اس طرح جلوس بخیریت شاہی مسجد پہنچ گیا اور نعرۂ تکبیر اور نعرۂ رسالت سے شاہی مسجد کے در و دیوار گونج اٹھے۔

جناب انور قدوائی کا تبصرہ ملاحظہ ہو' وہ لکھتے ہیں۔

21 مئی کو علامہ محمود احمد رضوی نے تمام سرکاری رکاوٹوں کو روند ڈالا۔ اور نہ صرف جلوس نکالا بلکہ بادشاہی مسجد میں جلسہ بھی کیا۔

ادھر شرکاء جلوس شاہی مسجد میں داخل ہوئے' ادھر شیرانوالہ گیٹ' لاہور سے بھیجے ہوئے دیوبندیوں کے ایک ٹولے نے قلعہ کے دروازے کے پاس اکا دکا آنے جانے والے سینوں پر حملہ کردیا۔ متعدد افراد لہولہان ہو گئے' لیکن جب سنی عوام ادھر متوجہ ہوئے تو یہ شرپسند دم دبا کر بھاگ گئے۔ اصل میں یہ لوگ اپنے اعلان کے مطابق شاہی مسجد میں کانفرنس نہ کرسکنے کی خجالت مٹانا چاہتے تھے' جس میں الٹا مزید اضافہ ہوگیا۔

اہل سنت و جماعت نے مغرب اور عشاء کی نمازیں شاہی مسجد میں باجماعت ادا کیں اور رات کے ساڑھے بارہ بجے تک یارسول اللہ کانفرنس کا پروگرام جاری رہا۔ شاہی مسجد کے در و دیوار نعرہ رسالت سے گونجتے رہے۔ چاروں میناروں' برجیوں اور مسجد کے چپے چپے پر یارسول اللہ اور سبز گنبد کی تصویر والے جھنڈے لہراتے رہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس مذموم نعرے کی تلافی ہوگئی اور مخالفین کے ہوش ٹھکانے آگئے اور انہیں احساس ہوگیا کہ آج کے دور بے عملی میں بھی عامتہ المسلمین بارگاہ رسالت میں کسی قسم کی تاویل و تنقیص

برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔

جناب انور قدروائی لکھتے ہیں۔

علامہ محمود احمد رضوی کی اپیل پر جس طرح لوگ اکٹھے ہوئے اور انہوں نے ناموس رسول کے لیے جس جذبہ و جوش کا مظاہرہ کیا ہے' اس سے دو فائدے ہوئے ہیں۔

ایک تو یہ کہ علامہ محمود احمد رضوی جو ایک عرصہ سے علیل تھے' پھر جوان ہو گئے ہیں۔

اور دوسرے یہ کہ ملک کے اندر اور باہر وہ عناصر جو یہ سوچ کر خوش ہوتے

پولیس کے عملے کو اپنی غلطی کا احساس ہوا' لیکن معاملہ ان کے اختیار سے باہر ہو چکا تھا یہ حضرات جب مزار شریف کے احاطے میں پہنچے' تو عرس شریف کے اجلاس کی ایک نشست جاری تھی۔ نوجوانوں نے آگے بڑھ کر سٹیج پر قبضہ کرلیا اور اس طرح احاطہ مزار میں یارسول اللہ کانفرنس کا آغاز ہوگیا۔

کانفرنس کے منتظمین کو پتا چلا کہ مولانا مفتی محمد افضل گجراتی کو پولیس گرفتار کرکے لے گئی ہے۔ اسٹیج سے اعلان کیا گیا کہ اگر ایک گھنٹے تک مفتی صاحب کو رہا کرکے داتا صاحب کے مزار شریف پر نہیں پہنچایا گیا تو نتائج کی ذمہ داری حکومت پر ہوگی۔ ایک گھنٹے سے پہلے ہی مفتی صاحب سٹیج پر پہنچ چکے تھے۔ نماز عشاء سے پہلے مولانا احمد علی قصوری نے اعلان کیا کہ نماز کے بعد ہم حزب الاحناف جاکر یارسول اللہ کانفرنس منعقد کریں گے۔ پولیس کے عملہ کو چاہیے کہ راستہ صاف کردے' ورنہ ہرچہ باداباد ہم کسی بھی ناخوشگوار صورتحال کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہیں۔ نماز عشاء کے بعد جب داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک سے اہل سنت کا سیل رواں' روانہ ہوا تو پولیس کا کہیں نام و نشان تک نہ تھا۔

قابل توجہ نکتہ

اس تمام تفصیل کو سامنے رکھتے ہوئے کہنے دیجیے۔

1- اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب پاک ﷺ کے نام پر حاصل کئے گئے ملک میں توہین رسالت کے مجرم کو قرار واقعی سزا نہ دے کر ضیاء حکومت نے اسلامیان پاکستان سے انصاف نہیں کیا۔

2- عوام اہل سنت نے ہر موقع پر غیرت ایمانی اور جذبہ جاں نثاری کا ثبوت دیا ہے۔ تحریک پاکستان، تحریک ختم نبوت، تحریک نظام مصطفیٰ اور یارسول اللہ کانفرنس، جب بھی انہیں بلایا گیا، وہ کفن بردوش اور سربکف میدان میں نکل آئے۔ سنی کانفرنس ملتان ہو یا سنی کانفرنس رائیونڈ، قائدین کی پکار پر دیوانہ وار لبیک کہتے ہوئے حاضر ہو گئے۔ اب اگر قوم کے خون کو گرم نہیں رکھا گیا۔ ان کے جذبہ بے تاب کو رنگ و دوام نہیں دیا گیا تو اس میں عوام کا قطعاً" کوئی قصور نہیں ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ہر محل میں ہمارا تربیتی مرکز قائم ہو، جہاں عوام الناس، خصوصاً نوجوانوں کو اعتقادی، عملی، روحانی، اخلاقی اور سیاسی تربیت دی جائے۔ جب تک یہ عمل تسلسل کے ساتھ جاری نہیں کیا جاتا، اس وقت نہ تو عوام کا شعور بیدار ہو سکتا ہے اور نہ ہی نظام مصطفیٰ کے نفاذ کا خواب عملی جامہ پہن سکتا ہے۔

حضرت علامہ رضوی مدظلہ 1981ء سے 31 اپریل 1984ء تک اسلامی نظریاتی کونسل کے ممبر رہے چکے ہیں۔ کئی سال رویت ہلال کمیٹی کے چیئرمین بھی رہ چکے ہیں۔

اولاد

حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی، اولاد کے سلسلے میں بھی خوش قسمت واقع ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں صاحبزادیاں اور صاحبزادے عطا فرمائے ہیں۔ صاحبزادوں میں سے سید مصطفیٰ اشرف رضوی بڑے ہونہار اور باصلاحیت نوجوان ہیں۔

فیوض الباری فی شرح صحیح البخاری

علامہ سید محمود احمد رضوی مدظلہ کو اللہ تعالیٰ نے بڑی خوبیوں اور صلاحیتوں سے نوازا ہے' وہ قلم و قرطاس کی اہمیت سے بخوبی آگاہ ہیں۔ تحقیق کا مادہ ان کی طبیعت میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ ان کی تمام تصانیف علم و تحقیق کا بہترین شاہکار اور افادیت عامہ کی حامل ہیں۔ خوشی کی بات یہ ہے کہ ان کی جملہ تصانیف عوام و خواص میں مقبولیت کی سند حاصل کرچکی ہیں۔ ان کی تصانیف کے نام اس سے پہلے بیان کیئے جاچکے ہیں۔ اس وقت ان کی اہم تصنیف لطیف فیوض الباری کا مختصر تعارف پیش کرنا مقصود ہے۔

فیوض الباری کا انداز بیان یہ ہے۔

1- ہر حدیث کا بامحاورہ اور سلیس اردو ترجمہ کیا گیا ہے۔

2- الفاظ حدیث کی لغوی تحقیق پیش کی گئی ہے۔

3- حدیث سے مستنبط ہونے والے احکام و مسائل کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔

4- آئمہ اربعہ رضی اللہ عنہم کے فقہی اختلافات کی تفصیل پھر روشن دلائل سے مذاہب حنفی کی ترجیح اور تحقیق۔

5- مسلک اہل سنت کو مدلل طور پر بیان کیا گیا ہے۔ شیعہ' وہابیہ' دیوبندیہ اور منکرین حدیث کے اعتراضات اور شکوک و شبہات کے معقول اور مسکت جوابات دیئے ہیں۔

6- امام بخاری اکثر و بیشتر احادیث کی پوری سند بیان کرتے ہیں۔ فیوض الباری میں اختصار کے پیش نظر سندوں کا ذکر نہیں کیا گیا۔

7- امام بخاری ایک ہی حدیث کو مختلف ابواب میں بیان کر جاتے ہیں۔ فیوض الباری میں ابواب کے عنوانات تو باقی رکھے گئے ہیں' لیکن حدیث کو ایک ہی جگہ بیان کرنے پر اکتفاء کیا گیا ہے اور اسی جگہ اس سے مستنبط ہونے والے احکام و مسائل بیان کردیئے ہیں۔

8- حسب ضرورت راویوں کے مختصر احوال بیان کردیئے ہیں۔

9- ابتداء میں مفصل مقدمہ ہے' جس میں حجیت حدیث' مقام رسول'

عہد نبوی عہد تابعین میں حدیث کی حفاظت و کتابت وغیرہ امور پر پر مغز علمی گفتگو کی گئی ہے نیز امام بخاری کا تذکرہ مختصر، مگر دلکش انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ علم حدیث کی چند ضروری اصطلاحات بھی بیان کی گئی ہیں۔

10- فیوض الباری' بخاری شریف کی جامع شرح ہے' جس میں شروح بخاری عمدۃ القادری' فتح الباری' کرمانی' اور ارشاد الساری کا خلاصہ پیش کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں تفاسیر' کتب فقہ و عقائد سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ خصوصاً اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی قدس سرہ کے فتاویٰ رضویہ سے بھرپور فیض حاصل کیا گیا ہے۔

فیوض الباری کو جلیل القدر محدثین نے داد تحسین سے نوازا ہے---- قومی اخبارات نے شاندار تبصرے کئے ہیں۔ چند اقتباسات ملاحظہ ہوں۔

غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

بخاری شریف کی ایک بلند پایہ شرح جن خوبیوں کی حامل ہو سکتی ہے' وہ تمام خوبیاں' فیوض الباری میں پائی جاتی ہیں۔ اکثر و بیشتر اردو تراجم میں جو کمزوریاں اور نقائص پائے جاتے ہیں۔ الحمدللہ فیوض الباری کا دامن ان سے پاک ہے اس کا مطالعہ صرف عوام کے لیے نہیں' بلکہ خواص اہل علم' طلباء اور مدرسین کے لیے بھی نہایت ہی مفید ہے۔

فاضل مولف نے یہ کتاب لکھ کر وقت کے اہم تقاضے کو پورا کیا ہے اور ان کی یہ گراں مایہ تالیف اہل سنت پر ایسا احسان عظیم ہے' جس کو ہماری نسلیں بھی فراموش نہیں کر سکتیں۔ حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی' مولف فیوض الباری' اپنی اس قابل قدر تالیف پر یقیناً شکریہ اور مبارکباد کے مستحق ہیں۔

حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری مدظلہ (کراچی) فرماتے ہیں۔

اس کتاب نے از اول آخر دریائے علم حدیث کو کوزے میں بند کر دیا ہے اور حدیث پاک کی وہ خدمت کی ہے جس کے متعلق سرکار رسالت ﷺ نے ارشاد

فرمایا۔ نضر اللہ عبدہ سمع مقالتی فحفظھا ووعاھا واداھا فرب حامل فقہ لیس بفقیہ و رب حامل فقہ الی من ھو افقہ منہ (مشکوۃ ص 26) اللہ تعالیٰ بندے کو حسن و رونق عطا فرمائے' جس نے میری حدیث سنی اور اس کو یاد کیا اور اسے سمجھا اور ادا کیا' اس لیے کہ بہت سے علم اٹھانے والے عالم نہیں اور بہت سے علم کے حامل اسے سناتے ہیں' جو اس سے زیادہ فقیہ ہے۔

الغرض علامہ سید محمود احمد رضوی زید مجدہ نے فہم و افہام و تفہیم و اتقان و تلقین کا حق ادا کردیا ہے اور حقائق و معارف حدیث کے دریا بہا دیئے ہیں اور مخالفین کے شکوک و شبہات کو دفع کرکے مذہب حنفیہ و عقائد اہل سنت و جماعت کی خوب اور بہت خوب خدمت کی ہے۔

27 جولائی 1959ء کو روزنامہ نوائے وقت لاہور' کے تبصرہ نگار نے پہلی جلد پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا۔

آج کے دور میں اکثر تصانیف محض پرانے مصنفین کی محنتوں کو نئے قالب میں ڈھال کر پیش کی جاتی ہیں اور ایک روش یہ ہوگئی ہے کہ نئے مصنفین' اس محنت' کاوش' وسیع مطالعہ اور عمیق فکر سے کام نہیں لیتے جو کسی تصنیف کو مکمل بنانے کے لیے ضروری ہوتا ہے۔ اس ماحول میں "فیوض الباری" ایک ایسی نئی تصنیف نظر آتی ہے' جس میں مصنف نے وسعت علم کے فن پر عبور کے علاوہ محنت کا ثبوت دیا ہے جس سے اس کی افادیت علماء اور عوام سب کے لیے یکساں ہوگئی۔

روزنامہ جنگ' شمارہ 11 ستمبر 1961ء میں تبصرہ نگار تیسری جلد پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ترجمہ و تشریح علمی لحاظ سے بہت بلند اور زبان کے لحاظ سے نہایت سلجھا ہوا ہے۔ حضرت مولف کا انداز تحریر مدرسانہ فقیہانہ اور ناصحانہ ہے ان کی تحریر میں تعصب' عناد اور کرختگی نہیں' بلکہ اکثر مقامات پر فروعی مسائل پر تشدد کرنے والوں کو خوف خدا یاد دلایا گیا ہے۔

ان آراء اور تبصروں کے بعد راقم کی رائے کیا حیثیت رکھتی ہے؟ ہاں یہ دعا ضرور ہے کہ مولا کریم حضرت علامہ کا سایہ تادیر سلامت رکھے اور اس شرح کی

تکمیل کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے صاحبزادوں کو علم دین میں کمال حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ اپنے آباؤ کی مسند کو سنبھال سکیں۔

آخر میں یہ بیان کرنا فائدہ سے خالی نہ ہو کہ علامہ سید محمود احمد رضوی کا سلسلہ حدیث ایک واسطہ سے اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تک پہنچتا ہے، کیونکہ آپ کے والد ماجد قدس سرہ کو امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ سے اجازت و خلافت تھی۔۔۔۔۔ اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ تک چار واسطے ہیں۔ علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری، امام المحدثین مولانا سید محمد دیدار علی شاہ، حضرت شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی اور سراج الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدست اسراہم۔

محمد عبدالحکیم شرف قادری

آہ! محدث لاہور

پروفیسر ڈاکٹر محمد آصف ہزاروی

وہی بزم ہے وہی دھوم ہے وہی عاشقوں کا ہجوم ہے
ہے کمی تو' اس چاند کی جو تہہ مزار چلا گیا

منبع رشد و ہدایت' آفتاب علم و حکمت شارح بخاری حضرت علامہ پیر سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ 14 اکتوبر جمعرات طویل علالت کے بعد وصال فرما گئے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) آپ کا اٹھ جانا ایک جہان کا اٹھ جانا ہے۔ "موت العالم موت العالم" وہ ایک ایسے چراغ تھے جس سے ہزاروں چراغ روشن ہوئے۔ ایک ایسا چمکتا دمکتا آفتاب جو 1947ء سے لے کر تا وصال علم و حکمت کی روشنیاں پھیلاتا رہا۔ آپ کا وجود عالم اسلام کے لیے آیت رحمت تھا۔ علم و عرفان کا ایسا بحر بے کنار جس سے سیراب ہونے والے آج خود خضر راہ کا کام دے رہے ہیں۔ جن علماء نے آپ سے اکتساب علم کیا وہ تو آپ کی عظمت و رفعت کے معترف ہیں ہی' لطف کی بات یہ ہے کہ معاصر علماء اور دیگر مسالک کے اہل علم بھی آپ کی شان کے آگے سر تسلیم خم کرتے رہے۔

شارح بخاری مفتی اعظم علامہ محمود احمد رضوی نے 1924ء میں آگرہ شہر میں اپنے دور کے جامع معقول و منقول امام المدقق و المحقق شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کے اس علمی و روحانی ماحول میں آنکھیں کھولیں۔ بہت جلد درس نظامی کی کتب سے فراغت حاصل کرکے قیام پاکستان کے سال میں سند اور دستار بندی کی فضیلت سے نوازے گئے۔ قیام پاکستان

کے لیے اپنے طالب علمی کے دور میں بھرپور کوششیں جاری رکھیں اور قیام پاکستان کے بعد ملک کے اندر چلنے والی ہر مذہبی، ملی، علمی، سماجی تحریک میں صف اول میں نظر آئے۔ جمعیت علمائے پاکستان، جماعت اہلسنّت کے اتحاد کے لیے دن رات کوشش کرتے رہے آپ کے زیر سرپرستی دارالعلوم حزب الاحناف کو ہر نازک مرحلہ میں یہ شرف رہا کہ علماء و مشائخ کے ساتھ ساتھ عوام اہل سنت کی نظریں بھی یہیں پر مرکوز ہوتی تھیں۔ بڑے بڑے اہم اجلاس آپ کی قیادت میں اس دارالعلوم میں منعقد ہوتے رہے۔ آپ بڑی باریک بینی سے حالات کا تجزیہ کرتے تھے۔ سیاست کے نشیب و فراز خوب جانتے تھے۔ تحریک ختم نبوت، تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ میں بھرپور کردار ادا کیا اور قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔

محدث لاہوری نجیب الطرفین سید ہیں آپ کا سلسلہ نسب والد کی طرف سے امام موسیٰ بن علی رضا مشہدی رحمۃ اللہ علیہ اور والدہ کی طرف سے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے عشق رسول اللہ ﷺ کی شمع کو ہر لمحہ جلائے رکھا جب بھی کسی سمت سے ایسی آواز اٹھتی جس سے گستاخی رسول ﷺ کی بو آتی آپ میدان عمل میں اتر آتے 1984ء میں "یارسول اللہ ﷺ کانفرنسوں" کا سلسلہ آپ نے ہی شروع کیا اس وقت حقیقی معنوں میں آپ اہل سنت کا قیادت کا حق ادا فرما رہے تھے آپ کا جاری کردہ یہ فیضان آج بھی عالم اسلام میں جاری و ساری ہے اور ان کانفرنسوں کے ذریعہ نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ اور مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ کے لیے اہل سنت بھرپور کردار ادا کر رہے ہیں۔

مدتوں روتی ہے چشم حسرت اہل چمن
سال ہا رہتے ہیں گریاں دیدہ چرخ کہن
تب کہیں ہوتا ہے پیدا ایک نخل گلبدن
بایزید اندر خراساں یا اویس اندر قرن

آپ جیسی نابغہ روزگار شخصیت ہر روز پیدا نہیں ہوتی۔ ایک طرف آپ نے اسلاف کے طرز پر درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا دوسری طرف قلمی میدان میں بھی عظیم علمی کتب کا ایک ذخیرہ چھوڑ گئے ہیں جس سے تاقیامت لوگ

فیض حاصل کرتے رہیں گے۔ یوں تو دو سو سے زائد کتب یادگار چھوڑیں ہیں مگر آپ کی زندگی کا عظیم سرمایہ بخاری شریف کی شرح سات جلدوں میں "فیوض الباری فی شرح بخاری" ہے۔ اس کے علاوہ آپ کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ آپ کا سلسلہ بیعت ایک واسطے سے امام اہلسنّت الشاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے جاملتا ہے۔

آپ کا راقم الحروف کے جدامجد زبدہ العارفین شیخ القرآن ابوالحقائق پیر محمد عبدالغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ سابق مرکزی صدر جمعیت علماء پاکستان کے ساتھ ایک خصوصی تعلق تھا۔ آپ اپنی حیات میں سینکڑوں بار حزب الاحناف کے پروگراموں میں شریک ہوئے میں جب بھی علامہ رضوی مرحوم و مغفور کے پاس حاضر ہوتا اکثر آپ حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کرکے رو پڑتے تھے' اور اس گزرے ہوئے زمانہ کو یاد فرماتے اور دیر تک اسی موضوع پر باتیں ہوتی رہتی۔ جب جامعہ پنجاب میں زیر تعلیم تھا اکثر حزب الاحناف حاضری ہوتی "درس قرآن مجید و درس حدیث" کی مجالس ہوتی تھیں جس میں صرف جامعہ پنجاب کے طلبہ شریک ہوتے تھے۔ کئی کئی گھنٹے علمی مسائل بیان فرماتے باوجود علالت کے آپ ہمیں خصوصی شفقت سے نوازتے تھے۔

اکتوبر 1996ء میں جناح ہال لاہور میں سالانہ "شیخ القرآن کانفرنس" میں خطاب کے لیے علامہ رضوی رحمۃ اللہ علیہ نے وعدہ فرمایا جس روز کانفرنس تھی آپ شدید بیمار تھے گھر میں آپ کو آکسیجن لگی ہوئی تھی میرے حاضر ہونے پر فرمانے لگے کہ حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ نے اہل سنت پر جو احسانات کئے ہیں اور مجھ پر جو شفقت فرماتے تھے اس کا تقاضا ہے کہ میں ضرور ان کی کانفرنس میں شریک ہوں چنانچہ آپ تشریف لائے آپ کو اٹھا کر جناح ہال کی اوپر والی منزل میں لے جایا گیا اس وقت آپ کی یہ کیفیت تھی کہ چند لمحے بولنے مشکل تھے مگر جب خطاب فرمانے لگے تو نصف گھنٹہ تک اس میں انداز میں خطاب کیا کہ سامعین عش عش کر اٹھیں

آئے عشاق گئے وعدہ فردا لے کر
اب انہیں ڈھونڈ چراغ رخ زیبا لے کر

قحط الرجال کے اس مہیب دور میں علامہ رضوی محدث لاہور رحمۃ اللہ علیہ کا وجود باوجود بسا غنیمت تھا۔ آپ کی رحلت سے جو خلا پیدا ہوگیا ہے' مدتوں پر نہ ہو سکے گا۔ آپ کے سانحہ ارتحال پر اہل علم' ارباب ذوق اور عوام اہلسنت کے جگر خون کے آنسو بہا رہے ہیں۔ آپ کے جانے سے مجلس تحقیق و تدقیق سونی ہو گئی ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت کو جنت الماوی اور عزیز و اقارب صاحبزادگان کو صبر جمیل مرحمت فرمائیں (آمین)۔

نوٹ: یہ مضمون ماہنامہ "انوار لاثانی" لاہور سے اسی نومبر 1999ء کی اشاعت میں شامل تھا۔

حضرت شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ

اکابرین کی نظر میں

حضرت امام المسفرین سید المحدثین غزالی زماں مولانا الحاج علامہ سید احمد سعید صاحب کاظمی رحمۃ اللہ علیہ

فیوض الباری فی شرح صحیح البخاری مولفہ علامہ سید محمود احمد رضوی مدیر "رضوان" راقم الحروف کی نظر میں علوم و معارف کے بیش بہا جواہر کا خزینہ کمیاب ہے جس کے مطالعہ سے فاضل مولف کا تبحر علمی' جودت طبع' ذکاوت ذہن' فنی لیاقت اور دینی و مذہبی بصیرت آشکارا ہے۔

بخاری شریف کی ایک بلند پایہ شرح جن خوبیوں کی حامل ہوسکتی ہے وہ تمام خوبیاں "فیوض الباری" میں پائی جاتی ہیں ہر حدیث کا لفظی ترجمہ' الفاظ حدیث کی لغوی تحقیق' مسائل و احکام مستنبطہ کی تفصیل' حدیث زیر بحث کے معنی میں آئمہ اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اقوال و مذاہب کا بیان اور ان کے دلائل کی توضیح پھر روشن دلیلوں سے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مسلک کی ترجیح' اس کے علاوہ بہترین علمی نکات خصوصاً دور حاضر کے اختلافی مسائل کا جامع اور مختصر بیان اور قوی دلائل سے اہل سنت کے مذہب کی تائید

شروع کتاب میں فاضل مولف نے ایک مقدمہ لکھا ہے جس میں علم حدیث کے متعلق نہایت ضروری اور مفید معلومات کو جمع کردیا ہے۔ یہ تو نہیں کہا جاسکتا ہے کہ ابحاث متعلقہ میں سے کسی بحث کو نہیں چھوڑا گیا فاضل مولف نے خود اعتراف کیا ہے کہ۔

"واضح ہو کہ ہم نے عوام کی سمجھ کا لحاظ رکھتے ہوئے صرف مقدمتہ

الکتاب کی مناسبت سے یہ ضروری باتیں لکھ دی ہیں۔ ورنہ یہاں بڑی علمی بحثیں ہیں جن کو مجبوراً ترک کرنا پڑ رہا ہے۔"

(مقدمہ الکتاب فیوض الباری ص 38)

تاہم اس میں شک نہیں کہ اکثر و بیشتر ضروری مباحث لے لیے گئے ہیں جن کے پیش نظر یہ کہنا پڑتا ہے کہ اس مقدمہ کی تالیف میں فاضل مولف نے انتہائی محنت و جانفشانی سے کام لیا ہے۔ خصوصاً "حجیت حدیث" کی بحث فاضل مولف کے علمی تبحر کا بہترین شاہکار ہے۔ اکثر و بیشتر اردو تراجم میں جو کمزوریاں اور نقائص پائے جاتے ہیں الحمدللہ فیوض الباری کا دامن ان سے پاک ہے۔ اس کا مطالعہ صرف عوام کے لیے نہیں بلکہ خواص اہل علم، طلباء اور مدرسین کے لیے بھی نہایت ہی مفید ہے۔

فاضل مولف نے یہ کتاب لکھ کر وقت کے اہم تقاضے کو پورا کیا ہے۔ اور ان کی یہ گراں مایہ تالیف اہل سنت پر ایسا احسان عظیم ہے جس کو ہماری آئندہ نسلیں بھی فراموش نہیں کر سکتیں۔ حضرت عمہ سید محمود احمد رضوی مولف فیوض الباری اپنی اس قابل قدر تالیف پر یقیناً شکریہ اور مبارکباد کے مستحق ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ ان کا یہ عظیم علمی کارنامہ ان کے استاذ معظم، مربی محترم، والد مکرم امام العلماء قدوۃ الفضلاء شیخ التفسیر والحدیث استاذ الاساتذہ حضرت علامہ الحاج مولانا ابوالبرکات سید احمد صاحب قادری دامت برکاتہم العالیہ کی تعلیم و تربیت کا نتیجہ ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ "فیوض الباری" فاضل مولف کے جد امجد سید العلماء الراسخین وارث علوم احادیث سیدالمرسلین علیہ وعلی آلہ و صحبہ الصلوۃ والتسلیم، امام المفسرین مقدام المحدثین استاذ الکل مقتدائے اہل سنت حضرت قبلہ مولانا ابو محمد سید دیدار علی شاہ صاحب قدس سرہ العزیز کی نسبت و روحانیت کا بھی چمکتا ہوا نشان ہے جسے دیکھ کر اہل بصیرت کو بے ساختہ کہنا پڑتا ہے۔ "الولد سر لابیہ" مولانا تعالیٰ بہ طفیل نبی اکرم نور مجسم ﷺ و صحابہ و بارک وسلم اس تالیف جلیل کو قبول عام عطاء فرمائے۔ اور فاضل مولف کو اس سے زیادہ خدمت دین کی توفیق عنایت کرے۔ آمین

صدر العلماء حضرت مولانا الحاج عبدالمصطفیٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(فاضل جامع ازہر) شیخ الحدیث دارالعلوم مجدیہ کراچی)

فقیر حقیر نے حضرت مولانا علامہ سید محمود احمد رضوی مدیر رسالہ رضوان کی کتاب لاجواب فیوض الباری کا مطالعہ کیا۔ اس سے قبل بھی وقتاً فوقتاً جو مضامین اس سلسلہ میں رضوان میں آتے رہے نظر سے گزرے جہاں تک خدمت حدیث کا تعلق ہے فقیر عرصہ دراز سے کہہ رہا ہے اور جہاں تک صحیحین بالخصوص بخاری شریف کی تدریس کا تعلق ہے' مدت مدید سے فقیر اس کے ساتھ منسلک رہا ہے۔ عینی و فتح الباری و دیگر حواشی پر بھی فقیر نے گہری نظر ڈالی ہے اور خصوصاً عینی کا بالاستیاب کئی بار مطالعہ کیا ہے۔ اس لیے فقیر مجرب و خبیر کی حیثیت سے اس کتاب فیوض الباری کو علماء و طلباء کے لیے بے حد مفید محسوس کرتا ہے۔ بلکہ حق تو یہ ہے کہ اب مدرسین و محدثین کو اس کتاب کے ہوتے ہوئے ایسے طلباء کو پڑھانے میں جو اس کتاب کا مطالعہ کر چکے ہوں' خاصی جدوجہد کرنی پڑے گی اور علوم و معارف کے ان گوہروں کو بھی اپنے تلامذہ کے سامنے پیش کرنا پڑے گا۔ جن کو وہ اکثر اپنے ذہن کے خزانوں میں محفوظ رکھا کرتے تھے اور ان گوشوں کو بھی اجاگر کرنا پڑے گا' جن کو اپنا دامن علم ڈال کر چھپاتے تھے۔ فتح الباری و عینی و دیگر متداول شروح کے بیش بہا اور مفید نتائج ایسے سادہ اور موثر الفاظ میں اور صاف منقح پیرایہ میں مولانا موصوف نے پیش کیے ہیں کہ ہر عامی و خاصی اور ہر طالب علم و متعلم اور ہر فاضل و مدرس اس کتاب سے مستفید ہو سکتا ہے۔ علاوہ بریں حالات حاضرہ کے پیدا کردہ "فتنہ انکار حدیث" کے شرور مفاسد کا مقدمہ کتاب میں جس خوبی سے رد کیا ہے اور وحی خفی و جلی حجت حدیث و سنت مقام رسالت و نبوت

اصول اتباع و اطاعت شرح تشریع و حکمت پر جو پر مغز مضامین اس کتاب میں ہیں وہ اہل ایمان کے لیے غنیمت باردہ ہیں۔ ان کے علاوہ اس کتاب میں اثبات مذہب اہل سنت و احقائق عقیدہ اہل محبت ورد اہل بدعت و خارجیت و وہابیت پر جس پر سکون اور سلیس انداز بیان سے حضرت مولانا نے کام لیا ہے وہ من جانب اللہ مولانا ہی کا حصہ ہے۔ نیز فقہ حنفی اور اس کے موافق کتاب و حدیث ہونے کے لیے جو طریقہ اختیار کیا ہے وہ بہت سلجھا ہوا ہے غرض اس کتاب نے از غور آخر دریائے علم حدیث کو کوزے سے میں بند کردیا ہے اور حدیث پاک کی وہ خدمت کی ہے جس کے متعلق سرکار رسالت ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے نضر اللہ عبداسمع مقالتی فحفظھا ووعاھاوادھا فرب حامل فقه لیس بفقیهه ورب حامل فقه الی من ھوافقه منه (مشکوۃ ص 25) اللہ تعالیٰ اس بندے کو حسن و رونق عطا فرمائے جس نے میری حدیث سنی اور اس کو یاد کیا اور اسے سمجھا اور ادا کیا۔ اس لیے کہ ہمیں بہت سے علم اٹھانے والے عالم نہیں۔ اور بہت سے علم کے حامل اسے سناتے ہیں۔ جو اس سے زیادہ فقیہ ہے۔"

الغرض علامہ سید محمود احمد رضوی زیدہ مجدہ نے فہم و افہام و تفہیم و اتقان و تلقین کا حق ادا کیا ہے اور حقائق و معارف حدیث کے دریا بہا دیئے ہیں اور مشککین کے شکوک و شبہات کو دفع کر کے مذہب حنفیہ و عقائد اہل سنت و جماعت کی خوب اور بہت خوب خدمت کی ہے۔ مولیٰ تعالیٰ اس کتاب کو قبول فرمائے۔ اور اس سعی کو مشکور بنائے اور اس کتاب سے علماء و متعلمین کو متفید ہونے کی توفیق بخشے۔ آمین

(عبدالمصطفی ازہری)

حصہ ہفتم تبصرہ فیوض الباری شرح بخاری پر

روزنامہ "جنگ" کا تبصرہ

اہل سنت و جماعت کے حلقہ میں اور ـــ خانوادہ علم کے چشم و چراغ حضرت مولانا ابوالبرکات سید احمد ؒ امیر انجمن حزب الاحناف پاکستان کی شخصیت

محتاج تعارف نہیں ان کا علمی پایہ ان کی فقیہانہ نظر' ان کا عمیق فکر ان کا تقویٰ و دیانت اور وسیع مطالعہ ایسا نہیں کہ اس میں تامل کیا جاسکے۔ حضرت سید صاحب کے فرزند ارجمند مولانا سید محمود احمد رضوی نے بموجب الولد سر لابیہ ان صفحات سے پورا پورا حصہ پایا ہے جو بخاری شریف کا اردو میں ترجمہ کر رہے ہیں اس سے قبل دو پاروں کا ترجمہ و تشریح کرکے شائع کرچکے ہیں۔ زیر نظر کتاب بخاری شریف کے تیسرے پارے کا ترجمہ و تشریح پر مشتمل ہے اس میں ان احادیث کا بیان ہے جو اوقات نماز' اذان' فضائل نماز' امامت' اقتدار' ہیئت نماز' نماز کے اذکار اور دیگر متعلقہ مسائل نماز پر شامل ہیں مولانا سید محمود احمد رضوی صاحب نے اس امر کا خاص طور پر اہتمام کیا ہے کہ ان احادیث کی تشریح میں احناف رحمہم اللہ کے مسلک کو بدلائل ثابت کیا جائے اور حق یہ ہے کہ وہ اس میں کامیاب رہے ہیں۔ عصر کے ابتدائی وقت کے سلسلہ میں احناف اور دوسرے مدارس فکر میں اختلاف ہے مولانا نے اس بحث کو بڑی محنت سے تحریر فرمایا ہے اور اس بحث کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ فاضل مولف ایک ایسے کہنہ مشق عالم دین ہیں جن کی عمر ہی حدیث و فقہ میں بسر ہوگئی ہو حالانکہ مولف کا سن بمشکل تیس برس کے لگ بھگ ہوگا۔ اتنی کم عمر میں اتنا جید فقیہہ و محدث ہو جانا محض فضل خداوندی ہے اسی طرح مولف غلام نے رفع یدین نماز میں ہاتھ باندھنے بسم اللہ آہستہ پڑھنا اور امام کے پیچھے سورہ فاتحہ کی عدم قرات پر بڑے عمدہ اور سلجھے ہوئے انداز میں احناف کے مسلک کو مدلل ثابت کیا ہے احناف کے مسلک کی تائید میں جہاں دلائل عقلیہ سے کام لیا گیا ہے وہیں وہ احادیث بھی پیش کی گئی ہیں جو حنفیوں کی مستدل ہیں۔ غرضیکہ ترجمہ و تشریح علمی لحاظ سے بہت بلند اور زبان کے لحاظ سے نہایت سلجھا ہوا ہے۔ حضرت مولف کا انداز تحریر مدرسانہ فقیہانہ اور ناصحانہ ہے۔ ان کی تحریر میں تعصب [illegible] ر رختگی نہیں۔ بلکہ اکثر مقامات پر فروعی مسائل پر تشدد کرنے والوں کو خوف خدا یاد دلایا گیا ہے۔ ہماری رائے میں حدیث رسول ﷺ سے وابستگان کو اس کتاب اور اس کے پہلے دو حصوں کا مطالعہ کرنا نہایت ضروری ہے اس کا مطالعہ اہل سنت کے مختلف مدارس فکر میں اتفاق و یگانگت کا باعث بن سکتا ہے۔

موقر روزنامہ "نوائے وقت" 27 جولائی 1959ء میں فیوض الباری پارہ اول پر مندرجہ ذیل تبصرہ شائع ہوا

دینی علوم میں علم حدیث غالبا وہ واحد فن ہے جس پر علماء نے سب سے زیادہ توجہ دی ہے اور صحابہ کرام کے دور سے لے کر آج تک اس فن شریف کی حسب مقدور زیادہ سے زیادہ خدمت کی ہے۔ تدوین حدیث' اسماء الرجال' اصول حدیث' موضوعات اور دوسرے ضمنی علوم کا جداگانہ وجود اسی کاوش اور محنت کا زندہ ثبوت ہے' زیر نظر کتاب اس سلسلے کی ایک تازہ کڑی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اس کے مصنف مولانا سید محمود احمد صاحب رضوی نے اس موضوع پر کماحقہ' دسترس کا ثبوت دیا ہے۔

زیر نظر مجموعہ فیوض الباری کا صرف پارہ اول ہے۔ جس میں کتاب الایمان' کتاب العلم اور کتاب الرضو شامل ہیں' یہ پارہ 20x30/8 سائز کے چار سو چالیس صفحات میں پھیلا ہوا ہے۔

اس کی ترتیب فن حدیث کے معروف اسلوب کے مطابق ہے۔ سب سے پہلے علم حدیث کے متعلق ایک سیر حاصل تبصرہ ہے کتاب کے نفس مضمون کے لحاظ سے یہ موضوع برمحل ہیں اور ان سے کتاب کی افادیت میں خاصا اضافہ ہو گیا ہے۔ اس کے بعد امام محمد ابن اسماعیل بخاری کے حالات اور علمی مرتبہ کا اور بعد میں حدیث کی تعریف اور اقسام کا ذکر ہے' اس کے بعد بدرجہ وحی کی مکمل تشریح ہے کتاب الایمان اس کے بعد شروع ہوتی ہے۔۔۔۔۔ علم حدیث کی خدمت میں برصغیر کے علماء کا مقام خاصا بلند ہے۔ خانوادہ ولی اللہ نے اس میدان میں اتنی عظیم خدمت انجام دی ہے کہ آج خود عرب ممالک بھی علم حدیث اور فن حدیث کے

لیے انہی کے احسان شناس ہیں۔ زیر نظر کتاب کے مصنف سید محمود احمد رضوی، مولانا ابوالبرکات سید احمد صاحب کے فرزند اور شاگرد ہیں اور وہ دو واسطوں سے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے تلمیذ بتائے گئے ہیں۔ علم حدیث پر اردو زبان میں بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ جن میں صحاح کے اردو ترجمے تشریحی کتب، اصول اور دوسرے مضامین شامل ہیں۔ لیکن زیر نظر کتاب اس لحاظ سے منفرد مقام رکھتی ہے کہ اس میں کسی بھی متعلق مضمون کو تشنہ نہیں چھوڑا گیا۔ اس میں ایک تو اسناد کی طوالت ختم کردی گئی ہے۔ جس سے کتاب کی جامعیت بڑھ گئی ہے۔ دوسرے امام نے ایک ہی مضمون کی حدیث کو مختلف اسناد سے اور مختلف مقامات پر درج کیا ہے۔ انہیں ایک ہی مرتبہ دے دیا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ حدیث پڑھنے والے ہر ایک فرد کو اختلاف اسناد سے دلچسپی نہیں ہوتی اس لیے اسے بھی مستحسن ہی کہا جائے گا۔

مصنف نے اپنی وسعت علم اور بصیرت کا ثبوت اس طرح بھی دیا ہے کہ انہوں نے کسی حدیث کی محض تشریح پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ اس پر اتنی مفصل بحث کی ہے کہ اسے تشنہ نہیں چھوڑا، حدیث وحی، کتاب الایمان اور کتاب العلم میں انہوں نے ہر اس مسئلہ کو جو کسی حدیث میں آیا ہے شرح و بسط سے بیان کیا ہے، اسی طرح کتاب الوضو میں جہاں فقہی مسائل آئے ہیں، محض کسی حدیث کی تشریح ہی نہیں کہ بلکہ اس کے ساتھ ہی مختلف آئمہ کے مسلک واضح کئے ہیں اور پھر امام اعظم حضرت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مسک کی برتری کے لیے دلائل بھی دیئے ہیں۔ مختلف احادیث کی توجیہ اور توثیق میں بھی یہی طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔

آج کل کے دور میں اکثر تصانیف محض پرانے مصنفین کی محنتوں کو نئے قالب میں ڈھال کر پیش کی جاتی ہیں اور ایک روش یہ ہوگئی ہے کہ نئے مصنفین اس محنت، کاوش، وسیع مطالعہ اور عمیق فکر سے کام نہیں لیتے جو کسی تصنیف کو مکمل بنانے کے لیے ضروری ہوتا ہے۔ اس ماحول میں "فیوض الباری" ایک ایسی نئی تصنیف نظر آتی ہے۔ جس میں مصنف نے وسعت علم کے فن پر عبور کے علاوہ محنت کا ثبوت دیا ہے۔ جس سے اس کی افادیت علماء اور عوام سب کے لیے یکساں ہوگئی ہے۔

شارح بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی

محدث لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے ایک اہم انٹرویو

انٹرویو: ملک محبوب الرسول قادری

س: آپ کا سن ولادت؟

ج: جب شناختی کارڈ بنا تھا اس وقت اندازے سے 26-1925ء لکھوایا تھا صحیح طور پر معلوم نہیں ویسے 1936ء کے مسجد شہید گنج اور کوئٹہ کے زلزلے وغیرہ کے واقعات مجھے اچھی طرح یاد ہیں۔

س: خاندانی پس منظر؟

ج: سادات الور، برصغیر کے نامور علمی خاندانوں میں سے ہیں۔ میں اسی گھرانے کا ایک فرد ہوں۔ میرے حضرت والد گرامی امام اہلسنّت سید ابوالبرکات سید احمد قادری اپنے زمانے کے بے بدل اور بے مثال محدث و مفتی اور صاحب تقویٰ بزرگ ہستی تھے۔ ایک زمانہ انہیں آج بھی مفتی اعظم پاکستان تسلیم کرتا ہے۔ وہ مسند علم و عرفان کے بے تاج بادشاہ تھے۔ میرے تایا جان غازی کشمیر حضرت علامہ مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ واقعی شہسوار خطابت اور صاحب کتب کثیرہ بزرگ تھے۔ میرے جد اعلیٰ حضرت علامہ مولانا سید دیدار علی شاہ صاحب محدث لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے علم و تقویٰ پر تو سارا زمانہ گواہ ہے ان تینوں حضرات کو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا الشاہ احمد رضا خاں فاضل

بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت و اجازت بھی حاصل تھی۔

س : حصول علم کے لیے کہاں کہاں جانے کا موقع ملا؟

ج : باہر کہیں نہیں گیا۔ یہیں جامعہ حزب الاحناف رہ کر پڑھا ہوں۔ اپنے دادا جان اور قبلہ والا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ابتدا کی اور آخر تک ان سے استفادہ کرتا رہا۔ ویسے خصوصاً استاذالعلماء امام المناطقہ حضرت علامہ مولانا عطا محمد بندیالوی صاحب قبلہ یہاں چار پانچ سال قیام فرما رہے ہے ان سے خوب استفادہ کیا۔ فلسفہ اور منطق کے مشہور استاذ مولانا محمد دین بدھو والے، میرے پھوپھا حضرت مولانا سید منور علی شاہ، حضرت مولانا مہرالدین میرے اساتذہ ہیں۔

س : حضرت اساتذالعلماء مولانا بندیالوی سے آپ نے کون کون سی کتب پڑھی ہیں؟

ج : ان سے میں نے ہدایہ، قطبی، ملاحسن، تفسیر بیضاوی وغیرہ کئی کتابیں میں نے پڑھی ہیں۔

س : آپ نے علامہ بندیالوی کو کیسا پایا؟

ج : علم و فضل کا کوہ ہمالہ وہ طالب علم کی نفسیات سے آگاہ ہوتے اور اس انداز میں سمجھاتے کہ علم کانوں کے راستے دل و دماغ میں اتر جاتا تھا۔ ان کا انداز تدریس تو متاثر کن تھا ہی سہی اس کے ساتھ ساتھ ان کی بے مثل سادگی، للعیت اور انتھک محنت طلبہ کو ان کا گرویدہ بنا دیتی تھی۔ خلوص تو علامہ بندیالوی میں اس قدر تھا کہ بس میں کہوں گا وہ پیکر اخلاص تھے۔

س : آپ کی فراغت کب ہوئی؟

ج : فراغت والا سوال بڑا اہم ہے یہ واقعہ بڑا تاریخی ہے اور اس سال ہوا جو سال بھی بڑا تاریخی ہے۔ قیام پاکستان کا سال 1947ء میں فارغ ہوا۔ حضرت صدرالافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے میری دستاربندی کرائی۔ حضرت محدث کچھوچھوی، شیخ القرآن حضرت

مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی' حضرت قدوۃ الاولیاء پیر سید مختار اشرف کچھوچھوی جیسی تاریخی ہستیاں اس تقریب میں موجود تھیں۔ اس وقت حضرت حیدرالافاضل نے اپنی ٹوپی اتاری اور میرے سر پر خود رکھ دیں۔ میں نے وہ عظیم تبرک سنبھال کے رکھا ہوا ہے۔ ویسے میرا سلسلہ حدیث صرف ایک واسطے سے امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ' شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تک چار واسطوں سے اور وہ چار واسطے میرے والد گرامی حضرت سید ابوالبرکات قادری' میرے دادا جان حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ الوری' حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ یہ دونوں نسبتیں مجھے بہت عزیز ہیں اور اس شرف پر مجھے فخر ہے۔

س: رویت ہلال کمیٹی کے چیئرمین کتنا عرصہ رہے۔

ج: رکن تو بہت پرانا ہوں۔ چیئرمین سات سال یا دس سال رہا 1984ء تک چیئرمین رہا ہوں۔

س: شیعہ علماء کے ساتھ کہاں کہاں مناظرے کئے آپ نے؟

ج: ان سے مناظرے صرف تحریری ہوتے تھے۔ میں "رضوان" میں لکھتا تھا اور وہ "رپاکار" میں لکھتے تھے۔ بہت سارے موضوعات پر یہ سلسلہ جاری رہا۔ اصل میں وہ دور علمی تنقید برداشت کرنے کا تھا۔ آج کل تو ہر کوئی افلاطون بنا ہوا ہے اور علمی اختلاف کا نتیجہ بھی کسی جنگ و جدل سے کم نہیں نکلتا۔

س: "رضوان" کب سے شائع کر رہے ہیں؟

ج: اس کا آغاز بھی قیام پاکستان کے سال 1947ء میں کیا تھا۔ قیام پاکستان سے پہلے۔

س: دیوبندی' وہابی وغیرہ سے بھی کبھی مناظرے ہوئے؟

ج: باقاعدہ مناظرے وقت طے کرکے تو نہیں ہوتے ویسے ملاقاتوں میں یا تحریری طور پر ہمیشہ ڈٹ کر اپنا مسلک و عقیدہ بیان کیا' اور ان کی تردید

بات کیا کریں۔ تو میرے عزیز محبوب صاحب یہ حالات ہیں کوئی کیا کرے؟

س: آپ کی کتنی کتابیں چھپی ہیں؟

ج: تعداد بھی یاد نہیں بہت چھپی ہیں۔ میرا خیال ہے 70 سے زیادہ تو چھپی ہیں ویسے تبلیغی رسالے' کتابچے تو بے شمار چھپے ہیں۔ اب اکثر ملتی بھی نہیں۔ شاید ریکارڈ میں ہیں یا رانے مطالعہ کے شوقین لوگوں نے سنبھال کر رکھی ہوئی ہیں۔

س: آپ کی سب سے مقبول کتاب کون سی ہے؟

ج: یہ تو آپ کو تجزیہ کرنا چاہیے مجھے تو ساری اچھی لگتی ہیں۔ ویسے فیوض الباری شرح بخاری اور دین مصطفیٰ کو بہت پذیرائی ملی ہے۔

س: "یارسول اللہ" کانفرنسوں کا سلسلہ کیسے شروع ہوا۔ اور ان کی اصل ضرورت کیا محسوس کی گئی؟

ج: 23 مارچ 1984ء کو بادشاہی مسجد لاہور میں ایک محفل حسن قرات تھی اس میں ایک سنی نوجوان غلام معین الدین نے نعرہ رسالت لگا دیا تو اس کے جواب میں بدبختوں نے "مردہ باد" کا جواب دیا۔ اس بڑی توہین اور کیا ہو سکتی ہے۔ ہم نے عظمت رسالت ماب ﷺ کے اظہار کے لیے ایک تحریک شروع کی جس کا مقصد یہ تھا کہ ہر گھر میں ہر فرد تک اپنے نبی ﷺ کے پیار کا پیغام پہنچے۔ دیوبندی مولوی عبیداللہ انور' اجمل' عبدالمالک کاندھلوی' اور عبدالقادر آزاد نے ایک پریس کانفرنس کی جس کے جواب میں ہم نے بھی اپنا موقف جاری کیا۔ آپ اپریل مئی 1984ء کے رضوان کی فائل کو دیکھیے۔ اس نے یہ رپورٹ شائع کی۔

لاہور 21 اپریل صدر مجلس عمل علماء اہلسنت علامہ سید محمود احمد رضوی نے مولانا عبیداللہ انور' مولوی عبدالمالک کاندھلوی' مولوی اجمل اور خطیب بادشاہی مسجد آزاد صاحب وغیرہ کی پریس کانفرنس کے جواب میں کہا ہے۔

1- یہ مسئلہ کہ حضور ﷺ کی توہین کفر ہے' اس کا اقرار و اعتراف تو مرزائی بھی کرتے ہیں۔ مگر اس اقرار و اعتراف سے اس امر کی نفی نہیں

ہوتی کہ معاذ اللہ کوئی شخص حضور کی توہین نہیں کرسکتا۔

-2 انہوں نے کہا کہ 23 مارچ محفل قرات کے موقع پر نعرۂ رسالت کے جواب میں بادشاہی مسجد میں مردہ باد کا نعرہ لگایا گیا جس کے متعدد گواہ ہمارے پاس موجود ہیں۔ اسی طرح سنی مسلمان یعنی حافظ غلام معین الدین جس نے نعرہ رسالت لگایا تھا اس کو مارا گیا اور اسے مرزائی کہہ کر حوالہ پولیس کیا گیا اس کے بھی ہمارے پاس گواہ موجود ہیں جو تحقیق کے وقت پیش کئے جاسکتے ہیں۔

-3 انہوں نے کہا یہ واقعہ حوض کے پاس ظہور پذیر ہوا تھا اور مسجد اور دروازہ مسجد میں ہنگامہ بھی ہوا تھا۔ اس امر کی گواہی اس وقت جو پولیس افسر وہاں موجود تھا اس سے معلوم کی جاسکتی ہے بشرطیکہ انصاف کے تقاضوں کو سامنے رکھ کر تحقیق کی جائے۔

-4 انہوں نے کہا۔ اہلسنّت و جماعت بریلوی مسلک کے عوام و خواص اس عقیدہ کے ساتھ نعرۂ رسالت لگاتے ہیں کہ حضور علیہ السلام ہمارے نعرہ رسالت اور درود و سلام کو سنتے ہیں۔ اور دیوبندی اور اہل حدیث اس عقیدہ کے ساتھ یارسول اللہ کا نعرہ لگانے کو شرک قرار دیتے ہیں۔ اسی لیے ان کے جلسوں اور میٹنگوں میں نعرۂ رسالت نہیں لگایا جاتا۔ اور اگر کسی مشترکہ جلسہ میں کوئی مسلمان نعرۂ رسالت لگا دے تو ان لوگوں کے ماتھوں پر شکنیں پڑ جاتی ہیں۔ جب مولوی مالک' عبیداللہ انور' محمد اجمل اور آزاد صاحب وغیرہ دیوبندی حضرات کے نزدیک مذکورہ بالا عقیدہ کے ساتھ نعرہ رسالت لگانا شرک و بدعت حرام و ناجائز ہے تو ایسے ذہن اور فکر رکھنے والوں سے "مردہ باد" کا جوابی نعرہ کچھ بعید نہیں ہے۔

-5 مولوی عبدالغفار حسن رکن اسلامی نظریاتی کونسل نے مجھے یہ بتایا کہ فیصل آباد ختم نبوت کانفرنس میں مفتی مختار احمد نعیمی نے اپنی تقریر میں جب نعرہ رسالت لگایا تو اسٹیج پر بیٹھے ہوئے دیوبندی و اہل حدیث علماء نے اس کا برا منایا اور یہ اعلان کیا گیا کہ اختلافی نعرہ نہ لگایا جائے۔

6- اسی طرح علماء کنونشن کے موقع پر ایوان صدر میں مشترکہ ملاقات میں تمام علماء دیوبند نے جس میں مولوی آزاد بھی شامل ہیں صدر محترم سے یہ مطالبہ کیا تھا کہ نعرہ صرف ایک ہی ہونا چاہیے۔ یعنی اللہ اکبر----- باقی ہر قسم کے نعروں (یا رسول اللہ' یا علی) وغیرہ کو ممنوع قرار دیا جائے۔ جس کے جواب میں صدر محترم نے فرمایا کہ ہر شخص اپنے جذبہ و عقیدہ کے مطابق نعرہ لگاتا ہے اس کی ممانعت کیسے کی جاسکتی ہے۔ ان واقعات سے یہ امر واضح ہے کہ ان کے نزدیک یا رسول اللہ کا نعرہ لگانا شرک و بدعت ہے۔ اسی لیے یہ حضرات نعرہ رسالت کو اختلافی نعرہ قرار دے کر اسے منع کرتے ہیں۔

7- رہا ملک و ملت کے مفاد کے لیے اسلامی نظریہ کونسل روایت ہلال' تحفظ ختم نبوت کی تحریک اور اسی نوع کی ملی و قومی مجالس میں مولانا بنوری' آزاد یا غلام اللہ وغیرہ کے ساتھ بیٹھنا اور قومی و ملی معاملات پر بات کرنا تو ایک معمول کی چیز ہے۔ اس کے لیے میں آج بھی تیار ہوں مگر اس کا عقیدہ یا نظریہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ آخر صدر مملکت کو بھی ایک میز پر اندرا گاندھی کے ساتھ بیٹھ کر مذاکرات کرنے پڑتے ہیں۔

8- یہ الزام بھی غلط اور محض افتراء ہے کہ میں نے آزاد یا بنوری وغیرہ کی اقتداء میں نماز پڑھی ہے۔ میں نے کبھی کسی بدعقیدہ کی اقتداء میں نماز نہیں ادا کی جب بھی سرکاری یا غیر سرکاری مجالس میں ایسا موقع آیا ہے تو میں نے اپنی نماز الگ پڑھی ہے البتہ اس کا اعلان مناسب نہیں سمجھا۔

9- اگر ان میں کوئی اہل علم ہے تو میں یہ بھی بتا دوں۔ 1974ء کی تحریک ختم نبوت میں میں نے اور مولانا غلام علی صاحب نے مولوی غلام اللہ کے اصرار شدید کے باوجود ان کا پکا ہوا گوشت نہیں کھایا تھا اور جب ان کا اصرار بڑھا تو ہم نے کہا ہمیں کوئی میٹھی چیز کھلا دیجئے۔ چنانچہ انہوں نے بازار سے ربڑی منگائی اور ہم دونوں نے بڑے مزے سے تناول کی۔

10- یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ جب حکومت سعودیہ نے میلاد خوانی کی بنا

پر چار سو سنی مسلمانوں کو مدینہ میں گرفتار کیا تو اس وقت بھی اہل حدیث و دیوبندی علماء نے اس واقعہ کا سرے سے انکار کردیا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ جھوٹ بولنا اور ایک صحیح واقعہ کا انکار کردینا ان لوگوں کی طبیعت ثانیہ ہے۔ لیکن جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے۔ حال ہی میں سعودی حکومت کے سب سے اہم ایجنٹ مولوی عبدالرحیم اشرف نے اپنے ہفتہ وار اخبار المنبر میں یہ اقرار کیا ہے کہ واقعی گرفتاری میلاد خوانی کی وجہ سے ہوئی تھی۔ چنانچہ ہفتہ وار "المنبر" فیصل آباد مجریہ 24 فروری 1984ء میں "تو پھر سن لیجئے" کے عنوان سے لکھا ہے کہ۔

"اگر آپ کسی سعودی باشندے کو یہ اجازت نہیں دے سکتے کہ وہ پاکستان میں آکر یہاں کے مقابر اور خانقاہوں کو مسمار کردے تو آپ کون ہوتے ہیں کہ سعودی عرب میں بلااجازت نعت خوانی' قوالی اور میلاد کی محافل و مجالس قائم کریں جبکہ آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ سعودی عرب میں بلااجازت ایسی کسی بھی مجلس کی نظریاتی اور قانونی اعتبار سے ہرگز اجازت نہیں ہے اور جو کام کسی مملکت میں سرعام ناجائز اور خلاف قانون ہے وہی کام کسی چاردیواری کے اندر بھی ناجائز اور خلاف قانون ٹھہرے گا۔ چاردیواری کے اندر وہ کام کرنے کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ اس چار دیواری کے اندر اس مملکت کا قانون لاگو نہیں ہوتا۔"

اب میں مسلمانوں سے عرض کرتا ہوں کیا یہ بات عقل میں آتی ہے؟ کیا کوئی مسلمان یہ تصور بھی کرسکتا ہے کہ گھر کی چاردیواری کے اندر بھی کسی اسلامی ملک بلکہ غیراسلامی میں بھی اللہ کے محبوب اور ساری کائنات کے مطلوب حضور سرور عالم ﷺ کی نعت خوانی عقیدہ حرام اور قانوناً جرم ہو؟ مگر "المنبر" کی مذکورہ بالا سطور سے واضح ہے کہ نجدیوں کے ہاں نبی ﷺ کی نعت پڑھنا بھی حرام اور جرم ہے۔

اے مسلماں پوچھ اے دل سے خالد سے نہ پوچھ۔

-11 غالباً دوتین سال قبل کا واقعہ ہے کہ نوجوانوں کی ایک تنظیم نے

بادشاہی مسجد میں محفل نعت کا پروگرام بنایا۔ چیف ایڈمنسٹریٹر اوقاف اور انتظامیہ نے اس کی اجازت بھی دے دی' مگر جب خطیب بادشاہی مسجد مولوی آزاد کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے چیف سیکرٹری اور دیگر حکام سے یہ کہہ کر کہ اگر بادشاہی مسجد میں محفل نعت منعقد ہوئی تو فتنہ و فساد برپا ہوگا۔ چیف سیکرٹری اور دیگر حکام سے مل کر محفل نعت کا پروگرام منسوخ کرادیا۔۔۔۔۔ اس واقعہ سے بھی آزاد صاحب کی رسول دشمنی کا اظہار ہوتا ہے اور رواداری کا بھانڈا چوراہے میں پھوٹ جاتا ہے کہ اسے حضور کی نعت خوانی بھی گوارا نہیں ہوئی۔

-12 اب آخر میں مجھے یہ گذارش کرنی ہے تالی دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے۔ آپ لوگ جب صدر مملکت کے حضور حاضر ہوتے ہیں تو اتحاد اتحاد کا وظیفہ پڑھتے ہیں اور بڑے معصومانہ انداز میں رواداری اور اخوت کی بات کرتے ہیں۔ مگر آپ کی نام نہاد رواداری کا یہ عالم ہے۔۔۔۔۔۔ کہ جب مشائخ کانفرنس میں صلوۃ و سلام پڑھا گیا تو مع صدر مملکت کے تمام حاضرین کھڑے ہوگئے۔ مگر مولوی عبدالقادر آزاد کرسی پر بیٹھے رہے اور اخوت و رواداری کا سارا سبق بھول گئے۔ (آزاد کے بیٹھے رہنے کی تصویر اخبارات میں شائع ہوئی ہے) بہرحال سانحہ بادشاہی مسجد ایک امرواضع ہے۔ بیسویں مسلمان اس واقعہ کے عینی شاہد ہیں۔ آپ لوگ نہایت چالاکی و عیاری سے اس سانحہ کا سرے سے انکار کرکے تشکیک کی فضا پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ مگر خدا شاہد ہے کہ سچ سچ ہی ہوتا ہے اور حق حق ہی ہوتا ہے۔ ہم انشاء اللہ العزیز تاجدار ختم نبوت کے ناموس اور حقوق اہلسنت کا تحفظ کرکے رہیں گے اور اس کے لیے ہر قسم کی قربانی دینے سے دریغ نہیں کریں گے۔

-13 1970ء میں اسلام مردہ باد کا نعرہ لگا تھا۔ اسی طرح قرآن کو نذر آتش کرنے کا واقعہ بھی پیش آیا تھا اور آج اخبارات میں یہ خبر بھی آتی رہتی ہیں کہ فلاں جگہ کسی خبیث نے قرآن مجید کو جلایا یا کسی گندی جگہ پر

پھینک دیا۔ یہ حیرانی کی بات نہیں ہے۔

س: اس کانفرنس میں حاضری کی صورت حال کیا تھی؟

ج: اللہ تعالیٰ کی غیبی امداد کا عملی مظاہرہ ہم نے خود دیکھا۔ 12 اپریل 1984ء کو ہم نے مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور میں جو کانفرنس منعقد کی۔ اس کے لیے نہ صرف یہ کہ حزب الاحناف میں جگہ نہ رہی بلکہ اردگرد کی سڑکیں مکانات کی چھتیں اور دربار حضرت داتا صاحب کے اردگرد بھاٹی لوہاری تک مخلوق خدا کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر تھا۔ محدود اندازے کے مطابق اس ایک کانفرنس میں تقریباً 20 ہزار علماء و مشائخ اور تین لاکھ عوام اہلسنّت نے شرکت فرمائی۔ ہزاروں مقامات پر ملک بھر میں اور بیرون ممالک میں "یارسول اللہ کانفرنسیں" منعقد ہوئیں۔ افسوس کہ بعض اپنے نادان دوستوں کی وجہ سے ہمیں نقصان ہوا۔ حالانکہ یہ کوئی کسی کی ذاتی شہرت یا مفاد کا مسئلہ نہیں تھا بلکہ خالصتاً حضور اقدس ﷺ کی عزت و ناموس کا مسئلہ تھا۔ میں اب کسی کا نام نہیں گنوانا چاہتا۔ حکومت نے بھی ہمیں دبانے کی کوشش کی تھی۔ حالانکہ ہم نے حقوق اہلسنّت کے تحفظ کی بات تھی۔ بس اس میں رب کریم کی کوئی مشیت ضرور ہوگی۔ جیسے وہ راضی ہمارا کیا زور چل سکتا ہے وہاں اس کی رضا میں راضی ہونا ہی بہتر ہے۔

س: آخر وہ کون لوگ تھے جو اپنے کہلا کر بھی مخالفت کرتے رہے؟

ج: یہ آف دی ریکارڈ ہے----- بہرحال چھوڑیے اس بات کو۔

س: اس وقت آپ کتنی "یارسول اللہ ﷺ کانفرنسوں" میں خود شرکت کی؟

ج: ویسے تو ہزاروں مقامات پر یہ کانفرنسیں منعقد ہوئیں لیکن چونکہ میں ان دنوں سخت بیمار تھا۔ اس کے باوجود دورے کرتا رہا۔ مرکزی دفتر میں باقاعدگی سے بیٹھتا رہا اور ملک بھر میں ہونے والے کام کی براہ راست نگرانی کرتا رہا۔

س : آپ نے تنظیمی و تحریکی زندگی کب اور کیسے شروع کی اور کن کن تحریکوں میں حصہ لیا؟

ج : میں نے خالص تحریکی اور تنظیمی ماحول میں جنم لیا۔ ہمارا گھر اہلسنّت کی سرگرمیوں کا مرکز تھا۔ 1946ء میں بنارس سنی کانفرنس میں شرکت سے میرے ذہن اور دل میں ایک شوق پیدا ہوا۔ اگرچہ میری عمر اس وقت صرف دس بارہ سال تھی لیکن سمجھ بوجھ تھی۔ پھر 1953ء اور 1974ء تحریک ختم نبوت میں بھرپور حصہ لیا۔ سوشلزم کے خاتمے کے لیے بھاشانی کے مقابلے میں ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ہم نے سنی کانفرنس منعقد کی یہ کانفرنس 13-14 جون 1970ء کو منعقد ہوئی جس میں تحفظ مقام مصطفیٰ' نفاذ نظام مصطفیٰ اور فروغ عشق مصطفیٰ کا ایک "لوگو" نعرہ دیا گیا۔ اور یہی کانفرنس جمعیت علماء پاکستان کے قیام کے سلسلہ میں سنگ میل ثابت ہوئی اس کانفرنس میں خلیفہ اعلیٰ حضرت عاشق رسول حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی مہمان خصوصی تھے۔ پھر جمعیت علماء پاکستان کا مرکزی سیکرٹری جنرل بھی رہا میں نے تحریک نظام مصطفیٰ میں ایک سپاہی کا کردار ادا کیا۔ 81ء سے 84ء تک اسلامی نظریاتی کونسل کا رکن رہا اور رویت ہلال کمیٹی کے سلسلہ میں تو طویل عرصہ خدمات سرانجام دیں۔

س : آپ نے بیرون ملک کہاں کہاں تبلیغی دورے کئے؟

ج : عراق' سعودی عرب' اردن' چین وغیرہ گیا ہوں۔

س : بھارت نہیں گئے؟

ج : کئی مرتبہ گیا ہوں سارے کا سارا انڈیا دیکھا ہے سعودی عرب بھی سارا دیکھا ہے۔

س : حج کتنے کئے اور عمرے؟

ج : دو حج اور دو عمرے کئے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

س : بیعت؟

ج : کچھوچھہ مقدسہ (انڈیا) میں اعلیٰ حضرت پیر سید علی حسین شاہ اشرفی

میاں رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بچپن میں بیعت کی تھیں مجھے میرے حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مرید کروایا تھا۔

س: آپ کو خلافت بھی دی یا نہیں؟

ج: ہم بہت چھوٹے چھوٹے تھے مجھے حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور کچھوچھہ شریف کے مرکزی سجادہ نشین حضرت پیر سید محمد مختار اشرف مدظلہ العالی سے خلافت ہے۔

س: کس سلسلہ طریقت میں اجازت ہے؟

ج: چاروں سلاسل طریقت میں مجاز ہوں' قادری' چشتی' نقشبندی' سہروردی۔

س: آپ کے ہاتھ پر کتنے لوگ مرید ہوئے؟

ج: صحیح تعداد تو بتا نہیں سکتا۔ ویسے بھی میں روایتی پیروں میں سے تو نہیں ہوں اور نہ ہی گنتی کرتا ہوں۔

س: کسی غیر مسلم کو آپ نے اسلام کی دعوت بھی دی؟

ج: جی' غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت پیش کی ہے اور اللہ کا شکر ہے کچھ غیر مسلموں نے اسے قبول کرتے ہوئے اسلام قبول بھی کیا۔

س: قادیانی (میرزائی' لاہوری) اگر ہمسایہ ہوتو اس کے ساتھ برتاؤ کی کس قدر اجازت ہے؟

ج: کافر لاشک ہے مکمل بائیکاٹ ضروری ہے۔ کوئی وفادار امتی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ کے لیے کیسے نرم گوشہ دل میں رکھ سکتا ہے۔ یہ ممکن نہیں۔

س: قادیانی لوگ اپنے سینے پر عموماً کلمہ طیبہ کا بیج لگاتے ہیں اسی طرح گھروں اور اپنی عبادت گاہوں پر بھی کلمہ طیبہ لکھتے ہیں۔ یہ کیسا عمل ہے؟

ج:

ان دنوں قادیانیوں نے مرزا طاہر کے اشارے پر مسلمانوں کو مشتعل کرنے کے لیے "کلمہ مہم" شروع کر رکھی ہے وہ اپنی عبادت گاہوں پر کلمہ کے نئے نئے بورڈ لگا رہے ہیں اور سینوں پر کلمہ کے بیج سجا رہے ہیں۔ قادیانیوں کی یہ اشتعال انگیزی مسلمانوں کے لیے ناقابل برداشت ہے۔ یہ دراصل کلمہ طیبہ کی توہین اور رسول اللہ ﷺ سے گستاخی ہے۔ کیونکہ قادیانی عقیدہ یہ ہے کہ۔

الف: موجودہ دور میں "محمد رسول اللہ" کا ظہور مرزا قادیانی کی شکل میں ہوا ہے۔ اس لیے قادیان کا اسود عنسی مرزا غلام قادیانی (نعوذ باللہ) خود "محمد رسول اللہ" ہے۔

(ایک غلطی کا ازالہ)

ب: اور یہ کہ مرزا قادیانی کے زمانہ کی روحانیت محمد رسول اللہ ﷺ سے اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے۔ حضور اکرم ﷺ کے زمانہ کی روحانیت پہلی رات کے چاند کی طرح ناقص اور بے نور تھی۔ اور مرزا کی روحانیت چودھویں کے چاند کی طرح روشن اور کامل ہے۔ حضور کا زمانہ روحانی ترقیاتی کا پہلا قدم تھا اور مرزا کا زمانہ روحانی ترقیات کی آخری معراج ہے۔

(خطبہ الہامیہ)

ج: اور یہ کہ مرزا خدا کا "آخری نور" ہے۔

(کشتی نوح)

د: اور یہ کہ مرزا افضل الرسل ہے۔ کیونکہ آسمان سے کئی تخت اترے' مگر مرزا کا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا۔

ہ: اور یہ کہ آسمان و زمین اور پوری کائنات کی تخلیق صرف مرزا کی خاطر ہوئی ہے۔

(تذکرہ)

د: اور یہ کہ مرزا کی وحی نبوت نے شریعت کی تجدید کی ہے۔ اس لیے اب مرزا کی وحی اور تعلیم ہی پوری انسانیت کے لیے مدار نجات ہے۔ (حاشیہ اربعین نمبر4)

ز: اور یہ کہ مرزا کے بغیر دین اسلام مردہ، لعنتی، شیطانی اور قابل نفرت ہے اور مرزا کو نہ ماننے والے تمام مسلمان کافر اور جہنمی ہیں۔

(اخبار الفضل، براہین احمدیہ حصہ پنجم، تذکرہ)

الغرض قادیانی عقیدہ کے مطابق "محمد الرسول اللہ" کا دوبارہ ظہور مرزا قادیانی کی شکل میں ہوا ہے۔ اور یہ دوسرا ظہور محمد عربی کے ظہور سے اعلیٰ و افضل اور اکمل ہے۔ اس لیے مرزا خاتم النبیین اور آخری نبی بھی ہے۔ افضل الرسول بھی، اور مدار نجات بھی، چنانچہ مرزا قادیانی کے ایک مرید قاضی ظہور الدین اکمل نے مرزا کی شان میں یہ قصیدہ نعتیہ پڑھا۔ اور مرزا قادیانی سے داد تحسین وصول کی۔

امام اپنا عزیز و اس جہاں میں
غلام احمد ہوا دارالاماں میں
غلام احمد ہے عرش رب اکبر
مکاں اس کا ہے گویا لامکاں میں
ے ام احمد رسول اللہ ہے برحق
شرف پایا ہے نوع انس و جاں میں
محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(اخبار بدر قادیاں 25 اکتوبر 1906ء)

قادیانی جو کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے ہیں تو محض اس لیے کہ ان کے نزدیک مرزا قادیانی بعینہ محمد رسول اللہ کا ظہور کامل ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی کا منجھلا لڑکا مرزا البشیر احمد ایم اے لکھتا ہے۔

"مسیح موعود (مرزا قادیانی) خود "محمد رسول اللہ" ہے۔ جو اشاعت اسلام کے لیے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔ اس لیے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت

نہیں۔ ہاں! اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔"
(کلمتہ الفضل مندرجہ ریویو آف ریلیجنز مارچ یکم اپریل 1915ء)

انصاف کیجئے کہ کون سا باغیرت مسلمان ہوگا' جو اس پاک سرزمین میں قادیان کے اسود عنسی' مسیلمہ پنجاب مرزا قادیانی کو "محمد رسول اللہ" کی حیثیت سے برداشت کرے؟ اور قادیانیت کے جعلی "محمد رسول اللہ کے نام کا کلمہ لکھنے کی اجازت دے؟ پاکستان میں ایک معمولی کانسٹیبل کی جعلی وردی پہننے والے کو گرفتار کرلیا جاتا ہے؟ ہم پوچھتے ہیں' کہ محمد رسول اللہ" کی جعلی وردی پہننے والوں کو کیوں کھلی چھٹی ہے؟ کیا اس ملک میں نبی کے نام کی کوئی عزت نہیں؟

قادیانیوں کی عبادت گاہیں دراصل کفرو ارتداد کے مرکز' الحاد و زندقہ اور بے دینی کے اڈے ہیں ان معنوی غلاظت خانوں پر کلمہ طیبہ اور آیات قرآنی چپکانا ان مقدس کلمات کی توہین ہے۔ جب قادیانی دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ غیر مسلم ہیں۔ غیر مسلم کو اپنی عبادت گاہ پر کلمہ طیبہ لکھنے یا کلمہ طیبہ کے بیج لگانے کا حق ہی نہیں ہے۔

س: عقیدہ ختم نبوت ذرا وضاحت کے ساتھ بیان فرمائیں گے؟

ج: عقیدہ ختم نبوت ایک مسلمان کا بنیادی عقیدہ ہے۔ اب ذرا تفصیلات پر غور کریں۔

1- حضور اقدس ﷺ کا آخری نبی ہونا اسلام کا قطعی اور بنیادی مسئلہ ہے۔ قرآن مجید کی آیات اور صحیح و متواتر احادیث اس بات کی شاہد ہیں کہ اللہ تعالٰی نے دین کو کامل مکمل کردیا اور آپ پر نبوت کا سلسلہ ختم کردیا آپ کے بعد کسی کو مرتبہ نبوت پر فائز نہیں کیا جائے گا قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے محمد تمہارے مردوں سے کسی کے باپ نہیں اور سب نبیوں کے ختم پر ہیں۔

2- تمام مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ "خاتم النبیین" کے معنی یہ ہیں کہ آپ آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد کسی کو منصب نبوت پر فائز نہیں کیا جائے گا۔ چنانچہ امام حافظ ابن کثیر اس آیت کی تفسیر لکھتے ہیں۔

"یہ آیت اس مسئلہ میں نص ہے کہ آں حضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں، اور جب آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں تو رسول بوجہ اولیٰ نہیں ہو سکتا کیونکہ مقام نبوت مقام رسالت سے عام ہے، کیونکہ ہر رسول نبی ہوتا ہے اور ہر نبی رسول نہیں ہوتا، اس مسئلہ پر کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی و رسول نہیں، آنحضرت ﷺ کی متواتر احادیث وارد ہیں جو صحابہ کرام کی ایک بڑی جماعت سے مروی ہیں۔

-3 امام قرطبی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں۔

"ابن عطیہ فرماتے ہیں کہ خاتم النبیین کے یہ الفاظ تمام قدیم و جدید علمائے امت کے نزدیک کامل عموم پر ہیں۔ جو نص قطعی کے ساتھ تقاضا کرتے ہیں کہ آں حضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔"

حجتہ الاسلام امام غزالی "الاقتصاد" میں فرماتے ہیں۔

"بے شک امت نے بالا اجماع اس لفظ (خاتم النبیین) سے یہ سمجھا ہے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ آپؐ کے بعد نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ رسول۔ اور اس پر اجماع ہے کہ اس لفظ میں کوئی تاویل و تخصیص نہیں، پس اس کا منکر یقیناً اجماع امت کا منکر ہے۔

-4 علامہ سید محمود آلوسی آیت خاتم النبیین کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

"اور آں حضرت ﷺ کا خاتم النبیین ہونا ایسی حقیقت ہے جس پر قرآن ناطق ہے احادیث نبوی نے جس کو واضح طور پر بیان فرمایا ہے اور امت نے جس پر اجماع کیا ہے، پس جو شخص اس کے خلاف کا مدعی ہو اس کو کافر قرار دیا جائے گا اور اگر وہ اس پر اصرار کرے تو اس کو قتل کیا جائے گا۔"

قرآن مجید کی سورۃ الاحزاب کی آیت 40 میں آقائے دوجہاں ﷺ کے لیے لفظ خاتم استعمال ہوا ہے۔ آئمہ تفاسیر علامہ ابن جریر طبری، علامہ ابن حزم اندلسی محی السنۃ بغوی، علامہ زمخشری، امام فخرالدین رازی، علامہ شہرستانی، علامہ بیضاوی، علامہ حافظ الدین نسفی، علامہ علاؤ الدین بغدادی، علامہ ابن کثیر، امام جلال الدین سیوطی، علامہ شیخ اسماعیل حقی، علامہ سید محمود آلوسی، ملا علی قاری، امام اعظم

ابو حنیفہ، قاضی عیاض اور دیگر اکابرین کے نزدیک خاتم کے معنی آخری نبی اور سلسلہ نبوت کو ختم کرنے والا ہی ہیں۔

سلام اس پر کہ بعد اس کے نہ آئے گا نبی کوئی
نہ اس سا کوئی آیا ہے نہ آئے گا کبھی کوئی

پس عقیدہ ختم نبوت جس طرح قرآن کریم کے نصوص قطعیہ سے ثابت ہے اسی طرح آں حضرت ﷺ کی احادیث متواترہ سے بھی ثابت ہے۔ یہاں اختصار کے مدنظر چند احادیث ذکر کی جاتی ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "میری اور انبیائے گذشتہ کی مثال ایسی ہے کہ کسی شخص نے ایک عمدہ اور خوبصورت گھر بنایا۔ مگر اس کے ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی رہ گئی۔ پس لوگ اس گھر کے گرد پھرنے لگے اور تعجب کرنے لگے کہ یہ ایک اینٹ کیوں نہیں لگائی گئی۔ فرمایا کہ میں وہ اینٹ ہوں اور میں نبیوں کو ختم کرنے والا ہوں۔"

(بخاری شریف جلد 2 ص 270)

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا "بنی اسرائیل کی راہنمائی انبیاء کرتے تھے جب ایک نبی وصال کر جاتا تو دوسرا اس کا جانشین ہوتا خبردار میرے بعد کوئی نبی نہیں خلفاء ہوں گے۔

(بخاری کتاب الانبیاء جلد دوم ص 257)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ "کہ رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی۔ پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا اور نہ ہی نبی۔"

(ترمذی جلد دوم ص 53)

حضرت مالک رضی اللہ عنہ بن حویرث فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ سے کہ اے علیؓ کیا تم اس کو پسند نہیں کرتے کہ تم مجھ سے ایسے ہو جیسے ہارونؑ موسیٰؑ کے ساتھ تھے مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔"

(صحیح مسلم جلد دوم ص 278)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "مجھے دوسرے انبیاء پر چھ باتوں پر فضیلت دی گئی ہے۔ 1- مجھے جامع کلمات عطا کیے گئے 2- دشمنوں کے دلوں پر' میرا خوف طاری کیا گیا۔ 3- میرے لیے غنیمتیں حلال کردی گئی ہیں۔ 4- زمین میرے لیے مسجد اور پاک کرنے والی بنادی گئی۔ 5 مجھے تمام کائنات کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔ 6- مجھ پر انبیاء کا سلسلہ ختم کردیا گیا ہے۔

(صحیح مسلم جلد دوم ص 249)

یہ حدیث مندرجہ ذیل صحابہ کرامؓ کی جماعت سے بھی مروی ہے۔

1- حضرت جابر بن عبداللہؓ، 2- حضرت عمرؓ 3- حضرت علیؓ، 4- اسماء بنت عمیسؓ، 5- ابوسعید خدریؓ، 6- ابوایوب انصاریؓ، 7- جابر بن سمرہؓ، 8- ام سلمہؓ، 9- براء بن عازبؓ، 10- زید بن ارقمؓ، 11- عبداللہ بن عمرؓ، 12- حبشی بن جنادہؓ، 13- مالک بن حسن بن حویرثؓ، 14- زید بن ابی اوفیؓ۔

ارشاد فرمایا نبی پاک ﷺ نے اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمرؓ بن خطاب ہوتا۔

(ترمذی جلد دوم ص 209)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور میں وہ "ماحی" ہوں جس کے ذریعے کفر مٹا دیا جائے گا اور میں وہ "حاشر" ہوں جس کے پیچھے لوگ اکٹھے ہوں گے اور میں وہ عاقب ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

(صحیح مسلم جلد دوم ص 261)

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہوگی۔ جب تک تیس کاذب نہ نکلیں گے جو سب یہی کہیں گے کہ ہم نبی ہیں۔ حالانکہ میں نبیوں کے ختم کرنے والا ہوں اور میرے بعد کوئی نہیں ہے۔

(مسلم، ترمذی' ابوداؤد)

الغرض حضور اقدس ﷺ نے متواتر احادیث میں اپنے خاتم النبین ہونے کا اعلان فرمایا اور ختم نبوت کی ایسی تشریح بھی فرمادی کہ اس کے بعد آپ ﷺ کے آخری نبی ہونے میں کسی شک وشبہ اور تاویل کی گنجائش باقی نہیں رہی۔

تمام آئمہ دین و فقہاء امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ آپ آخری نبی ہیں آپ کے بعد جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا اور واجب القتل ہے۔ عقیدہ ختم نبوت کے سلسلے میں اتنے واضح ارشادات موجود ہیں کہ کوئی ذی عقل اور ذی شعور شخص اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ تاریخ اس بات کی بھی شاہد ہے کہ جب بھی کسی شخص نے حضور کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا امت مسلمہ نے فوری طور پر اس کے خلاف جہاد کیا اس سلسلے میں سب سے پہلے سیدنا صدیق اکبر خلیفہ اول نے مسیلمہ کذاب کے خلاف جہاد کیا اور اس کو کیفر کردار تک پہنچایا۔ سیدنا امام اعظم سراج امت امام ابو حنیفہ ﷺ نے یہاں تک فرمایا کہ حضور کے بعد کسی مدعی نبوت سے اس کے دعویٰ کی دلیل طلب کرنا بھی کفر ہے۔

اس لیے حضور اقدس ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا کافر ہے۔"

مرزا قادیانی" کو نبی یا مصلح ماننے والے بھی کافر و مرتد دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ قادیانیوں اور لاہوریوں کا ذبیحہ حرام و نجس ہے کسی مسلمان لڑکی کا کسی قادیانی' لاہور' مرزائی سے نکاح باطل ہے۔ اگر مسلمان لڑکی اس سے علیحدہ نہ ہوگی تو زنا خالص کی مرتکب ہوگی اور اگر اپنے مرزائی خاوند کو مسلمان سمجھے گی تو وہ بھی کافر و مرتد دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گی۔

س : بیمار اور علاج مریض روحانی علاج کی جستجو رکھتا ہے اس کے لیے کوئی وظیفہ؟

ج : یااللہ' یا کافی' یا اللہ' یا شافی یا اللہ' یا رحمان' یا اللہ' یا رحیم یا اللہ یا حی' یا قیوم' یا قوی' یا اللہ جتنا پڑھ سکتا ہے جاری رکھے۔ فائدہ ہوگا۔ اس کے علاوہ ایک خاص تحفہ ہے میرے پاس اگر کوئی شخص اول و آخر درود پاک پڑھ کر ہر روز فجر کی نماز کے بعد 121 مرتبہ سورۃ والضحیٰ کی آیت مبارکہ ولسوف یعطیک ربک فترضی پڑھے تو بے شمار فوائد ہوں گے۔

س : فوائد شرعاً" کیسا ہے؟

ج : جائز نہیں ہے۔

س : بعض علماء کہتے ہیں یہ محض عکس ہے اور مصوری نہیں نہ ہی بت ہے اور عصری ضرورت ہے؟

ج : یہ تحقیق طلب امر ہے۔ بچنا افضل ہے' مجبوری کی حالت میں الگ بات ہے۔

س : پلاسٹک سرجی کا اصل مسئلہ شرعی نقطہ نظر سے کیا ہے آج کل یہ موضوع بڑی شد و مد سے چل رہا ہے۔ ملتان سے مفتی محمد صدیق سعیدی اسے ناجائز کہتے ہیں اور ان کے پاس بھی دلائل ہیں۔ آپ کی تحقیق کیا ہے؟

ج : یہ مسئلہ توجہ طلب ہے اور تفصیل سے بیان کرنے والا ہے۔

عزیزی مفتی محمد صدیق سعیدی سلمہ ایک ہونہار' باصلاحیت اور فقہی بصیرت و بصارت کے حامل نوجوان عالم دین ہیں۔ جدید مسائل سے متعلق ان کے مضامین اخبار و رسائل میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ حال ہی میں موقر جریدہ " السعید" میں پلاسٹک سرجری کے ناجائز ہونے کے متعلق انہوں نے لکھا ہے کہ۔

"انسان کو اللہ تعالیٰ نے جس شکل و صورت پر پیدا فرمایا ہے' اس پر راضی رہنا ایمان کا تقاضا ہے اور تخلیق خداوندی میں تبدیلی قرآن و حدیث کی رو سے شیطانی عمل ہے۔" شیطان نے کہا تھا کہ وہ لوگوں کو حکم دے گا کہ وہ ضرور بہ ضرور تخلیق خداوندی کو بدل ڈالیں۔ نیز اپنے دعویٰ کے ثبوت میں مشکوۃ شریف کی حدیث لکھی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے اس عورت پر لعنت فرمائی ہے جو اپنے بالوں کے ساتھ دوسرے بال لگا کر زیادہ کرتی ہے یا جسم کو گود کر اس میں سرمہ و تیل وغیرہ بھرتی ہے یا کسی دوسری عورت سے ایسا کرواتی ہے۔"

سورۂ نساء کی آیت فلیغیرن خلق اللّٰہ اور حدیث مشکوۃ سے سعیدی صاحب نے یہ استدلال کیا ہے محض حسن کے حصول یا فیشن کے طور پر تبدیلی کرنا شیطانی عمل اور لعنت کا سبب ہے۔ بنا بریں کسی شخص کے چہرہ پر کوئی دھبے یا داغ وغیرہ ہیں اور چہرہ بالکل بگڑ نہیں گیا تو محض خوبصورتی کے لیے پلاسٹک سرجی جائز نہ ہوگی----- سعیدی صاحب کا یہ استدلال متعدد وجوہ سے درست نہیں ہے اور

اس کو شیطانی عمل اور لعنت کا سبب بتانا سخت و شدید قسم کی زیادتی ہے----- سورۂ نساء کی آیت سے بلاضرورت پلاسٹک سرجری کے ناجائز ہونے کا استدلال درست نہیں ہے۔ اول تو بلا ضرورت کی قید بیکار ہے۔ کیونکہ کوئی شخص بلا ضرورت پلاسٹک سرجری جیسا مہنگا علاج نہیں کراتا ضرورت کے وقت ہی کراتا ہے۔ ثانیاً" محض زیب و زینت کی بنا پر پلاسٹک سرجری کو شیطانی عمل قرار دینا بھی بہت عجیب و غریب اور عقل شکن جملہ ہے۔ جائز زیب و زینت کو آپ نے کس دلیل شرعی سے ناجائز قرار دیا ہے؟ جب کہ فقہاء کرام نے یہاں تک لکھا ہے کہ مستورات کو اپنے خاوند کو خوش رکھنے کے لیے بناؤ سنگھار کرنا اور زیب و زینت کو اختیار کرنا کار ثواب ہے۔ بنا بریں زیب و زینت ہی کے لیے اپنے خاوند کو خوش کرنے کی نیت سے چہرہ کے بدنما داغ دھبوں' مسوں کو ختم کرنے کے لیے پلاسٹک سرجری کرانا شیطانی عمل اور موجب لعنت ہرگز نہیں ہو سکتا۔ بلکہ کار ثواب اور مستحب قرار پائے گا۔

(2) سورۂ نساء کی آیت فلیغیرن جو پیش کی ہے اس کے تحت مفسر کبیر حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین صاحب مراد آبادی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں۔

"مردوں کا عورتوں کی شکل میں بات چیت اور حرکات کرنا' جسم کو گود کر سرمہ یا سیندور وغیرہ جلد میں پیوست کر کے نقش و نگار بنانا' بالوں میں بال جوڑ کر بڑی بڑی جٹیں بنانا بھی اس میں داخل ہیں۔" (خزائن الدخان ص 116)

مصروفیت اور نقاہت کی وجہ سے میں تفاسیر کا مطالعہ نہیں کر سکا۔ تاہم تفسیر مظہری میں اس آیت کے تحت بہت جامع گفتگو فرمائی گئی ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

"عن وجذہ صورۃ و صفۃ"

سورۃ کے معنی کے متعلق یہ ہی حدیث واصلہ مستوصلہ متوشمہ درج کی ہے اور صفتہ کے معنی کے متعلق گھوڑوں اور چوپاؤں کو خصی کرنے کی ممانعت۔ خلق اللہ کی احادیث ذکر کی ہیں۔ سید المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا لیغیرن خلق اللہ اللہ کی تخلیق میں تغیر کرنے کا مطلب اللہ کے دین میں تغیر و

تبدل کرنا ہے۔ گھوڑوں اور چوپاؤں کو خصی کرنا----- اور لواطت' سحق (عورت کا عورت کے ساتھ ہم جنسی) لواطت' چاند' سورج اور پتھروں کی پوجا اور چہرہ کو مسخ کرنا مراد ہے----- ویسے عقل بھی یہ ہی چاہتی ہے۔ "تخلیق خداوندی" میں تغیر و تبدل کا صاف مطلب یہ ہے کہ جس احسن تقویم پر اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا ہے' اسے بگاڑ دیا جائے جیسا کہ نبی علیہ السلام نے اس کی تفسیر فرمادی یعنی عورتوں کا اپنے یا کسی اور کے بالوں کا اپنے بالوں کے ساتھ ملانا یا جسم کے کسی حصہ کو گود کر اس میں سرمہ یا سیندور وغیرہ کا نقش و نگار بنانا۔ یہ طریقہ حضور اقدس ﷺ کے زمانہ اقدس میں رائج تھا اور آج بھی بعض اقوام خصوصاً انگریزوں' امریکیوں میں رائج ہے بلکہ اس سے بڑھ کر بعض عرب کے قبائل میں اور خصوصاً افریقہ وغیرہ کے کالے رنگ کے قبائل میں یہ طریقہ آج بھی رائج ہے کہ غالباً لوہے کی سلاخ کو گرم کرکے چہرے پر لکیریں بنا دیتے ہیں اور شاید یہ ان کے زعم میں عورتوں کے حسن میں اضافہ کرنا ہے۔ اسی طرح تخلیق خداوندی میں بدترین تغیر و تبدل "مثلہ" ہے۔ مثلاً کان' ناک' ہاتھ' پاؤں کاٹ دینا وغیرہ۔ یہ عمل بے شک (سورۂ نساء کی آیت 119) اور حضور اقدس ﷺ کے ارشاد کی روشنی میں ناجائز ہے۔

(2) رہا عورتوں کا دوسروں کے بالوں کے ملانے کی ممانعت جو احادیث میں وارد ہوئی ہے۔ تقریباً تمام شارحین حدیث اور فقہ حنفی کی کتابوں میں یہ تصریح ہے کہ ممانعت ان بالوں کے ملانے کی ہے جو کسی انسان کے ہوں یا خنزیر کے۔ انسان کے بالوں میں اس کے اکرام کی وجہ سے (حتیٰ کہ اگر عورت خود اپنے ذاتی بالوں کو ملائے گی تو فقہاء نے اس کو بھی ناجائز کہا ہے) اور خنزیر کے بالوں کی مخالفت اس کے نجس العین ہونے کی وجہ سے ہے۔ رہے نائلون یا اسی قسم کی کسی چیز کے بالوں اور خنزیر کے سوا دیگر حیوانات کے بالوں کو ملانا بلاشبہ جائز و مباح ہے اور یہ بدیہی بات ہے کہ مستورات یہ عمل اسی لیے کرتی ہیں تاکہ ان کے سر کے بالوں کے حسن و جمال میں زیادتی ہو۔ چٹیا لمبی دکھائی دے۔ سوت کے دھاگے اور اون سے بنائے ہوئے چٹلوں کا رواج عام ہے بلکہ اس میں بھی زینت کے لیے پلاسٹک کے پھول اور

موتی وغیرہ کا اضافہ کیا جاتا ہے۔ چنانچہ علامہ بدر محمود عینی شارح بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے انہیں احادیث کے تحت لکھا ہے اذا وصلت شعرھا بغیر الشعر من خرقہ وغیرھا فلا یدخل فی النھی و بہ قال اللیث---- روی ذالک عن ابی عباس و ام سلمہ ام المومنین و عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنھم واضح رہے کہ وغیرھا کا جملہ قیامت تک بننے والے جدید قسم کے جائز اجزاء سے بنے ہوئے دھاگوں کو شامل ہے تو حضرت ام المومنین ام سلمہ و عائشہ صدیقہ اور حضرت عباس نے بھی انسانی بالوں کے علاوہ کسی اور چیز سے بنے ہوئے دھاگوں کو ملانے' جسے اردو میں جھٹلے اور پنجابی میں پراندے کہتے ہیں' جائز قرار دیا ہے اور یہ بدیہی امر ہے۔ مستورات کا جھٹلے وغیرہ استعمال کرنا بھی زینت کے لیے ہے۔ جیسے ہاتھوں میں مہندی لگانا زینت ہے بلکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس ار کو پسند فرماتے تھے کہ مستورات اپنے ہاتھوں میں مہندی لگائیں---- نیز زیب و زینت کا جائز ہونا قرآن مجید کی نص قطعی سے ثابت ہے قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ (اعراف) حتی کہ تجمل تو بحالت نماز بھی مطلوب و محمود ہے۔ ہم اور آپ لباس' خوراک حتی کہ رہائشی مکان وغیرہ میں بھی جمال کو پسند کرتے ہیں۔ علماء و مشائخ ہوں یا عام لوگ' ان کے مکانات دیکھ لیجئے۔ کیسے کچھ سامان آرائش سے لدے پھدے ہوتے ہیں تو جمال کو تو اختیار کرنا ہی چاہیے کیونکہ اللہ جمیل یحب الجمال لہذا جائز زینت کا جائز و مباح ہونا ایک امر واقعہ ہے اور زینت کی قید لگا کر پلاسٹک سرجری کو شیطانی عمل اور موجب لعنت قرار دینا غلط ہے۔

الغرض چہرہ کے داغ دھبے' مسے' کسی جگہ ابھرے ہوئے گشت کو ختم کرنے کے لیے پلاسٹک سرجری کرانا اور حسن کے حصول کے لیے کرانا جائز و مباح ہے۔ اس کو تخلیق خداوندی میں تبدیلی سے موسوم کرنا ہی غلط ہے اور نہ آیت کا یہ مفاد ہے۔ یہ عمل تخلیق خداوندی میں تبدیلی نہیں بلکہ اسے بنانا سنوارنا ہے----- اس صورت حال کا احساس درد اور کرب ان والدین سے پوچھیے' جن کی نوجوان لڑکیوں کے چہروں پر داغ دھبے' مسے یا کسی جگہ زائد گوشت ابھرا ہوا ہوتا ہے۔ یا ہاتھ اور پاؤں کی معمولی کی پانچ انگلیوں کی جگہ چھ ساتھ انگلیاں ہوتی ہیں۔ ہر شخص

یہ چاہتا ہے اس کی بیوی حسین و جمیل خوبصورت یا کم از کم قبول صورت تو ہو۔ جو رشتہ دیکھنے آتا ہے وہ ان عیوب کی وجہ سے طرح طرح کی باتیں کر کے چلا جاتا ہے اور یوں یہ لڑکیاں اور ان کے والدین رشتہ نہ ملنے کی وجہ سے سخت کرب اور پریشانی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اگر سعیدی صاحب ضرورت ہی پر زور دیں تو ضرورت شرعیہ موجود ہے۔ پلاسٹک سرجری کے اجزاء میں کوئی چیز حرام و ناجائز نہیں ہوتی۔ بدین وجہ اس ضرورت کے لیے پلاسٹک سرجری کرانا جائز ہی نہیں بلکہ قواعد شرعیہ کی روشنی میں ضروری ہے۔

(5) بہر حال میرا موقف ہے محض زینت اور حسن و جمال کے لیے چہرہ کے بگاڑ کو پلاسٹک سرجری کے لیے کے ذریعہ دور کرنا بلاشبہ جائز ہے اس عمل کے جواز کے لیے عدم زینت وغیرہ کی "قیود لگانا"" جیسی سعیدی صاحب نے لگائی ہیں' محتاج دلیل شرعی ہیں۔ کسی مرد یا عورت کی آنکھیں بھینگی ہوں' ہاتھ پاؤں میں معمول سے زیادہ انگلیاں ہوں' چہرہ پر داغ دھبے' مسے ہوں جو چہرہ کے فطری حسن میں خرابی پیدا کر رہے ہوں۔ کیا زینت ہی کے لیے زائد انگلیوں کو کٹوا دینا' آنکھ کے بھینگے پن کو اودھ یا سرجری یا پلاسٹک سرجری کے ذریعہ معمول پر نہ لایا جائے؟ کیا مرد اور خصوصاً مستورات چہرہ کی اس بدصورتی کے کرب اور پریشانی میں عمر بھر مبتلا رہیں؟ اور جو چہرہ وغیرہ کی اس بدصورتی کو پلاسٹک سرجری کے ذریعہ ختم کرے وہ شیطانی عمل کو اختیار کرنے والا اور لعنت کا مستحق قرار پائے؟ عزیزم یہ سخت و شدید قسم کا بلا دلیل شرعی فتویٰ کھٹا ہی نہیں بلکہ سخت کڑا ہے۔ اس پر نظر ثانی کیجئے۔

(7) الغرض مستورات کو انسان کے یا خنزیر کے بالوں کو ملانا ناجائز ہے اور اس پر لعنت بھی وارد ہوئی ہے مگر انسان اور خنزیر کے علاوہ کسی جانور کے بالوں کو یا کسی درخت کے ریشوں یا نائلون کے بالوں کو اپنے بالوں میں ملا کر بطور زینت انہیں لمبا کرنا بلاشبہ جائز و مباح ہے۔ (دیکھئے عالمگیری ج 10 ص 358) نیز عالمگیری میں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر کسی عورت نے انسانی بالوں کو اپنے سر کے بالوں سے ساتھ ملا کر نماز پڑھی تو جواز صلوۃ میں اختلاف ہے۔ والمختار انہ یجوز کذا فی الغشائیہ مگر مختار یہ ہے کہ نماز درست ہو جائے گی۔ علامہ شامی نے تصریح فرمائی ہے۔ انما

الرخصه فی غیر شعر بنی ادم تخنتذہ المراۃ لتزیدہ فی قرونہا و ھو مروی عن ابی یوسف و فی الخانیتہ ولا باس للمراۃ ان تجعل فی قرونہا شیاء من الوریر شامی ج 5 ص 264 (کذا فی الاختیار شرح المختار و فتاوی قاضی خان وو جیز کردری)

(8) سعیدی صاحب نے حدیث عرفجہ کہ حضرت عرفجہ رضی اللہ عنہ کی ناک کلاب کی جنگ میں کٹ گئی۔ انہوں نے چاند کی ناک لگوائی پھر جب اس سے بو آنے لگی تو نبی علیہ السلام نے انہیں سونے کی ناک لگانے کا حکم دیا مشکوۃ کتاب اللباس

اس حدیث سے سعیدی صاحب نے یہ استدلال کیا ہے کہ محض زینت کے لیے نہیں بلکہ ضرورت کے تحت کسی دھات کا عضوء' لگانا جائز ہے-----۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ چاندی کی ناک انہوں نے نبی علیہ السلام کے حکم سے لگوائی تھی؟ دوم یہ کہ چاندی یا سونے کی ناک پیوند کاری کے ذریعہ لگوائی؟ اس دور میں اس قسم کی پیوند کاری کا ذکر تاریخ میں مجھے تو نہیں ملاں ظاہر یہ ہی ہے کہ انہوں نے چاندی اور پھر سونے کی ناک کسی چیز سے چہرہ پر باندھی ہوگی۔ خیر اس مسئلہ پر فی الحال گفتگو کی ضرورت نہیں ہے-----۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ انہوں نے چاندی یا سونے کی ناک زینت ہی کے لیے لگوائی تھی۔ اس لیے کہ جس کی ناک کٹ جائے' اسے سانس لینے کھانے پینے میں کوئی خاص دشواری نہیں ہوتی۔ البتہ چہرہ کی بدشکلی کو کم کرنے کے لیے چھوٹی سی کپڑے کی گدی دھاگے کے ساتھ عینک کی طرح باندھ لیتے ہیں-----۔ اور ایسے لوگ آج بھی کہیں نہ کہیں مل جاتے ہیں۔ میرا مقصد اس امر واقعہ کو بیان کرنے سے صرف یہ ہے کہ یہاں ضرورت شریعہ موجود ہی نہیں کیونکہ ضرورت کا وجود تو تب ہوتا ہے کہ جس کی ناک کٹ گئی ہے اسے کھانے پینے اور سانس لینے میں دشواری ہوتی اس لیے مزید کہنا یہ ہے کہ حضرت عرفجہ نے ضرورت کے تحت نہیں بلکہ زینت و تجمل کے لیے سونے کی ناک لگوائی تھی اور حدیث عرفجہ سے یہ استدلال کرنا کہ محض زینت کے لیے نہیں بلکہ ضرورت کے تحت دھات کا عضو لگانا یا دھات سے پیوند کاری کرانا جائز ہے یہ استدلال تام نہیں ہے احتمال قوی ہے کہ یہ اجازت صرف حضرت عرفجہ کے ساتھ

خاص ہو۔ جیسا کہ حضور ﷺ نے حضرت براء بن عازب ؓ کو سونے کی انگوٹھی کی اجازت مرحمت فرمائی تھی۔ حالانکہ وہاں کوئی ضرورت شرعیہ نہ تھی-----۔ البتہ اصولی طور پر مسئلہ یہ ہے کہ ضرورت شریعہ موجود ہو تو پھر کسی بھی دھات کا عضو لگانا جو ڈاکٹر ضروری سمجھے' جائز ہے۔ جیسا جس کی پنڈلی کی ہڈی یا ران کی ہڈی خصوصاً کولہے کی ہڈی العیاذ باللہ اس طرح ٹوٹ جائے کہ اسے صرف پلاسٹروغیرہ سے جوڑنا ممکن نہ ہوتو ڈاکٹر سٹیل کی نالی ڈال کر ہڈی کو جوڑتے ہیں۔ اکثر اوقات اسٹیل کی یہ نالی مریض کی ٹانگ کے اندر ہی رہتی ہے۔ پھر کچھ عرصہ بعد جب ہڈی بالکل جڑ جاتی ہے تو دوبارہ آپریشن کرکے اس اسٹیل کی نالی یا پرزہ کو نکال دیتے ہیں۔ اب اس عمل کو آپ دھات کا عضو لگانا کہئے یا پیوند کاری کہئے۔ اس کے جائز ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے۔

علاوہ ازیں یہ امر بھی قابل ذکر ہے ہڈی ہر جانور کی (سوائے خنزیر کے) پاک ہے خواہ جانور حلال ہو یا حرام مذبوح ہو یا مردار شرط یہ ہے اس ہڈی پر " مردار" کی کوئی رطوبت نہ ہو اور سینگھ تو ہر جانور کا پاک ہے----- درمختار ج اول ص 38 پر تصریح ہے کہ خنزیر کے علاوہ مردار کے بال اور ہڈیاں پاک ہیں اور کھال بھی دباغت کے بعد پاک ہو جاتی ہے اب جس عورت کی ناک کٹ گئی ہے یا انگلی یا ہاتھ وغیرہ اعضاء میں سے کوئی عضو خراب ہوگیا ہے' کسی بھی قسم کی سرجری کے ذریعہ جانور کی ہڈیوں کا استعمال جائز ہے----- اس طرح ٹیڑھی انگلیوں کو سیدھا کرنا اور ٹیڑھے ترچھے دانتوں کو تاروں کے ذریعہ بندھوا کر انہیں اچھی حالت پر لانا تاکہ چہرہ کی بدنمائی ختم ہو اور اس نوع کے دیگر نقائص کا بذریعہ پلاسٹک سرجری یا کسی دوسری قسم کی سرجری کے ذریعہ درست کرانا جائز و مباح ہے ان مذکورہ بالا نقائص کو ختم کرنے اور ان کی بدصورتی کو خوبصورتی اور زینت کے لیے۔ پلاسٹک سرجری کرانے کو سورہ نساء کی آیت 119 کی رو سے "تخلیق خداوندی" میں تبدیلی قرار دینا ہی غلط ہے کیونکہ آیت کا یہ مطلب و معنی اور مفاد ہرگز ہرگز نہیں ہے-----۔ بہرحال جو کچھ میں نے عرض کیا ہے یہ حرف آخر نہیں ہو سکتا۔ محترم علماء اہل سنت اس مسئلہ پر مزید گفتگو فرماسکتے ہیں۔

س: آپ نے کبھی شعرو سخن کے حوالے سے بھی طبع آزمائی کی ہے؟

ج: میں باقاعدہ شاعر تو نہیں پڑھنے کی حد تک تو دلچسپی ہے کبھی کبھار نعت کے حوالے سے گنگنا لیتا ہوں۔

س: بطور نمونہ؟

ج:

یہ وہی وفا کا صلہ ہے تو کوئی بات نہیں
یہ درد تو نے دیا ہے تو کوئی بات نہیں
رسول پاک کی توہین تیرے عہد میں ہو
تو ہی بتا کہ یہ کیا ہے یا کوئی بات نہیں
ہمیں تو عشق رسالت ماب سے ہے غرض
ہماری جان بھی جائے تو کوئی بات نہیں
رسول پاک کی حرمت ہی اصل دولت ہے
مقابل اس کے یہ عہدے تو کوئی بات نہیں
کرم اگر وہ کریں رضوی کمینہ پر
رسول کے لیے مشکل تو کوئی بات نہیں۔

س: محرم الحرام کے دنوں میں خصوصاً مختلف مکاتب فکر کے علماء اور عوام اتحاد بین المسلمین کے نام سے مخلوط اجتماعات کرتے ہیں۔ اس حوالے سے شیعہ' سنی' دیوبندی' وہابی اتحاد کو آپ کس نگاہ سے دیکھتے ہیں؟

ج: جب تک دل نہ ملیں میرے نزدیک تو یہ ملمع سازی ہے اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ البتہ میں وعظ و تقریر کے جارحانہ انداز کو پسند نہیں کرتا اپنی تبلیغ کا سلسلہ ضرور جاری رہنا چاہیے اور ہر ایک کو اس کا حق ہے اپ مسلک چھوڑ کر اتحاد اتحاد کے نعرے لگانا کوئی دانائی نہیں اور مسلک کو چھوڑے بغیر کیسے مل بیٹھیں گے۔ یہ اکٹھے ہونے والے کسی بھی ٹولے کے نمائندہ نہیں ہوتے۔

س: آپ کا کوئی پیغام؟

ج : آنے والا دور لٹریچر کا دور ہے جس قدر ممکن ہو علمی و تحقیقی لٹریچر قوم کو فراہم کرنا ضروری ہے مستقبل اسی قوم کا ہے جو علم اور تحقیق کی دنیا میں آگے بڑھے گی میں تو یہ چاہتا ہوں کہ لکھنے پڑھنے والے سر جوڑ کے بیٹھیں اور معیاری لٹریچر تیار کریں۔ آخرت کی فکر کریں' اور حضور اقدس ﷺ کی عزت و ناموس کا مسئلہ ہوتو سب کچھ چھوڑ کر ناموس رسالت کے تحفظ کے لیے اپنا کردار ادا کریں نہ اس سے بڑا کوئی جہاد ہے اور نہ ہی نیکی۔ یہی اسلام' یہی روح اسلام اور یہی ایمان کی جان ہے۔

علامہ سید محمود احمد رضوی کے صاجزادگان

سید مختار اشرف رضوی
سید مصطفیٰ اشرف رضوی
سید مرتضیٰ اشرف رضوی
سید نذر اشرف رضوی
سید نعیم اشرف رضوی
سید فواد اشرف رضوی
سید ندیم اشرف رضوی
(ان کی تین صاجزادیاں ہیں)

شارح بخاری حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی چند تصانیف کا مختصر تعارف

دین مصطفےٰ :- علامہ رضوی کی تازہ تصنیف ایک ایسی کتاب جسے آپ ہر طبقہ کے افراد کو بطور تحفہ دے سکتے ہیں۔ عقائد' عبادات' نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ' معاملات معاشرت اور زندگی میں پیش انے والے نت نئے مسائل سے متعلق کتاب و سنت اور فقہ حنفی کی روشنی میں احکام اسلامیہ کا بے نظیر مجموعہ----- بچوں جوانوں اور مستورات کے لیے دینیات کی آسان اور عام فہم کتاب صفحات 500

المباح والمحظور (دو حصے) :- کھانے' پینے' رہنے سہنے غرضیکہ تمدن و تہذیب و اخلاق و معاشرت اور عقائد و اعمال سے متعلق احکام اسلامیہ و مسائل شریعہ کا لاجواب مجموعہ ہر بات کتاب و سنت و فقہ حنفی کے حوالوں سے مزین' علامہ رضوی کو معرکتہ الاراء تصنیف ہر مسلمان کے مطالعہ کی چیز۔

بیعت رضوان :- اس کتاب میں بیعت رضوان کا واقعہ اور آیت قرآنیہ لقد رضی اللہ عن المومنین اذیبا یعونک تحت الشجرہ کی مکمل تفسیر اور اس کے نکات کا بیان ہے۔ اور ان آیات قرآنیہ کی صحیح تفسیر پیش کی گئی ہے۔ جنہیں صحابہ کرام خصوصاً خلفاء ثلاثہ کے خلاف پیش کیا جاتا ہے-----

رضوی گوجروی مکالمہ :- اس کتاب میں ایمان صحابہ و عدالت صحابہ کے عنوان پر علامہ رضوی اور مشہور شیعہ مبلغ اسماعیل گوجروی کے درمیان نہایت ہی' دلچسپ مکالمہ کی روائداد درج ہے اور صحابہ کرام پر اعتراضات کا مدلل بیان ہے۔

جواہر پارے حصہ اول :- یہ کتاب علامہ رضوی کے تحریر کردہ گرانقدر علمی مضامین کا ایمان افروز مجموعہ ہے۔ اس کتاب میں اسلام کے بنیادی امور' عقائد و اعمال کے متعلق سینکڑوں مسائل پر تبصرہ ہے۔ عنوانات کی فہرس سے کتاب کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

عقیدہ کی اہمیت' ایمان کے بغیر عمل بیکار ہے' ایمان و کفر کی تعریف' کفر کے اقسام' ضروریات دین کی تعریف' کلمہ پڑھنے والا جنتی ہے' ایمان میں کمی کا مطلب' اسلام کی بنیاد خدمت خلق' طہارت و پاکیزگی' اسلام کیا ہے؟' قیامت کا بیان' اللہ رسول پر ایمان' ایمان بالملا ئکہ' احسان کے معنی' کفر و ارتداد کا معیار' مسئلہ تکفیر اہل قبلہ' توحید و شرک' عبادت و تعظیم میں فرق' عبادت کا مفہوم' قرآن حکیم' علامات قیامت' کیا قیامت کا علم کسی کو نہیں؟' نفاق اور اس کی قسمیں' بعض منافقانہ اعمال' نماز کی اہمیت' قرآن میں نماز کے اوقات' رزق حلال' رشوت حرام ہے' جھوٹی قسم' اطاعت رسول کی کیفیت' دین کے چار شعبے' اخلاق حسنہ' اخلاقی امراض' ایمان و کفر کا بیان' ناپ تول میں کمی' اسلام میں سلام کی اہمیت' سلام کے احکام و مسائل' وقف اور اس کے مسائل' قصیدہ بردہ شریف' حب رسول شرط ایمان' غزوۃ موتہ' دعا اور اس کے آداب' قتل عمداً اور اس کے احکام۔ غرضیکہ ایسے 189 عنوانات پر کتاب و سنت کی روشنی میں گفتگو کی گئی ہے۔

جواہر پارے حصہ دوم :- علامہ سید محمود احمد رضوی کے تحریر کردہ علمی' ادبی' دینی' مذہبی' اخلاقی' روحانی' تاریخی' فقہی اور تفسیری مضامین کا قابل مطالعہ مجموعہ ہے۔ اس کتاب میں مندرجہ ذیل عنوانات پر کتاب و سنت کی روشنی میں تبصرہ کیا گیا ہے مسئلہ شفاعت' اقامت دین' تقویٰ کے معنی' اتحاد و تنظیم' نہی عن المنکر' غض بصر' قرآن کے فضائل' حافظ قرآن کا مرتبہ' عذاب قبر حق ہے' شراب' قارون کا واقعہ' فتح خیبر' شان مصطفیٰ' واقعہ سورہ نجم' حدیث لاادری کا مطلب' جہاد اور اس کے مسائل' اسلام اور سرمایہ داری' دولت کی بیماریاں' فضائل صحابہ' شریعت اور طریقت' اولیاء' اللہ' فاتحہ نذر و نیاز' عصمت انبیاء نماز جنازہ' غائبانہ کا حکم' بحالت

غصہ طلاق کا حکم، عرس کا مقصد کیا؟ پیر کے شرائط اوصاف، تیغ کے حدود وما اھل بہ لغیر اللہ کا مطلب۔ استمداد از اولیاء کرام۔ آداب زیارت، وسیلہ، والدین کے حقوق، عمل صالح کی ضرورت، کرامات اولیاء کا حکم، اسلام میں سنت رسول کا مقام۔ انما انا بشر مثلکم کی تفسیر۔ ایسے 199 عنوانات پر گفتگو کی گئی ہے۔

اسلامی تقریبات:- اس کتاب میں حج و زیارت، سوانح ابراہیمی، عید الضحیٰ اور اس کے مسائل ماہ محرم کے مسائل و احکام، واقعہ کربلا، سیرت حسن و حسین، عید میلاد النبی ماہ رجب کے برکات، معراج نبوی، شعبان کے فضائل اور شب برات کے احکام، رمضان، مسائل روزہ و تراویح، عید الفطر کے مسائل، لیلۃ القدر، یوم القرآن، قرآن کے فضائل، وحی کی حقیقت، غرضیکہ اسلامی تقریبات کو کتاب و سنت کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔ اور اس سلسلے میں خلفاء اربعہ سیدنا صدیق اکبر، فاروق اعظم، عثمان غنی و علی مرتضیٰ اور امام حسن و حسین، خدیجۃ الکبریٰ، ام المومنین عائشہ صدیقہ، سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ، حضور غوث پاک، مجدد الف ثانی ایسے مشاہیر اسلام و بزرگان دین کے فضائل و مناقب و سوانح حیات اور ان کے قومی و ملی کارناموں کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے۔ یہ کتاب علماء و خطباء اور عام مسلمانوں کے مطالعہ کی چیز ہے۔

جامع الصفات:- ایک مقبول عام ایمان افروز باطل سوز تالیف جس میں حضور سید عالم نور مجسم ﷺ کے فضائل و مناقب، معجزات و کرامات کو کتاب و سنت کی روشنی میں ایک اچھوتے انداز دلنواز سے پیش کیا گیا ہے اور یہ واضح کیا گیا ہے کہ حضور ﷺ اولین و آخرین کے کمالات کے جامع ہیں۔ کوئی خوبی اور کمال ایسا نہیں جو آپ کو عطا نہ کیا گیا ہو۔ اور حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تک مشاہیر انبیاء کرام کے معجزات و کمالات پر تبصرہ و موازنہ مقابلہ کر کے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ حضور جامع الصفات ہیں اور حضور کے معجزات و کمالات سب سے افضل و اعلیٰ، برتر و بالا ہیں۔ یہ کتاب معجزات نبویہ کا خزینہ ہے۔ علماء و خطباء کے مطالعہ کی چیز۔

بصیرت :- علامہ رضوی کے تحریر کردہ علمی' ادبی فقہی تفسیری مضامین کا گراں قدر قابل مطالعہ مجموعہ' علم غیب' حاضر و ناظر' نور و بشر' وسیلہ ایسے مسائل پر مدلل بحث کے علاوہ زندگی میں پیش آنے والے نت نئے مسائل کو قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔ علماء و خطباء حضرات اس کتاب کے مطالعہ سے جمعہ کا وعظ تیار کر سکتے ہیں۔ صفحات 290

اسرار مذہب شیعہ :- ایک نہایت قابل مطالعہ مشہور و معروف کتاب۔

خصائص مصطفٰے :- اس کتاب میں حضور سید المرسلین خاتم النبیین سید عالم' نور مجسم' احمد مجتبیٰ محمد مصطفٰے علیہ التحیہ والثناء کا حلیہ مبارک' سیرت و صورت سر اقدس سے لے کر قدم پاک تک کے خصائص' فضائل' برکات و حسنات حضور کا حسین و جمیل سراپا مقدس' معتبر روایات و احادیث کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے اور حضور کے اعضاء کریمہ کے اوصاف حمیدہ و معجزات جمیلہ کی تصویر کھینچ دی گئی ہے۔ یہ کتاب واعظوں کے لیے سرمایہ عاشقوں کے لیے سکون قلب ہے۔ ایک ایسی حسین و جمیل تالیف ہے۔ جسے بار بار پڑھنے کو جی چاہتا ہے اور جس کے مطالعہ سے ایمان تازہ اور حضور علیہ السلام کے جلال و جمال کی تصویر سامنے آجاتی ہے۔

روح ایمان :- جان کائنات' فخر موجودات' حضور سرور عالم ﷺ کے مرتبہ و مقامات و جلالت شان کے بیان میں ایک عظیم و جلیل کتاب جس میں کتاب و سنت کی روشنی میں حضور کے منصب و مقام' آپ کی تشریعی حیثیت اور آپ کے مختار کل ہونے پر مدلل و مفصل بحث کی گئی ہے۔ علم غیب نبوی' نبی امی' دین کا ابدی مرکز' قاسم ہر خیر و برکت' حضور کی علمی قوت حضور کی ہستی کا نقش اول' حیات النبی' خصوصیات نبوی ایسے عنوانات پر گفتگو کی گئی ہے۔ یہ کتاب مقام نبوت کے بیان و اظہار کا ایمان افروز مجموعہ ہے۔

مسائل نماز :- اس کتاب میں وضوء' غسل' اذان' اقامت' نماز کے فرائض' مسافر کی نماز' جمعہ' اس کے مسائل' جمعہ کی شرائط' دیہات میں جمعہ جائز ہے یا

نہیں، واجبات مفسدات، مکروہات، نماز مریض، غرضیکہ نماز کے متعلق بہت ہی اہم احکام و مسائل آسان اردو زبان میں بیان کئے گئے ہیں۔ یہ کتاب اماماں مساجد اور عام مسلمانوں کے مطالعہ کی چیز ہے۔

شان صحابہ :- اس کتاب میں شان صحابہ کرام، خلفاء اربعہ صدیق اکبر، فاروق اعظم، عثمان غنی، علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فضائل و مراتب، مرتبہ و مقام کو قرآن و حدیث اور فریقین کی معتبر مذہبی و تاریخی کتب کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے اور صحابہ کرام کے مخلص مومن مسلمان ہونے کے متعلق مدلل بحث کی گئی ہے۔ اس سلسلہ میں صحابہ کرام و خلفاء ثلاثہ پر جس قدر اعتراضات کیے جاتے اور الزامات لگائے جاتے ہیں۔ ان سب کا مدلل و مفصل جواب لیا گیا ہے۔

حضور کی نماز جنازہ :- جس میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ حضور کی نماز جنازہ میں تمام صحابہ کرام نے شرکت کی اور آخر میں وفات نبوی کا مختصر تذکرہ اور الزامات کے جواب درج ہیں۔

باغ فدک :- مسئلہ فدک کے متعلق نہایت مدلل اور لاجواب کتاب۔ اس کتاب میں صحابہ کرام اور خصوصاً امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر پر جو الزامات لگائے جاتے ہیں۔ ان کا مکمل جواب درج ہے۔

حدیث قرطاس :- مسئلہ قرطاس پر مکمل و مدلل بحث اور اس سلسلہ میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر لگائے گئے الزامات کا مکمل جواب ہے۔

مسلک اعلیحضرت (تین حصے) :- ایک اہم اور معرکتہ الاراء تصنیف، جس میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی سرہٗ العزیز کے مسلک کا بیان و اظہار ہے اور ان کی تعلیمات کا تذکرہ ہے۔ اور اس ضمن میں گھڑی کا چین، کتابت زناں، انگریزی لباس کے متعلق علمی بحث ہے۔ یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کا مطالعہ ہر سنی بریلوی کے لیے مسلک اعلیٰ حضرت کو سمجھنے کے لیے نہایت ضروری ہے۔

شان مصطفیٰ :- حضور سید عالم کے فضائل و مناقب اور مرتبہ و مقام کا کتاب و

سنت کی روشنی میں بیان۔

معراج نبوی:- حضور سید عالم نور مجسم ﷺ کے سفر معراج کا تذکرہ ہے۔ کتاب و سنت کی روشنی میں معراج کے اسرار و معارف اور اس کے مختلف پہلوؤں' معراج جسمانی و روحانی اور حضور کے مرتبہ و مقام کی بلندی کا روح پرور بیان ہے۔ معراج نبوی کے موضوع پر بہت کتابیں لکھی گئی ہیں۔ لیکن علماء کا فیصلہ یہ ہے کہ اس موضوع پر یہ ایک ایسی ایمان افروز کتاب ہے کہ جس کی نظیر نہیں ملتی۔

فیوض الباری فی شرح صحیح البخاری:- علامہ سید محمود احمد رضوی کی ایک عظیم تالیف' قرآن کے بعد سب سے صحیح کتاب صحیح البخاری کا مع عربی متن کے ترجمہ اور مکمل شرح جس کے متعلق مشاہیر علماء و فضلاء و ملک کے موقر جرائد و اخبارات کا یہ فیصلہ ہے کہ اردو زبان میں آج تک بخاری شریف کی ایسی جامع شرح اس سے قبل وجود میں نہیں آئی۔ اس عظیم کتاب کے مطالعہ سے آپ ہر معاملہ میں سنت نبوی ﷺ سے رہنمائی حاصل کرسکتے ہیں۔

اعتراف عظمت

گفتہ او گفتہ اللہ بود

فرمانِ نبوی ﷺ

☆...... جو جسم حرام سے پلا ہو وہ جنت میں نہ جا سکے گا۔

☆...... حلال کی کمائی کی تلاش بھی دین کے مقررہ فرائض کے بعد ایک فریضہ ہے۔

☆...... سچائی اور ایمانداری کے ساتھ کاروبار کرنے والا تاجر قیامت کے روز نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہو گا۔

☆...... اللہ کی رحمت ہو اس بندے پر جو خرید و فروخت میں اور دوسروں سے اپنا حق وصول کرنے میں نرم ہو۔

☆...... یاد رکھو جس میں امانت کا وصف نہیں اس میں ایمان بھی نہیں اور جس کو اپنے وعدے اور عہد کا پاس نہیں۔ اس کا دین میں کچھ حصہ نہیں۔

☆...... منافق کی تین نشانیاں ہیں۔ اوّل جھوٹ بولنا، دوم امانت میں خیانت کرنا اور سوم وعدہ کر کے پورا نہ کرنا۔

طالب دعا :-

ملک محمد حسین اعوان قادری سلطانی

قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی

حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ سادات الور کے آخری علمی جانشین تھے انہوں نے ساری زندگی خدمت دین متین میں نہایت خلوص کے ساتھ صرف کی۔ انہوں نے وقت کی ضرورت کے عین مطابق لٹریچر کی طرف مکمل توجہ مرتکز رکھی۔ ان کی علم اور تحقیق کی جستجو نے انہیں علمی اور دینی حلقوں میں خوب پذیرائی عطا فرمائی۔ فیوض الباری شرح بخاری کا علمی کام دنیائے اہلسنت کے لئے نہایت مفید ہے ان کی وفات سے پیدا ہونے والا خلا کبھی پر نہیں ہو سکے گا۔ حضرت مولانا سید محمود رضوی علیہ الرحمہ اپنے اجداد کے حقیقی جانشین تھے اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے آمین رحمۃ اللہ علیہ ثم آمین

سلطان المشائخ صاحبزادہ پیر سلطان فیاض الحسن قادری، لاہور

حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی شارح بخاری پوری قوم کے عظیم محسن تھے انہوں نے قحط الرجال کے دور میں جن خطوط پر قوم کی علمی راہنمائی فرمائی وہ انہی کا حصہ ہے ان کی رحلت پوری مسلم برادری کے لئے بہت بڑا نقصان ہے اور صدمے کا باعث ہے اپنے بچپن سے حضرت علامہ کے ساتھ شرف نیاز رکھتا ہوں۔ ان کا اخلاص اور دین کے لئے محنت کرنے کا شوق مجھے بے حد پسند آیا اور اسی وجہ سے میں نے ہمیشہ ان کے لئے اپنے دل میں بے پناہ محبت اور محترم مقام پایا۔ فیوض الباری شرح بخاری اور دین مصطفیٰ ان کے لافانی علمی کارنامے ہیں جو علامہ رضوی کو ہمیشہ زندہ رکھیں گے۔

جگر گوشہ سلطان العارفین صاحبزادہ پیر سلطان ریاض الحسن قادری

میں نے بیرون ملک تبلیغی سفر کے دوران حضرت شارح بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی کے انتقال کی خبر سنی تو بے حد دلی صدمہ ہوا بلاشبہ وہ ہمارا عظیم علمی اثاثہ اور اسلاف کی یادگار تھے۔ ان کی رحلت سے اہلسنت ایک شفیق اور عظیم بزرگ سے محروم

ہو گئے ہیں۔ انہوں نے تحریک ختم نبوت' تحریک نظام مصطفیٰ' تحریک یارسول اللہؐ سمیت ہر دور میں ہر مشکل اور کڑے وقت پر قیادت کا فریضہ ادا کیا۔ مرحوم کی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

میاں غلام شبیر قادری شرقپوری

حضرت شارح بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی کی ذات گرامی اور ان کے علمی کام سے ایک زمانہ واقف ہے وہ بلند پایہ خطیب' بے مثل ادیب' مثبت فکر کے حامل سیاست دان' عظیم تحریکی و تنظیمی راہنما' مشہور زمانہ مصنف اور نعت گو شاعر تھے ان کی رحلت پوری قوم کے لئے صدمے کا باعث ہے۔

علامہ قاری زوار بہادر (JUP)

اپنے بچپن سے حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی کی علمی لیاقت و قابلیت کا قائل ہوں' ان کی تحریریں ہر سطح کے قاری کے لئے راہنمائی کا کام کرتی ہیں۔ ان جیسا سنجیدہ فہم' زیرک اور مخلص راہنما مدتوں بعد پیدا ہوتا ہے۔ مسلک و مشرب سے اختلاف رکھنے والے لوگ بھی ان کی عظمت کو سلام نیاز پیش کرتے ہیں۔

حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن مبارک پشاور

علامہ سید محمود احمد رضوی کی وفات کا سن کر دلی صدمہ ہوا میں چند بار حزب الاحناف خود حاضر ہوا جناب علامہ رضوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات بھی ہوئی میرے ساتھ ایک مرید صوفی امجد یوسف بھی تھے اور ان کے علامہ سے خاصے تعلقات تھے۔ جس پر انہوں نے مجھے اپنے مدرسہ میں دعوت دی' علامہ مرحوم کی ملاقات سے ہم سب بہت مسرور ہوئے اس کے علاوہ چند بار میرے صاحبزادے محمد حمید جان بھی وہاں گئے۔ خاص کر سنی کانفرنس کے موقع پر مرکزی دفتر حزب الاحناف میں چند اجلاس پر گئے۔

پیر طریقت علامہ مفتی پیر محمد عابد حسین سیفی' لاہور

علامہ رضوی رحمۃ اللہ علیہ میرے استاذ المکرم شیخ الحدیث والتفسیر علامہ ابوالفیض محمد عبدالکریم ابدالوی رضوی کے استاذ تھے۔ اس وجہ سے میرے دل میں ان کا بہت احترام

ہے۔ علامہ مرحوم کی کتابیں اور انکے شاگرد ان کے علمی کمال کی دلیل ہیں۔ اللہ تعالیٰ علامہ صاحب کی مرقد پر انوار کی بارش فرمائے۔ آمین

پیر طریقت میاں محمد حنفی سیفی ماتریدی' راوی ریان شریف

حضرت علامہ محمود احمد رضوی علیہ پاکستان کے ان مشہور اہل قلم و اہل علم میں نمایاں تھے جو علمی اور فقہی طور پر تمام مکاتب فکر میں مقبول تھے۔ ان کا احترام تمام مذہبی حلقوں میں کیا جاتا ہے۔ جناب رضوی صاحب بے شک عظیم مجاہد تھے۔ جوانی کے ایام میں انہوں نے تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا' تحریک ختم نبوت ﷺ میں بھی واضح کردار ادا کیا حزب الاحناف دینی اور دنیاوی علوم کا بڑا ادارہ ہے اہل سنت کا مرکز ہے جو کہ اپنے اسلاف کی یادگار ہے۔

مولانا عطا محمد گولڑوی' لاہور

مجھے حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی علیہ اپنے گھر کا ایک فرد خیال فرماتے تھے اور ان کا سارا خاندان اب بھی مجھے اپنا قریبی عزیز جانتے ہیں۔ گذشتہ 20 سال سے مجھے یہ اعزاز حاصل ہے کہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوتا اور ان کی خدمت کرنے کی سعادت حاصل کرتا۔ خصوصاً علالت کے دنوں میں ہسپتال اکثر مجھے ہی ان کے ساتھ رہنے کا شرف رہا۔ علامہ صاحب مرحوم و مغفور کو مطالعہ کا بے پناہ شوق تھا میں نے ہمیشہ ان کے تصنیف تالیف کے کام میں حضرت کا ساتھ دیا۔ حوالہ جات کی تلاش وغیرہ کے سلسلہ میں' میں نے ہمیشہ بساط بھر تعاون کی کوشش کی۔ ایک مرتبہ کسی موضوع پر تحقیق کر رہے تھے اور بڑے متفکر تھے۔ میں نے وجہ پوچھی تو مسئلہ بیان کیا' میں نے اپنی معلومات کے مطابق ایک دو حوالے بیان کئے جو آپ کو بے حد پسند آئے۔ مجھے سینے سے لگایا اور ازراہ مذاق و مزاح کہنے لگے کہ آپ نے علامہ قرطبی میں اس کے بعد مجھے علامہ صاحب کے تمام فرزندان قرطبی کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ حضرت کی رحلت سے ایسے لگتا ہے جیسے ہم یتیم ہو گئے ہیں' وہ ہمارا عظیم سرمایہ تھے اور ان کا سایہ ہمارے سر پر قائم تھا۔ خداوند قدوس ان کے درجات بلند سے بلند تر فرمائے۔

جانشین فقیہ العصر علامہ مفتی محمد عبد الحق

بندیالوی ------ بندیال شریف

شارح بخاری مفتی اعظم حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ نامور عالم دین' عظیم مصنف' بلند پایہ خطیب اور اہل سنت کے عظیم مجاہد تھے۔ انہوں نے ساری زندگی ملک و قوم کی خاطر تکالیف برداشت کیں۔ ان کی زندگی جہد مسلسل کا نام تھی۔ آپ کے دل میں مسلک حق کی تڑپ دیکھی گئی۔ ملک و قوم پر جب بھی کوئی مشکل پڑی علامہ رضوی اور ان کے تلامذہ' مریدین' متعلقین نے اہم ترین کردار ادا کیا۔ ہر کڑے وقت میں قوم مسلم کی ڈگمگاتی ناؤ کو اپنی عظیم سوچ' واضح فکر اور تدبر و تحمل سے کنارے لگایا۔

استاذ العرب العجم حضرت علامہ عطاء محمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے نامو تلامذہ میں آپ صف اول کے علماء میں شامل تھے۔ علامہ بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے اس عظیم تلمیذ پر بڑا فخر تھا آپ ان کا ذکر اکثر بڑے پیار سے فرمایا کرتے۔ علامہ رضوی رحمۃ اللہ علیہ بھی حضرت کے دلی عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عنایت فرمائے۔ (آمین) اور ان کے عظیم فیض کو جاری و ساری رکھے۔ ثم آمین

علامہ محمد اشرف آصف جلالی ------ لاہور

انسان اپنی حیات مستعار کسی نہ کسی مصروفیت میں بسر کرتا ہوا راہ عدم پے چل نکلتا ہے مگر وہ زندگی دارین کی سعادتوں سے ہمکنار ہوتی ہے۔ جس کے شب و روز میں اعمال صالحہ کا موسم ہمیشہ رہتا ہے۔ جس کی مشغولیت کے دامن میں سیات کے کانٹوں کی بجائے حسنات کے پھول نظر آتے ہیں۔ جس کے ماہ و سال غفلتوں سے

نہیں کارہائے نمایاں سے بھرے بھرے نظر آتے ہیں- ایسی ہی زندگی فخر سادات الور، زینت قلم و قرطاس، مجمع روایت و درایت حضرت علامہ محمود احمد رضوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہمرکاب رہی-

علامہ رضوی وہ عظیم انسان تھے جنھیں وہبی فضیلت بھی حاصل تھی اور کسبی عظمت بھی جن کی زبان کو حقائق کی ترجمانی کا سلیقہ آتا تھا اور جن کے علم کو دقائق افشانی کا ہنر حاصل تھا- جو مسند تدریس پر بھاری بھر کم مدرس تھے اور مجمع عام میں شعلہ نوا خطیب تھے-

آپ کی تصانیف دنیاء معارف کے لئے تحفہ کا درجہ رکھتی ہیں- آپ کے جاری کردہ ماھنامہ "رضوان" نے عقائد، عبادات اور معاملات کے سلسلے میں جاندار کردار ادا کیا- آپ نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نغمہ عشق سے دلوں کو تازہ ولولہ بخشا- 14 اکتوبر کو آپ کے وصال کی خبر سنی تو آپ کے صاحبزادگان سید مصطفیٰ اشرف صاحب اور سید مختار اشرف صاحب کے پاس حاضری ہوئی آپ کے بھتیجے سید نثار اشرف صاحب کے ساتھ حضرت علامہ رضوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے دیدار کا شرف حاصل ہوا- سید زادے کے چہرے کے دیدار سے ایک کامیاب زندگی کا ادراک ہو رہا تھا- علم حدیث کی حفاظت کے لئے آپ نے زندگی بھر پہرہ دیا تھا تو آج انوار حدیث کا آپ کے چہرے پر پہرہ محسوس ہو رہا تھا-

آپ کی نماز جنازہ میں شرکت کا موقعہ نصیب ہوا- انسانوں کا ایک سمندر لاہور کے اس تاجدار کے لئے بے چین نظر آیا- قل شریف کے اجتماع میں بھی شرکت نصیب ہوئی- دعا ہے خالق کائنات جل جلالہ اپنے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ان کے چشمہ فیض ایک بار پھر جامعہ حزب الاحناف کو عروج عطا فرمائے- آمین-

سنی کانفرنس ٹوبہ ٹیک سنگھ میں

حضرت شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا تاریخی خطبہ استقبالیہ

حضرات علماء کرام و مشائخ ملت اور عمائدین اہلسنت و مسلمانان پاکستان میں صمیم قلب کے ساتھ آپ کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں کہ آپ نے محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول اور کلمہ حق کی حمایت و نصرت کے لیے دور دراز کے سفر کی صعوبتیں برداشت کرکے کل پاکستان سنی کانفرنس میں شرکت کی۔ میں دارالاسلام ٹوبہ ٹیک سنگھ کے غیور مسلمانوں اور خصوصاً علامہ مختار الحق صاحب صدیقی اور ان کے مخلص رفقاء کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے انتہائی خلوص اور للہیت کے ساتھ اس عظیم الشان' ایمان افروز اور باطل سوز کل پاکستان سنی کانفرنس کا ایک تاریخی کارنامہ انجام دیا۔

معزز حاضرین آج سے کچھ عرصہ قبل ٹوبہ کی اس زمین پر چند لادینوں نے جمع ہو کر یہ تاثر دینے کی کوشش کی تھی کہ پاکستان اور خصوصاً ٹوبہ کے کسان' مزدور اور محنت کش اپنے حقوق کا تحفظ سوشلزم اور کمیونزم ایسے لادینی نظاموں میں سمجھتے ہیں علماء و مشائخ اہل سنت و اکابرین ملت و مسلمانوں کا یہ عظیم اجتماع اس امر کی واضح دلیل ہے کہ لادینوں کا یہ تاثر غلط اور واقع کے خلاف ہے اور آج یہ بات زندہ حقیقت بن کر سامنے آگئی ہے کہ پاکستان کے مسلمان اسلام کے سوا کسی اور نظام میں اپنی نجات کا تصور بھی نہیں کرسکتے۔

حضرات عمائدین ملت!

جمعیت العلماء پاکستان ملک کی ایک بااصول دینی و سیاسی جماعت ہے جس کا

مقصد وحید اسلام کے عالمگیر نظام حیات کو زندگی کے ہر شعبے میں نافذ و جاری کرنا ہے اور اسی مقصد کے حصول کے لیے جمعیت سرگرم عمل ہے۔

یہی وہ جماعت ہے جس نے قیام پاکستان اور حصول پاکستان کے لیے پرخلوص خدمات انجام دیں۔ 1946ء میں بنارس میں سنی کانفرنس قائم کر کے ہندو سامراج کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملا دیا اور مخالفین پاکستان کا ہر محاذ پر ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

جمعیت نے بلاخوف لومتہ و لائم حق کی حمایت و نصرت کو اپنا نصب العین بنا کر ہر نازک موڑ پر کتاب اللہ و سنت رسول ﷺ کی روشنی میں ملک و ملت کی رہنمائی کا فریضہ ادا کیا۔

قیام پاکستان کے بعد سب سے اہم مسئلہ یہ تھا کہ اس خطہ پاک میں کتاب و سنت پر مبنی دستور نافذ ہو ملک کے سیاسی و معاشی و اقتصادی مسائل صرف اسلام کی روشنی میں حل کئے جائیں اور حضور سید عالم نور مجسم ﷺ کے اسوہ حسنہ اور خلفائے راشدین کے دور سعید کی رہنمائی میں عدل و انصاف پر مبنی معاشرہ قائم کیا جائے مگر افسوس 23 سال کے طویل عرصہ میں جو لوگ بھی برسراقتدار آئے ان میں سے کسی نے بھی اس خطہ پاک میں اسلامی نظام کے قیام و نفاذ کے منافی امور کی خوب خوب حوصلہ افزائی کی حتی کہ ایسے قوانین نافذ کرنے میں بھی کوئی جھجک محسوس نہ کی جو قرآن و سنت کے صریح طور پر خلاف ہیں۔

14 اگست 1947ء کو پاکستان ایک آزاد اور خودمختار مملکت کی حیثیت سے معرض وجود میں آیا۔ قانون آزادی ہند جس کے تحت یہ مملکت وجود میں آئی اس میں یہ لکھ دیا گیا تھا کہ جب تک پاکستان کے لیے آئین ساز اسمبلی دستور مرتب نہیں کرتی۔ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935ء ہی پاکستان میں رائج رہے گا۔

نو سال کا عرصہ تو یونہی گزر گیا اور آئین مرتب نہ ہو سکا 1956ء میں آئین بنا مگر ڈھائی سال تک انتخابات کی نوبت نہ آئی اور جب یہ آئین نافذ ہوا اور اس کے تحت عبوری دور کے لیے صدر مملکت کا انتخاب ہوا تو اسی صدر کے ہاتھوں مارشل لاء کا نفاذ عمل میں آیا جس نے آئین کو ہوش سنبھالنے سے پہلے ہی موت کی

نیند سلا دیا۔ دوسرے مرحلہ میں ایوب خان نے ایک آئین بنایا مگر اس کا حشر بھی وہی ہوا جو سابق آئینوں کا ہوا اور اس طرح ملک متعدد بار دستوری بحران کا شکار ہوتا رہا اور ذاتی اقتدار کی جنگ نے اس خطہ پاک کو سرزمین بے آئین ہی رہنے دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ ملک جو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا لادینوں نظریہ پاکستان کے مخالفوں اور غیر ملکی ایجنٹوں کی ریشہ دوانیوں کی آماجگاہ بن گیا اب صورت حال یہ ہے۔

پاکستان کی وحدت ملی کے خلاف علاقائی' لسانی اور نسلی منافرتوں کے فتنے جاگ اٹھے ہیں۔ سندھ میں جے سندھ کا نعرہ پرورش پارہا ہے سرحد میں پختونستان کی تحریک سر اٹھا رہی ہے اور مشرقی پاکستان میں بنگلہ دیش کی آواز سنائی دے رہی ہے۔

طبقاتی کش مکش نقطہ عروج پر پہنچ گئی ہے۔ مزدور' کسان اور محنت طبقہ کے حقوق تلف کئے جارہے ہیں۔ سرمایہ پرستی کے مروجہ ظالمانہ نظام نے وسائل دولت کو چند خاندانوں میں مرکوز کردیا ہے۔ امیر' امیر تر ہوتا جارہا ہے اور غریب روٹی سے محروم ہے۔

لادین طاقتیں الحاد و زندقہ پر مبنی سیاسی و اقتصادی نظام رائج کرنے کی فکر میں ہیں اور نظریہ پاکستان کے دشمن گاندھی و نہرو کے دیرینہ نیاز مند' اکھنڈ بھارت اور متحدہ قومیت پر عقیدہ رکھنے والے چند کانگرسی مولوی اشتراکی الحاد کو خلافت راشدہ کا نام دے رہے ہیں۔

را کے ایجنٹ اور غیر ملکی طاقتوں کے آلہ کار پاکستان کے خرمن امن کو تباہ و برباد کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور جلاؤ و گھراؤ کی امن سوز سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔

یہ وقت قومی سطح زندگی کا انتہائی نازک دور ہے اور باطل کے علمبردار جس چابکدستی سے اس ملک میں دام ہمرنگ زمین بچھا رہے ہیں۔ اس کے پیش نظر پاکستان کے غیور مسلمانوں خصوصاً علماء و مشائخ اہلسنت کی ذمہ داریاں کئی گناہ زیادہ ہو گئی ہیں۔ اگر اس نازک موڑ پر اکابرین ملت و عمائدین امت نے وقت کے

تقاضوں کو لبیک نہ کہا! تو اس کا خمیازہ پوری قوم کو بلکہ آنے والی نسلوں کو بھگتنا پڑے گا۔

ضرورت ہے کہ پاکستان کے مسلمان علماء و مشائخ اہلسنّت حق کی حمایت و نصرت کے میدان عمل میں گامزن ہو کر باطل پرستوں کے عزائم کو خاک میں ملا دیں اور یہ واضح کردیں کہ پاکستان صرف اور صرف اسلام کے لیے ہے اور اسلام کے سوا اس خطہ پاک میں کسی اور مذہب کو کسی قیمت پر برداشت نہیں کیا جائے گا۔ علماء اہلسنّت دین اور بے دینیت کی اس کشمکش میں اسلام کا مقدس علم ایمانی جرات کے ساتھ بلند رکھیں۔

حضرات مشائخ ملت!

یہ کانفرنس 9 کروڑ سنی مسلمانوں کو وسیع تر نمائندگی پر ہو رہی ہے تاکہ ملکی سطح پر اہلسنّت کے اس تاریخی کردار کو دہرایا جاسکے جو تحریک پاکستان کے وقت سنی علماء و مشائخ نے 1946ء میں بمقام بنارس ادا کیا تھا۔ انشاء اللہ یہ کانفرنس اہلسنّت کی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ کرے گی اور سوشلزم و کمیونزم کے تابوت میں آخری کیل ثابت ہوگی۔

دارالسلام (ٹوبہ) کی کل پاکستان سنی کانفرنس کا مقصد پاکستان میں اسلامی نظام کا قیام، اسلامی اقدار کی حفاظت، حقوق اہلسنّت کا تحفظ، اسلام کی عادلانہ منصفانہ، اقتصادی نظام کے ذریعے مزدوروں، کسانوں اور محنت کش طبقہ کے حقوق و مفادات کی عملی طور پر نگہداشت، گھیراؤ اور جلاؤ کی امن سوز سرگرمیوں اور غیر ملکی ایجنٹوں کی ریشہ دوانیوں کا سدباب اور بھارت کے مظلوم مسلمانوں کو ہندو سامراج کے ظلم و ستم سے بچانے کے لیے موثر اقدام کرنا ہے۔

حضرات علماء و مشائخ! یہ ہیں وہ مسائل و حالات جن کے متعلق ٹھوس اور موثر پروگرام قوم کے سامنے پیش کرنے کے لیے آپ کی رہنمائی و رہبری کی ضرورت ہے۔

مشائخ کنونشن سے خطاب

پاکستان کا تحفظ و بقا اور استحکام اسی صورت میں ممکن ہے جبکہ اس خطہ پاک میں حضور سرور عالم نور مجسم ﷺ کی عزت و حرمت کی حفاظت ہو شریعت اسلامیہ کو زندگی کے ہر شعبہ میں اور اسلام کے عادلانہ نظام کو پوری دیانت داری کے ساتھ نافذ و جاری کیا جائے۔ مقام مسرت ہے کہ پاکستان کے مشائخ اہلسنت نے اپنے دینی و ملی فرائض کی ادائیگی کا عزم کیا ہے جو ملک کے لیے نیک فال ہے مگر ضرورت اس امر کی ہے کہ مشائخ عظام خلوص و للہیت کے ساتھ محض رضاء الٰہی کے لیے متفق و متحد رہ کر مسلسل جدوجہد کریں اور اس میں خلا نہ پیدا ہونے دیں۔

1- جہاں تک ناموس رسالت کی حفاظت کا مسئلہ ہے تو اس کی ضرورت و اہمیت کا یہ عالم ہے کہ کتاب و سنت کی واضح نصوص کی روشنی میں حضور نبی کریم ﷺ کی عزت و ناموس کی حفاظت پاکستان میں نظام مصطفےٰ کے قیام و نفاذ سے بھی زیادہ ضروری ہے۔ کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ عقیدت و محبت اور آپ کی تعظیم و توقیر ایمان بلکہ ایمان کی جان ہے۔ قرآن و سنت اور صحابہ کرام تابعین اور آئمہ دین اور اولیاء امت کی سیرت و کردار کی روشنی میں اگر اسلام و ایمان کی نہایت جامع مانع اور مختصر تعریف ہے تو وہ صرف یہ ہے۔

حضور اقدس ﷺ سے محبت و عقیدت کو ہ چیز کی محبت پر غالب کر دینے کا نام اسلام اور ایمان ہے۔

یہ اطلاع باعث اطمینان ہے کہ پاکستان کے دونوں ایوانوں نے ناموس رسالت کی حفاظت کے لیے گستاخ رسول کے لیے موت کی سزا کا بل

منظور کیا ہے لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ اس بل کی قانون سازی کر کے اسے فوری طور پر پورے ملک میں نافذ و جاری کر دیا جائے اس بل کے نفاذ سے یقیناً اللہ تعالیٰ کی رحمتیں پاکستان کا ساتھ دیں گی۔

-2 دوسرا مسئلہ پاکستان میں اسلامی نظام شریعت اسلامیہ کے نفاذ کا ہے ہم یہ تسلیم کرتے ہیں اور حق بھی یہی ہے کہ کوئی مسلمان شریعت اسلامیہ کا معاذ اللہ انکار یا مخالفت کا تصور بھی نہیں کر سکتا اور یہ کہنا بھی خالص افتراء و بہتان ہے کہ مشائخ اہل سنت یا علمائے اہل سنت شریعت اسلامیہ کے منکر ہیں یا اس کے نفاذ کی راہ میں روڑے اٹکا رہے ہیں۔ اصل صورتحال یہ ہے کہ شریعت کے نام سے جو بل پیش کیا گیا ہے اور خصوصاً مزید ترامیم کے بعد اس نے جو شکل و صورت اختیار کر لی ہے اس کی منظوری سے پاکستان میں نہ تو نفاذ شریعت کا مقصد پورا ہو سکتا ہے اور نہ تمام شبہائے حیات میں اسلام کی سربلندی کا خواب شرمندہ تعبیر ہو سکتا ہے اس میں ایسی خامیاں ہیں جو خدا خوفی خلوص و للعیت کے ساتھ غور کرنے سے آفتاب نیمروز سے زیادہ واضح ہو کر سامنے آجاتی ہیں: مثلاً

-3 شریعت کی تعریف میں بنیاد صرف قرآن و سنت کو قرار دیا گیا ہے اور اجماع قطعی کو بنیاد کی حیثیت نہیں دی گئی حالانکہ کتب اصول میں ادلہ شرعیہ میں کتاب و سنت کے ساتھ اجماع قطعی کو اصول مطلقہ قرار دیا گیا ہے اور یہ کہ اجماع قطعی بمنزلہ قرآن و سنت متواترہ کے ہے جماع قطعی کا انکار کفر ہے نیز اجماع قطعی اور تواتر سے علم یقینی اور حکم قطعی اذعانی حاصل ہوتا ہے اگر تواتر اور اجماع قطعی کو شریعت اسلام کی بنیاد اور اساس نہ بنایا جائے تو قرآن کے لفظ صلوۃ سے ارکان مخصوصہ (نماز) اور نماز کی تعداد رکعات اور قرآن کے لفظ (زکوٰۃ) سے زکوٰۃ کی مقدار اور آیت خاتم النبیین میں خاتم کے لفظ کے معنی آخری نبی ہونے کا حکم قطعی یقینی ہونا کیسے ثابت ہوگا ایسی صور میں تو اسلام کے متعدد قطعی یقینی اذعانی عقائد جس کا منکر بالاتفاق کافر ہے۔ معمل ہو جائیں گے۔ حتی کہ تواتر کو

نظرانداز کرکے قرآن مجید کا کلام الٰہی ہونا کیسے ثابت کیا جائے گا؟

-4 یہ درست ہے کہ بل میں قرآن و سنت کے احکام کی تعبیر کے لیے اجماع امت وغیرہ سے رہنمائی حاصل کرنے کا ذکر ہے۔ مگر اس رہنمائی کو ضروری قرار دیا گیا اگر بالفرض کوئی ذکر کردہ ماخذوں سے رہنمائی حاصل نہ کرے تو پھر کیا ہو گا؟

-5 سینٹر مولانا سمیع الحق اور عبداللطیف کے پیش کردہ بل میں ایک دفعہ اسلامی نظریاتی کونسل نے اور دوسری مرتبہ شریعت متحدہ محاذ نے ترمیم کی ہے اور متحدہ شریعت محاذ کے ڈاکٹر اسرار احمد میاں طفیل تو یہ بھی کہتے ہیں کہ اس میں مزید ترمیم کی گنجائش بھی ہے اور کہا یہ جارہا ہے کہ یہ ترامیم اس لیے کی گئیں ہیں تاکہ تمام فرقوں کی رضامندی حاصل کی جائے تو جناب جس بل میں اسلام کے تقاضے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی خوشنودی کا جذبہ کارفرما نہ ہو اس میں برکت کیسے ہوگی۔ وہ تو شریعت بل نہیں بچو کا کھیل ہو گیا۔

-6 پھر اس سوال کا متحدہ محاذ کے پاس کوئی معقول جواب نہیں کہ سمیع الحق اور اسلامی نظریاتی کونسل کے مجوزہ بل میں ترمیم کیوں کی گئی؟ کیا یہ دونوں مجوزہ بل اسلام کے خلاف تھے اگر جواب اثبات میں ہے تو مہربانی کرکے ان خلاف اسلام وجوہ سے قوم کو آگاہ کیا جائے۔

متحدہ محاذ کا دعویٰ ہے کہ اس کا ترمیم شدہ بل تمام اسلامی مکاتب فکر کا متفقہ ہے۔ یہی بات ہے کہ یہ دعویٰ خلاف واقع ہے تو کیا شریعت کا نام لینے والوں کو کتاب و سنت کی رو سے یہ جائز ہے کہ وہ خلاف واقعہ دعویٰ کریں۔

یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ اس بل میں یہ دفعہ بھی ہے کہ ملک کی تمام عدالتوں کو کتاب و سنت کے مطابق فیصلہ کرنے کا حق دیا جائے لیکن عملی طور پر یہ ناممکن ہی نہیں بلکہ بے شمار الجھنوں کا پیش خیمہ ہو گا۔ بالفرض اس نے کتاب و سنت دستور اسلام ہے اور عدالتیں قانون کے

مطابق فیصلہ کرنے کا حق دیا جائے لیکن عملی طور پر یہ ناممکن ہی نہیں بلکہ بے شمار الجھنوں کا پیش خیمہ ہوگا۔ اولاً اس لیے کتاب و سنت دستور اسلام ہے اور عدالتیں قانون کے مطابق فیصلہ کیا کرتی ہیں۔ دنیا میں کسی عدالت میں ایسا نہیں ہوتا کہ اسے دستور دے دیا جائے اور کہا جائے کہ فیصلہ کرو۔ بلکہ ہوتا یہ ہے کہ دستور کی روشنی میں قانون سازی کرکے مجموعہ قوانین مرتب کرکے عدالتوں کو دیا جاتا ہے اور عدالتیں اس قانون کے مطابق فیصلہ کرتی ہیں۔ لیکن مجوزہ بل نے تو قانونا کی تدوین اس کی ترتیب، اس کی تعبیر و تطبیق ملک کی تمام عدالتوں کے سپرد کردی ہے۔ جس پر عمل ناممکن ہے۔ اگر عدلیہ کے سامنے کوئی متفقہ اور مدون قانون نہ رکھا گیا اور اسے قرآن و حدیث اور مستند علماء و فقہاء کے فیصلوں کو سامنے رکھ کر فیصلہ کرنے میں آزاد چھوڑ دیا گیا، جیسا کہ یہ بل چاہتا ہے تو اختلافات کا ایک وسیع جنگل پیدا ہو جائے گا۔ آج کے دور میں کوئی بھی عالم و فقیہہ حضرات آئمہ اربعہ کے تفقہ، تدبر اور تقویٰ کی برابری نہیں کرسکتا۔ قرآن و حدیث کی اساس پر آئمہ اربعہ نے مسائل فروعیہ میں جو رائے قائم ہے اس میں بھی اختلاف ہے۔ آج کے جج حضرات قرآن و حدیث کی تعبیر کرنے میں کتنے کچھ مختلف نہ ہوں گے ایک ہی معاملے میں جب متضاد فیصلے صادر ہونے شروع ہو جائیں گے تو کیا شریعت مذاق بن کر نہیں رہ جائے گی کیا انصاف کا حصول ممکن ہوگا۔

اس لیے مشائخ اہلسنّت و علماء اہلسنّت کا یہ موقف درست ہے کہ ان تمام الجھنوں اور آئے دن کی ترمیموں سے نجات کا واحد طریقہ یہ ہے کہ ملک کا عمومی قانون فقہ حنفی کو تسلیم کیا جائے اور اسے نافذ کردیا جائے۔ البتہ دوسرے مکاتب کو ان کے فقہ کی پابندی کا حق دیا جائے۔ آخر میں علامہ رضوی نے مشائخ کانفرنس کے محترم و معزز شرکاء کی منظوری سے مشائخ اہل سنت کی طرف سے فقہ حنفی کے نفاذ اور پاکستان کے استحکام و بقاء کے لیے ہر قسم کے لسانی و صوبائی تعصبات سے قوم مسلم کو محفوظ رکھنے کے لیے کمربستہ ہو جائے اور پاکستان کی جغرافیائی اور نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کے لیے اپنی تمام عملی و فکری قوتوں کو بروئے کار لانے کی اپیل کی اور یہ بھی اپیل کی کہ تعمیر سیرت اور معاشرہ کی اصلاح اور مسلمانوں کے تمام طبقات میں امن و آشتی محبت و شفقت پیدا کرنے کے لیے حکمت و مواعظت کے قرآنی اصول کو پیش نظر رکھا جائے۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود

فرمانِ نبوی ﷺ

- جو دھوکے بازی کرے وہ ہم میں سے نہیں۔
- مکر و فریب دوزخ میں لے جانے والی چیزیں ہیں۔
- عیب یا نقص بتائے بغیر کسی شے کو فروخت کرنے والا تاجر ہمیشہ اللہ کے غضب میں گرفتار رہے گا۔
- ایسا آدمی کبھی دوزخ میں نہیں جا سکتا جو اللہ کے خوف سے روتا ہو۔
- جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے پڑوسی کو کبھی کوئی تکلیف نہ پہنچائے۔
- وہ مسلمان نہیں جو خود پیٹ بھر کر کھائے اور اس کا قریبی پڑوسی بھوکا ہے۔
- جو عورت اس حال میں مرے کہ اس کا شوہر اس سے راضی ہو تو وہ جنت میں جائے گی۔

دینی صحافت

اور

علامہ رضوی

ماہنامہ "رضائے مصطفیٰ" گوجرانوالہ

محدث لاہوری: شارح بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی کی ولادت 1924ء میں آگرہ میں مفتی اعظم پاکستان علامہ سید ابو البرکات سید احمد قادری رحمتہ اللہ علیہ کے ہاں ہوئی۔ علمی و روحانی ماحول میں آنکھیں کھولیں اور اسی میں نشوو نما پائی۔ درس نظامی کی ابتدائی کتابیں اپنے جد امجد سید المحدثین مولانا سید محمد دیدار علی شاہ الوری (قدس سرہ) سے پڑھیں بقیہ کتب مولانا مہر دین بدھوی اور حضرت علامہ عطا محمد چشتی گولڑوی رحمتہ اللہ علیہما سے پڑھیں۔ 1947ء میں جامعہ حزب الاحناف لاہور کے سالانہ جلسے میں آپ کی دستار بندی کرائی گئی۔ حضرت علامہ رضوی نے 7 جون 1947ء کو موقر جریدہ "رضوان" جاری کیا۔ 27 تا 30 اپریل 1946ء کو بنارس سنی کانفرنس میں پنجاب کے دینی مدارس کے طلبہ کے وفد کی قیادت کرتے ہوئے شریک ہوئے اور تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ 1935ء کی تحریک ختم نبوت میں اپنے تایا جان حضرت علامہ سید الوالحسنات محمد احمد قادری رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ بھرپور کام کیا اور شاہی قلعہ میں قید بھی ہوئے۔ 1974ء کی تحریک ختم نبوت میں بھی آپ نے قائدانہ حیثیت سے بھرپور حصہ لیا اور مرزائی کافر قرار دیئے گئے۔ 1970ء میں دارالسلام ٹوبہ ٹیک سنگھ سنی کانفرنس کے علامہ رضوی کنوینر تھے۔ اسی موقع پر علامہ صاحب کو جمیعت علماء پاکستان کا مرکزی سیکرٹری جنرل منتخب کیا گیا اور اسی موقع پر جمیعت علماء پاکستان نے انتخابات میں حصہ لینے کا اعلان کیا تھا۔ علامہ رضوی سنی بورڈ اور مجلس عمل جمیعت علماء پاکستان کے کنوینر بھی رہے۔

1971ء میں برطانیہ کے نام نہاد ڈاکٹر منہاس نے ایک دل آزار کتاب لکھی جس میں اس نے نبی اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کی تو علامہ رضوی نے لاہور میں اس کتاب کے خلاف احتجاجی جلوس نکالا جس کی پاداش میں اس وقت کی ایوب مارشل لاء حکومت نے علامہ سید محمود احمد رضوی کو دیگر علماء و مشائخ کے ہمراہ

گرفتار کرلیا۔

علامہ سید محمود احمد رضوی: سچے عاشق رسول اور لوگوں میں فروغ عشق رسول ﷺ کے لیے مسلسل کوشاں رہتے۔ اس مقصد کے لیے انہوں نے 23 مارچ 1984ء کو لاہور سے "یا رسول اللہ کانفرنس" کا سلسلہ جاری کر کے لوگوں میں نئی روح پھونک دی جو کہ ابھی تک تسلسل سے جاری و ساری ہے۔ علامہ رضوی کو 1975ء میں حکومت پاکستان نے ان کی دینی و ملی و مذہبی خدمات کے اعتراف میں ملک کا اعلیٰ ترین سول اعزاز "ستارہ امتیاز" دیا۔ آپ اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن، ممبر وفاقی مجلس شوریٰ، چیئرمین زکوٰۃ و عشر کمیٹی لاہور، مشیر وفاقی شرعی عدالت، مشیر صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان اور دیگر متعدد کمیٹیوں میں اہم عہدوں پر فائز رہے۔

تصانیف: علامہ رضوی کی تقریباً دو سو کے قریب تصانیف ہیں۔ تمام اہم دینی، معاشی، سماجی، معاشرتی، جہادی موضوعات پر سینکڑوں مقالہ جات بھی لکھے جو کہ ملکی و بین الاقوامی سطح کی مختلف کانفرنسوں اور سیمینار و مذاکرہ جات میں پڑھے گئے۔ مختلف رسائل و جرائد و قومی اخبارات میں مسلسل کالم بھی لکھتے رہے۔ آپ کی تصانیف میں "فیوض الباری فی شرح بخاری" سات جلدوں میں شائع ہو چکی ہے اور عوام و خواص میں مقبولیت حاصل کر چکی ہے۔

علامہ رضوی کے والد ماجد اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے شاگرد خاص اور خلیفہ مجاز تھے۔ اس طرح علامہ رضوی کا سلسلہ حدیث و بیعت صرف ایک واسطہ سے اعلیٰ حضرت فاضل رحمتہ اللہ علیہ سے جاملتا ہے۔

علامہ رضوی جامعہ حزب الاحناف کے مہتمم بھی رہے اور مختلف دینی، قومی، ملی و ملکی تحریکوں کا مرکز حزب الاحناف کو بنایا۔ آپ کے سینکڑوں شاگرد ملک و بیرون ملک دین اسلام کی اشاعت و تبلیغ میں مصروف عمل ہیں اور خود آپ نے بھی متعدد مرتبہ مختلف بیرونی ممالک کا دورہ فرمایا۔

اولاد: آپ کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے سات صاحبزادوں اور تین

صاحبزادیوں سے نوازا ہے۔ جن میں صاحبزادہ سید مصطفےٰ اشرف رضوی صاحب فاضل درس نظامی (ایم اے عربی' ایم اے اسلامیات) ہیں۔

وصال مبارک: آپ کا وصال مبارک بروز جمعرات 4 رجب مطابق 14 اکتوبر کو لاہور میں ہوا۔ دوسرے دن بعد نماز جمعۃ المبارک آپ کی نماز جنازہ ناصر باغ میں ادا کی گئی۔ نماز جنازہ آپ کے بھائی صاحبزادہ سید مسعود احمد رضوی نے پڑھائی۔ جس میں ہزاروں علماء مشائخ نے شرکت کی۔ آپ کو اپنے والد بزرگوار کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ آپ کا ختم چہلم انشاء اللہ مورخہ 12 شعبان مطابق 21 نومبر 1999ء کو دارالعلوم حزب الاحناف کے سبزہ زار میں ادا کیا جائے گا۔ (خصوصی رپورٹ)

فوٹو بازی پر وعید شدید: علامہ محمود احمد رضوی نے رسالہ "رضوان" میں اپنے والد بزرگوار مفتی اعظم پاکستان علامہ ابو البرکات سید احمد صاحب (علیہما الرحمتہ) کا درج ذیل فتوی شائع فرمایا۔ جاندار کی تصویر شرع مطہر میں بنانا' رکھنا' بیچنا' کھنچنا' کھنچوانا سخت حرام اور جس جگہ جاندار کی تصویر ہو خواہ وہ کسی معظم انسان ہی کی کیوں نہ ہو رحمت کے فرشتہ نہیں آتے۔ حدیث شریف میں وارد ہے لا تدخل الملائکتہ بیتا فیہ کلب ولا صورۃ (مشکوۃ) ملا ئکہ رحمت اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جہاں کتا یا جاندار کی تصویر ہوتی ہے اور تصویر بنانے اور کھینچنے والے کے لیے یہ وعید ہے۔ ان المصورین اشد عذابا یوم القیامتہ تصویر بنانے والوں کو روز قیامت سخت ترین عذاب ہو گا۔ وہ حضرات غور کریں جو محبت کا دم بھریں اور جانداروں کی تصاویر آویزاں کریں اور دوست احباب کو بٹھا کر فوٹو کھنچوائیں۔ والعیاذ باللہ

کاش: حضرت مفتی اعظم و علامہ صاحب کے محبین و متعلقین و پسماندگان اور تما اہل اسلام فوٹو بازی کے گناہ عظیم و وعید شدید سے بچیں اور علامہ صاحب کے ختم چہلم پر ختم قل کی طرح فوٹو بازی نہ ہونے دیں اور اس کا مکمل سد باب کریں۔

مسئلہ دیت: جب پروفیسر طاہر القادری نے عورت کی نصف دیت کے

مسلمہ مسئلہ کے بر خلاف پوری دیت کا دعویٰ کیا تو علامہ سید محمود احمد رضوی علیہ الرحمتہ نے فتویٰ جاری کیا کہ مستورات کو میراث بھی نصف ملتی ہے اور دیت کا معاملہ بھی اسی طرح ہے جب نصف میراث پر اعتراض نہیں تو نصف دیت پر اعتراض کیوں کیا جاتا ہے۔ اصل قانون یہی ہے جو کتاب و سنت اور اجماع امت سے ثابت ہے کہ عورت کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہے اور سب مکاتب فکر کے علماء اس بات پر متفق ہیں۔ پروفیسر طاہر القادری نے قصاص و دیت کے مسئلہ میں اجماع امت سے جو الگ رائے اختیار کی ہے اس سے جمہور علماء نے اختلاف کیا ہے اور یہ اختلاف درست ہے لیکن جمہور کے خلاف جانے پر میرے لیے یہ اندازہ لگانا مشکل ہے کہ آئندہ وہ کیا گل کھلائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ کیا چاہتے ہیں۔ ویسے بھی مروجہ سیاست جو ہے اس میں بڑی لچک ہے اور فکرو عمل میں تضاد کا ہونا اہل سیاست کے نزدیک کوئی بری بات نہیں ہے۔ مولیٰ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین (ادارہ)

ماہنامہ لانبی بعدی لاہور

شاح بخاری حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی 14 اکتوبر 99ء کو اس دار فانی سے کوچ فرما گئے ان اللہ و انا الیہ راجعون وہ اہل سنت کے مایہ ناز عالم تھے ان کے گھرانے برصغیر میں علمی خدمات سرانجام دیں مسلک حقہ کے فروغ کے لئے انہوں نے نمایاں کردار ادا کیا۔

علامہ رضوی 1924ء میں آگرہ میں مفتی اعظم علامہ سید ابو برکات سید احمد قادری کے ہاں پیدا ہوئے گھر میں علمی و روحانی ماحول میسر آیا درس نظامی کی ابتدائی کتابیں اپنے جد امجد سید المحدثین مولینا سید دیدار علی شاہ الوری قدس سرہ سے پڑھیں جبکہ مولانا مہردین بدھوی اور علامہ عطا محمد چشتی گولڑوی سے پڑھیں 1947ء میں جامعہ حزب الاحناف کے سالانہ جلسہ میں دستار بندی کرائی گئی آپ نے جون 1947ء میں رضوان کے نام سے موقر جریدہ جاری کیا 27 مئی تا 30 اپریل

1947ء بنارس سنی کانفرنس میں پنجاب کے دینی مدراس کے طلباء کی نمائندگی کرتے ہوئے شرکت کی تحریک پاکستان میں حصہ لیا۔ 1953ء کی تحریک ختم نبوت میں اپنے تایا حضرت علامہ سید ابو الحسنات قادری کے ساتھ بھرپور کام کیا شاہی قلعہ میں قید ہوئے۔ 1970ء میں ٹوبہ ٹیک سنگھ سنی کانفرنس کے علامہ رضوی کنوینر تھے اس موقع پر حضرت خواجہ قمرالدین سیالوی کے ساتھ سیکرٹری جنرل منتخب ہوئے اس کانفرنس کے موقع پر ہی جمیعت علماء پاکستان نے ملک کے عام انتخابات میں حصہ لینے کا اعلان کیا تھا۔ 1974ء کی تحریک ختم نبوت میں تمام مکاتب فکر نے مجلس عمل تحفظ ختم نبوت تشکیل دی علامہ رضوی اس کے سیکرٹری جنرل منتخب کئے گئے آپ نے یا رسول اللہ کانفرنس منعقد کر کے اہل سنت میں عقیدہ کی پختگی کا درس دیا آپ کی خدمات کے اعتراف کے طور پر 1985ء میں ملک کا اعلیٰ سول اعزاز ستارہ امتیاز دیا گیا۔ آپ مختلف کمیٹیوں کے ممبر رہے اور حکومتوں کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیا۔ آپ نے مختلف ممالک میں تبلیغ اسلام کے لئے دورے کئے آپ کی اہم تصنیف فیوض الباری فی شرح البخاری ہے۔ جبکہ مختلف موضوعات پر آپ نے کتب کثیرہ تصنیف کیں آپ کافی عرصہ سے بیمار تھے داعی اجل کو لبیک کہہ گئے اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)

ماہنامہ "فیض عالم" بہاولپور، ماہنامہ "ماہ طیبہ" سیالکوٹ

علامہ سید محمود احمد رضوی سچے عاشق رسول ﷺ اور لوگوں میں فروغ عشق رسول ﷺ کے لئے مسلسل کوشاں رہتے۔ اس مقصد کے لئے انہوں نے 23 مارچ 1984ء کو لاہور سے یا رسول اللہ کانفرنس کا سلسلہ جاری کر کے لوگوں میں نئی روح پھونک دی جو کہ ابھی تک تسلسل سے جاری و ساری ہے۔

حضرت علامہ رضوی کو 1985ء میں حکومت پاکستان نے ان کی دینی، ملی اور مذہبی خدمات کے اعتراف میں ملک کا اعلیٰ ترین سول اعزاز ستارہ امتیاز دیا۔

علامہ رضوی 1981ء سے مسلسل گیارہ سال تک مرکزی رویت کمیٹی کے چیئرمین' اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن' ممبر وفاقی مجلس شوریٰ' چیئرمین زکوٰۃ کمیٹی لاہور' مشیر وفاقی شرعی عدالت مشیر صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان اور دیگر متعدد کمیٹیوں میں اہم عہدوں پر فائز رہے۔

علامہ رضوی نے نہ صرف ملک بلکہ بیرون ممالک میں بھی دین سلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے سرکاری و غیر سرکاری دورے کئے۔ اس سلسلہ میں آپ چین' کویت' ایران' اعراق' انگلینڈ' سعودی عرب' متحدہ عرب امارات' بحرین' امریکہ' ہالینڈ' جنوبی افریقہ' ناروے اور دیگر ممالک کے دورے کئے۔

علامہ رضوی کی تقریباً دو سو کے قریب تصانیف میں تمام اہم دین' معاشی' سماجی' معاشرتی' جہادی موضوعات پر سینکڑوں مقالہ جات بھی لکھے جو کہ ملکی و بین الاقوامی سطح کی مختلف کانفرنسوں اور سیمینار و مذاکرہ جات میں پڑھے گئے۔ مختلف رسائل و جرائد و قومی اخبارات میں مسلسل کالم بھی لکھتے رہے۔ آپ کی اہم تصنیف میں فیوض الباری فی شرح بخاری جو کہ سات جلدوں میں شائع ہو چکی ہے۔ اور یہ کتاب عوام و خواص میں مقبولیت حاصل کر چکی ہے۔ جبکہ دیگر تصانیف میں اہم ترین خصائص مصطفیٰ' دین مصطفیٰ' جامع الصفات' روح ایمان' لمحات محکمہ' جواہرپارے' روشنی' شان صحابہ' بصیرت شامل ہیں۔

علامہ رضوی علم حدیث میں بلند پایہ خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ نے علم حدیث اپنے دادا شیخ المحدثین حضرت سید دیدار علی شاہ صاحب علیہ الرحمتہ اور اپنے والد مفتی اعظم علامہ سید ابو البرکات احمد قادری علیہ الرحمتہ سے حاصل کیا۔ اور آپ کے دادا نے علم حدیث حضرت شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی علیہ الرحمتہ سے حاصل کیا جو کہ سراج الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمتہ کے جلیل القدر شاگرد تھے۔ اس طرح آپ کا سلسلہ حدیث تین واسطوں سے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی جو کہ شاہ ولی اللہ دہلوی علیہ الرحمتہ کے شاگرد سے جا ملتا ہے۔

علامہ رضوی سلسلہ طراقیت میں اپنے والد حضرت علامہ سید ابو البرکات

سید احمد قادری علیہ الرحمتہ سے بیعت تھے۔ اور آپ کو کچھوچھہ شریف کے شاہ علی حسین علیہ الرحمتہ کچھوچھوی سے بیعت اجازت و خلافت کا شرف حاصل تھا۔

علامہ رضوی نجیب الطرفین سید ہیں اور آپ کا سلسلہ نسب چالیس واسطوں سے امام موسیٰ بن علی رضا مشہدی رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ اور والدہ کی طرف سے آپ کا سلسلہ نسب پینتالیس واسطوں سے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالے عنہ سے جا ملتا ہے۔

علامہ رضوی کے والد ماجد اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت امام الشاہ احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمتہ کے شاگرد خاص اور خلیفہ مجاز تھے۔ اس طرح علامہ رضوی کا ایک سلسلہ حدیث وبیعت صرف ایک واسطہ سے اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ سے جا ملتا ہے۔

علامہ رضوی جامعہ حزب الاحناف کے مہتمم رہے۔ جامعہ کی سابقہ خدمات کو انہوں نے چار چاند لگائے۔ مختلف دینی قومی' ملی و ملکی تحریکوں کا مرکز حزب الاحناف کو بنایا۔ خصوصاً سواد اعظم اہل سنت کے حقوق کے تحفظ اور نظام مصطفے کے عملی نفاذ و مقام مصطفیٰ کے تحفظ کے سلسلہ میں اس تاریخی و قدیمی دینی درس گاہ کی خدمات علامہ رضوی صاحب کی زیر سرپرست نہ صرف سنہری حروف میں لکھنے کے قابل ہیں بلکہ اس ادارہ نے ہمیشہ اہم اور مرکزی کردار ادا کیا۔ علامہ رضوی دارالعلوم میں درس و تدریس کے علاوہ اہم ترین دینی امور کے سلسلہ میں ملت کی راہنمائی کی خاطر جامع فتوی جات جاری فرمائے۔ آپ کے سینکڑوں شاگرد ملک و بیرون ملک دین اسلام کی اشاعت و تبلیغ میں مصروف عمل ہیں۔

آپ کو اللہ تعالے نے سات صاجزادوں اور تین صاجزادیوں سے آگے علامہ سید محمود احمد رضوی علیہ الرحمتہ سے نوازا ہے۔ جن میں سے صاجزادہ مصطفیٰ اشرف رضوی صاحب فاضل درس نظامی ہیں۔ ایم۔ اے عربی' ایم۔ اے اسلامیات جو آپ کی طویل علالت کے دوران آپ کے مدرسہ اور دیگر دینی امور کو بااحسن انداز میں چلا رہے ہیں۔

ماہنامہ "ضیائے حرم" لاہور

14ء اور 15ء اکتوبر کی درمیانی شب حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی مہتمم دارالعلوم حزب الاحناف لاہور دنیا سے پردہ فرما گئے۔ اناللہ و انا الیہ راجعون۔ موصوف علالت کے باعث ہسپتال میں زیر علاج تھے۔ آپ کا تعلق سادات کے ایک بڑے علمی گھرانے سے تھا۔ آپ کے والد بزرگوار ابو البرکات سید احمد قادری تحریک پاکستان کے نامور بزرگوں میں سے تھے۔ مرحوم علامہ رضوی نے ابتدائی تعلیم اپنے جد امجد سید دیدار علی الوری سے حاصل کی اور 1947ء میں تعلیم سے فراغت پانے کے بعد دستار بندی کا شرف حاصل کیا۔ آپ کی ساری زندگی اپنے ادارہ میں درس و تدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف میں گزری۔ اندرون ملک اور بیرون ملک جہاں ایک طرف آپ کے شاگردوں کا وسیع حلقہ نظر آتا ہے۔ تو دوسری طرف دو سو کے قریب کتب و رسائل آپ کے علمی مقام کا پتہ دیتے ہیں۔

آپ کی اہم ترین تصنیف فیوض الباری شرح بخاری سات جلدوں میں اہل علم کے لئے بہت بڑا خزانہ ہے۔

دنیا عارضی ٹھکانہ ہے اس مقام سے ہر انسان نے دار آخرت کو جانا ہے۔ لیکن ایسے افراد جن کے جانے کے بعد اس کا نعم البدل نظر نہ آئے۔ بہت بڑا المیہ ہے۔ سواد اعظم اہل سنت و الجماعت کی درجنوں نادرہ روزگار ہستیاں پچھلے چند سالوں میں رخصت ہوئیں لیکن ان کا خلا پر ہوتا نظر نہیں آتا۔ ہماری درسگاہوں اور خوانوادوں کے سربراہوں کے لئے یہ بہت بڑا چیلنج ہے۔ ہمارا فرض بنتا ہے کہ سر جوڑ کر بیٹھیں اور پورے خلوص سے کوشش کریں کہ متوقع قحط الرجال کا سد باب کیسے ممکن ہے۔ ہمارے نقطہ نظر سے اس کا ایک اور صرف ایک ہی حل ہے کہ ہمارے دینی مدارس کے راہنما اپنی کارکردگی بہتر سے بہتر بنائیں اور اپنے نصاب اس نہج پر مرتب کریں کہ ہماری نئی نسل کسی تذبذب کے بغیر ان اداروں کی طرف رجوع کرے۔ ادارہ ضیائے حرم حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی کے لواحقین کے

غم میں برابر کا شریک ہے اور ان کے لئے ہر لحظہ بہتر مستقبل کا خواستگار ہے۔

ماہنامہ "العلماء" لاہور

مورخہ 15ء اکتوبر جمعتہ المبارک امام اہل سنت' استاذ المحدثین حضرت علامہ ابو البرکات سید احمد شاہ قادری رحمتہ اللہ علیہ کے خلف الرشید استاذ العلماء شیخ الحدیث شارح صحیح بخاری حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ مہتمم جامعہ حزب الاحناف .قضائے الٰہی دار البقا کی طرف انتقال کر گئے جن کے جنازے میں ان کے شاگردوں' اعزاء و اقارب' متوسلین' کثیر علماء مشائخ اور عوام الناس نے بھرپور شرکت کی۔ منہاج القرآن علماء کونسل کے سینئر نائب صدر علامہ مفتی عبد القیوم خان صاحب اور مرکزی ناظم علماء کونسل (راقم السطور) کے علاوہ تحریک منہاج القرآن کے کثیر رفقاء نے بھی جنازے میں شرکت کی جبکہ اگلے دن بعد نماز ظہر محفل قل شریف کا جامعہ حزب الاحناف میں انعقاد عمل میں آیا۔ قائد انقلاب مفکر اسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب مد ظلہ نے بھی شرکت کی۔ ان کے ساتھ مرکزی صدر منہاج القرآن علماء کونسل استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مفتی عبد القیوم خان صاحب' چیف کو آرڈی نیٹر پاکستان عوامی تحریک محترم الحاج محمد سلیم شیخ صاحب' امیر تحریک منہاج القرآن لاہور محترم محمد بشیر خان لودھی صاحب' کنوینر منہاج القرآن علماء کونسل پنجاب علامہ حافظ محمد نعیم الرحمٰن صاحب اور راقم السطور (مرکز ناظم منہاج القرآن علماء کونسل پاکستان) شریک ہوئے۔ دیگر جید علماء کرام اور مشائخ عظام میں سے حضرت علامہ مرحوم کے چھوٹے بھائی پیر طریقت صاجزادہ سید مسعود احمد شاہ صاحب' حضرت پیر طریقت صاجزادہ خلیل احمد شرقپوری' حضرت پیر طریقت میاں محمد سیفی صاحب' علامہ صاجزادہ سید حامد سعید کاظمی شاہ صاحب' علامہ مولانا غلام علی اوکاڑوی صاحب' علامہ مفتی عبد القیوم ہزاروی صاحب' علامہ عبد الحکیم شرف قادری صاحب' علامہ ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی صاحب' علامہ عبد التواب صدیقی صاحب' علامہ مفتی غلام فرید ہزاروی صاحب' علامہ محفوظ الحق صاحب'

علامہ غلام یٰسین چشتی صاحب' علامہ ظفر اللہ شاہ صاحب اور علامہ مولانا جسٹس محمد منیر صاحب نے بھی تقریب میں شرکت کی۔

بعد نماز عصر سٹیج سیکرٹری علامہ عطا محمد گولڑوی صاحب نے مفکر اسلام قائد انقلاب پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب مدظلہ کو خصوصی خطاب کی دعوت دی جس پر قائد انقلاب مدظلہ نے نزاکت کے پیش نظر مختصر مگر جامع خطاب کرتے ہوئے فرمایا استاذ العلماء شیخ الحدیث حضت علامہ مولانا سید محمود احمد رضوی صاحب خانوادہ علم و فضل کے عظیم چشم و چراغ تھے۔ جنہوں نے اپنی پوری زندگی فروغ علم کے لئے وقف کر رکھی تھی۔ انہوں نے فرمایا کہ مجھے اس عظیم مرکز علم سے دو طرح نسبت حاصل ہے۔ جس پر مجھے فخر ہے۔ ایک میرے والد گرامی قدر فرید الملت حضرت علامہ ڈاکٹر فرید الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک زمانے میں محدث اعظم پاکستان استاذ العلماء فخر الاکابر قبلہ عالم ابو البرکات سید احمد قادری قدس سرہ العزیز کی خدمت میں زانوئے تلمذ طے کیا اور دوسرا انہوں نے مجھے بھی جب میں پنجاب یونیورسٹی میں طالب علم تھا حکم فرمایا تھا کہ جب موقع ملے حضرت قبلہ ابو البرکات رحمتہ اللہ علیہ کے دروس حدیث میں جا کر بیٹھا کرو۔ لہٰذا مجھے شام کے اوقات میں جب بھی موقع ملتا چار سال تک آپ کے دروس حدیث میں شریک ہوتا رہا اور آپ کی صحبت سے فیض حاصل کرتا رہا لہٰذا اس طرح مجھے بھی حضرت کی غلامی اور تلمذ کی نسبت کی سعادت حاصل ہوئی۔ چونکہ ان کی نسبت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی لہٰذا بالواسطہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے بھی نسبت حاصل ہوئی۔ اس خانوادے کی برصغیر پاک و ہند میں بے پناہ خدمات ہیں اور بذات خود یہ خانوادہ مسلک حق کی تاریخ ہے جس نے علم حدیث اور عقیدہ اہل سنت کے فروغ کی عظیم خدمات سرانجام دی ہیں۔ بالخصوص علامہ رضوی صاحب مرحوم نے علالت طبع کے باوجود علم حدیث کی خدمت کے لئے خود کو وقف کئے رکھا اور بخاری شریف کی خدمت کرتے ہوئے دنیا سے رخصت ہوئے۔

پروفیسر صاحب نے فرمایا کہ دار العلوم حزب الاحناف خود ایک عظیم تاریخ ہے۔ یہاں سے علم کا فیضان تقسیم ہوتا رہا ہے اور لوگ علمی پیاس اور تشنگی بجھانے

کے لئے آتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ اس دارالعلوم نے تقسیم فیض عشق مصطفیٰ ﷺ تقسیم عقائد اہل سنت' آقا علیہ الصلوۃ السلام کی بارگاہ سے پختگی اور نجدیت کی جڑوں کو کاٹنے کے لئے ڈٹ کر مقابلہ کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ دارالعلوم ہمیشہ بد بختی اور بد عقیدگی کی آندھیوں کے خلاف سینہ سپر رہا اور عشق مصطفیٰ ﷺ کے ہزاروں چراغ جلائے اور لوگوں کے مقدر کو سنوارا۔ انہوں نے شرکاء محفل سے کہا کہ وہ مرحوم کے صاحبزادگان کی معاونت کرتے رہیں تاکہ اس در سے فیض تقسیم ہوتا رہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب ﷺ کی رضا و خوشنودی حاصل ہو۔ انہوں نے آخر میں مرحوم کی بلندی درجات کی دعا کی اور اکابر مشائخ و علماء کرام اور عظیم اساتذہ کے مبارک قدموں سے مسلک حقہ کو مضبوط و مستحکم رکھنے اور ہمیشہ خیر اور حق کا غلبہ قائم رکھنے کے لئے مرحوم کو خراج تحسین پیش کیا۔

علامہ رضوی کی تحریریں

حب رسول ﷺ

حضور سید المرسلین خاتم النبیین محمد مصطفےٰ ﷺ فرماتے ہیں:

"والذی نفسی بیدہ لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ (بخاری)

مجھے اس ذات مقدس کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ وہ مجھے اپنے والد اور اولاد سے زیادہ محبوب نہ جانے۔

اس حدیث کو امام مسلم و نسائی نے کتاب الایمان میں ذکر کیا ہے نسائی کی روایت میں من مالہ و حلہ والناس اجمعین کے لفظ بھی آئے ہیں۔ (2) الرسول میں الف لام عہدی ہے اور اس سے گو حضور اکرم ﷺ مراد ہیں مگر یہ ظاہر ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام سے محبت رکھنا ان کی تعظیم و توقیر کرنا اور ان کی نبوتوں پر ایمان لانا واجب ہے بلکہ حضور اکرم ﷺ سے محبت تمام انبیاء علیہم السلام سے محبت کو متلزم ہے بلکہ حضور ﷺ سے محبت تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے محبت کو بھی متلزم ہے والذی میں واو قسم کے لیے ہے حتیٰ غایت کے بیان کے لیے ہے احب اسم تفضیل کا صیغہ ہے اور قسم کلام میں تاکید اور قوت کو پیدا کرنے کے لیے اور اس سے واضح ہوتا ہے کہ کسی اہم امر کو بیان کرنے کے لیے قسم کا استعمال جائز ہے یدہ اللہ تعالیٰ ہاتھ وغیرہ سے پاک ہے اور یہ لفظ متشابہات سے ہے۔ قرآن میں بھی اللہ عزوجل نے اپنی طرف یدہ وغیرہ کی نسبت کی ہے متشابہات سے متعلق علماء کی دو رائیں ہیں۔ ایک وہ ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ اس لفظ پر ہمارا ایمان ہے اور اس کے اصل مفہوم کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ دوسرا طبقہ مولین کا

ہے جو اس قسم کے الفاظ کا ایسا معنی کرتے ہیں جو خدا تعالیٰ کی شایان شان ہو۔ مثلاً جہاں ید کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی جائے تو اس سے مراد وہ طاقت و حکومت اور اختیار لیتے ہیں تو اب حدیث کا ترجمہ یہ ہوگا کہ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے اختیار میں میری جان ہے۔

حضور اکرم ﷺ کی محبت عین ایمان ہے :- لا یومن تم میں کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ مجھ کو ساری کائنات سے زیادہ محبوب نہ رکھے۔ اس کا مطلب قطعاً" یہ ہی ہے کہ حضور اکرم ﷺ سے محبت کے بغیر ایمان کا پایا جانا ناممکن ہے۔ ہر شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے فہم و عقل کی دولت دمی ہے وہ یقین کے ساتھ جانتا ہے کہ جس کے ساتھ عقیدت و نیاز مندی ایمان میں داخل ہو اور بغیر اس کے مانے ہوئے آدمی مومن نہ ہو سکے۔ اس کی محبت ساری کائنات سے زیادہ ضروری ہوگی۔ ماں باپ اولاد عزیز و اقارب کے انسان پر حقوق ہیں اور ان کا ادا کرنا لازم ہے لیکن اگر کوئی شخص ان سب کو بھول جائے اور اس کے دل میں ان کے لیے بالکل محبت و الفت باقی نہ رہے اور ان سب سے بے تعلق ہو جائے تو اس کے ایمان میں خلل نہ آئے گا کیونکہ ایمان لانے میں۔ ماں باپ عزیز و اقارب کا ماننا ضروری نہیں ہے لیکن رسول کریم ﷺ کا ماننا مومن کے لیے ضروری ہے جب تک لا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ کا معتقد نہ ہو ہرگز مومن نہیں ہو سکتا تو اگر اس کا رشتہ محبت حضور اکرم ﷺ سے ٹوٹا تو یقیناً ایمان سے خارج ہوگیا کیونکہ تصدیق رسالت محبت کے بغیر ہو ہی نہیں سکتی۔ اس لیے اسلام میں حضور اکرم ﷺ کی محبت کو سارے عالم سے زیادہ ضروری اور اسلام و ایمان کی شرط اول قرار دیا گیا۔ محبت کئی قسم کی ہوتی ہے۔ محبت اجلال و احترام جیسے والدین سے محبت' رحمت و شفقت' جیسے اولاد سے محبت۔ محبت احسان کہ کسی نے آپ پر احسان کیا تو آپ کا دل اس کی طرف مائل ہوگیا تو اس حدیث میں یہ بتایا گیا کہ تمام قسم کی محبتوں پر حضور اکرم ﷺ کی محبت غالب ہونی چاہیے۔ کیونکہ مخلوقات میں آپ سے زیادہ شفیق مہربان فیاض' محسن اور محترم ہستی اور کون ہے۔ مطلب حدیث یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ سارے جہان سے جب تک پیارے اور محبوب نہ ہوں اس

وقت تک کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا۔ احادیث میں والد اور ولد کا ذکر محض اس لیے لایا گیا ہے کہ یہ شخصیتیں ایسی ہوتی ہیں کہ انسان کو ان سے لامحالہ محبت ہوتی ہے۔ چنانچہ ان احادیث کی توثیق و تائید قرآن پاک کی متعدد آیات سے ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر تمہارے باپ' بیٹے' عورتیں' کنبہ' کمائی کا مال' تجارت' جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہاری پسند کے مکان' یہ چیزیں تمہیں (احب الیکم من اللہ و رسولہ) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ عزیز ہوں تو انتظار کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم لائے اور اس مضمون کی متعدد آیات میں یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت آباؤ اجداد' اولاد' عزیز' اقارب' دوست' احباب' مال و دولت' شوکت و حکومت' مسکن و وطن سب چیزوں کی محبت سے اور خود اپنی جان کی محبت سے زیادہ ضروری و لازم ہے' اگر ماں باپ یا اولاد یا رشتہ دار اللہ و رسول کے ساتھ رابطہ عقیدت و محبت نہ رکھتے ہو تو ان سے دوستی و محبت جائز نہیں۔ معلوم ہوا کہ حضور سے محبت دین حق کی شرط اول ہے اور قوم مسلم کو حضور سے جو رشتہ ہے وہ دنیوی قانون کے رشتوں سے بالا ہے۔

نظام مصطفےٰ میں مقام مصطفےٰ

قیام پاکستان کا مقصد وحید یہ ہی تھا اور ہے کہ اس خطہ پاک میں اسلامی نظام عملی طور پر نافذ و جاری ہو۔ پاکستان کے مسلمان بھی یہی چاہتے ہیں اور مقام مسرت ہے کہ موجودہ حکومت بھی پاکستان کو شریعت اسلامیہ کا گہوارہ بنانے کے لیے پرخلوص کوشش اور سعی تبلیغ کر رہی ہے۔ یہ حقیقت بھی محتاج دلائل و براہین نہیں ہے کہ دنیا کے مذاہب میں وہ کاملیت' ابدیت اور جامعیت نہیں ہے جو دین اسلام میں ہے۔ دنیا کے مذاہب کسی ایک شعبہ پر زور دیتے ہیں اور دوسرے شعبہ کو تشنہ تکمیل چھوڑ دیتے ہیں۔ مگر اسلام ایک کامل و مکمل اور جامع ضابطہ حیات ہے اور اس کی ہمہ گیری کا یہ عالم ہے کہ یہ حیات انسانی کے ہر شعبہ پر حاوی ہے اور زندگی کے ہر موڑ پر رہنمائی کرتا ہے۔

یہ امر بھی واقعہ ہے کہ آج دنیا میں جس قدر نظام رائج ہیں۔ لوگ ان سے مطمئن نہیں ہیں۔ اطمینان قلب کے فقدان نے فتنہ و فساد اور ظلم و عدوان ا محشر بپا کر رہا ہے' ہر آنکھ غضبناک ہے ہر قلب بے چین ہے۔ بلاشبہ نظام مصطفےٰ کا نفاذ ہی معاشرہ میں توازن و اعتدال کا ضامن ہے۔ یہ ہی نظام حق دکھی انسانیت کو سکون و اطمینان سے مالا مال کرسکتا ہے اور نظام مصطفےٰ کا نفاذ ہی معاشرہ میں توازن و اعتدال کا ضامن ہے۔ یہ ہی نظام حق دکھی انسانیت کو سکون و اطمینان سے مالا مال کرسکتا ہے اور نظام مصطفیٰ کا قیام و نفاذ مومن کا نصب العین ہے اور ہر مسلمان کا دینی و ملی فریضہ ہے کہ وہ اقامت دین کے لیے ہر ممکن سعی کرے----- لیکن اس سلسلہ میں قوم مسلم کے لیے اس حقیقت کو صریحاً" کے ساتھ تسلیم کرنا بھی تمام فرائض سے اہم فرض ہے کہ نظام مصطفےٰ کی روح اور ایمان و ایقان کی جان' حضور

سید المرسلین، خاتم النبیین، رحمتہ اللعالمین احمد مجتبی محمد مصطفی ﷺ کی ذات گرامی سے محبت و عقیدت اور آپ کا احترام و اکرام ہے سورہ توبہ میں اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے۔

اگر تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیبیاں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کا مال اور وہ تجارت جس کے نقصان سے تم ڈرتے ہو اور تمہارے پسندیدہ مکان یہ سب چیزیں تمہیں اللہ و رسول اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیاری ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم یعنی عذاب لائے اور نافرمانوں کو راہ نہیں دکھاتا۔

احب الیکم من اللہ و رسولہ کے الفاظ، محبت و عقیدت رسول کو عذاب الہی سے محفوظ رہنے کا ضامن اور ایمان کی روح قرار دے رہے ہیں۔

عبادت الہی کی اہمیت محتاج بیان نہیں ہے۔ جن و انسان کی پیدائش کا مقصد ہی عبادت کو قرار دیا گیا ہے لیکن قرآن نے یہ تصریح کی ہے کہ تعظیم و توقیر رسول کا درجہ عبادت سے پہلے ہے۔ سورہ فتح میں فرمایا۔

وتعزروہ و توقروہ و تسبحوہ بکرۃ واصیلا (سورۃ الفتح)

اے مسلمانوں تم اللہ کے رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور اللہ کی پاکی بیان کرو صبح و شام۔

اس آیت میں سب سے پہلے اللہ اور رسول پر ایمان لانے کا حکم ہے اس کے بعد حضور ﷺ کی تعظیم و توقیر کا حکم ہے اس کے بعد تیسرے درجہ پر عبادت خداوندی کا ذکر ہے ایمان و عبادت کے درمیان رسول کریم ﷺ کی تعظیم کا ذکر کرکے یہ بتایا گیا ہے کہ ایمان کے بغیر تعظیم رسول کی کوئی حیثیت نہیں اور تعظیم رسول کے بغیر عبادت کارآمد نہیں۔ معلوم ہوا کہ حضور سے محبت و عقیدت آپ کا احترام و اکرام مدار ایمان، مدار نجات اور مدار قبولیت اعمال خیر ہے۔ تعظیم رسول کے بغیر نہ عبادت مقبول ہے اور نہ کوئی نیک عمل باعث اجر و ثواب ہے۔ اسی آیت مبارکہ کی تشریح و توضیح میں خود حضور سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ والناس

اجمعین (بخاری و مسلم)

تم میں کوئی بھی مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے باپ اولاد اور سب آدمیوں سے پیارا نہ ہو جاؤ۔

صحیح بخاری کی ایک روایت میں من نفسہ کے الفاظ وارد ہوئے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ مومن وہی ہے جو اپنی جان سے بھی زیادہ حضور کو محبوب رکھے ۔۔۔۔ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے بارگاہ نبوت میں عرض کیا۔ حضور آپ مجھے ہر چیز سے زیادہ پیارے ہیں۔ سوائے میری جان کے حضور نے جواب دیا۔ جب تک میں کسی کی جان سے بھی زیادہ اس کا محبوب نہ ہو جاؤں وہ ہرگز مومن کامل نہیں ہو سکتا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

مجھے اس ذات پاک کی قسم جس نے آپ پر قرآن کریم نازل فرمایا آپ میری جان سے بھی مجھے محبوب ہیں۔ حضور نے فرمایا عمر اب تمہارا ایمان کامل ہوا۔

مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ ایک شخص بحضور نبوی حاضر ہوئے عرض کی۔ یا رسول اللہ میں نے قیامت کے لیے نہ تو کوئی زیادہ نمازیں پڑھی ہیں۔

ما اعددت لها کثیر صلواۃ ولا صدقة الا انی احب اللہ ورسولہ قال انت مع من احببت (مسلم)

اور نہ ہی صدقہ و خیرات زیادہ کیا ہے ہاں یہ ضرور ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں حضور نے فرمایا تو قیامت کے دن اسی کے ساتھ ہو گا۔ جس سے تو محبت رکھتا ہے۔

حضور سید عالم ﷺ سے محبت کا معیار حضور کا اتباع اور آپ کی پیروی ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا۔

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ

اے رسول ان سے کہہ کیجئے اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تمہیں اپنا محبوب بنالے گا۔

اس آیت سے واضح ہوا کہ محبت رسول کی شرط اتباع و اطاعت ہے جو گروہ سنت رسول کا متبع ہو گا وہی صحیح معنوں میں اللہ کا محبوب ہے لیکن قابل غور

سید المرسلین، خاتم النبیین، رحمتہ اللعالمین احمد مجتبی محمد مصطفی ﷺ کی ذات گرامی سے محبت و عقیدت اور آپ کا احترام و اکرام ہے سورہ توبہ میں اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے۔

اگر تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیبیاں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کا مال اور وہ تجارت جس کے نقصان سے تم ڈرتے ہو اور تمہارے پسندیدہ مکان یہ سب چیزیں تمہیں اللہ و رسول اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیاری ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم یعنی عذاب لائے اور نافرمانوں کو راہ نہیں دکھاتا۔

احب الیکم من اللہ و رسولہ کے الفاظ، محبت و عقیدت رسول کو عذاب الہی سے محفوظ رہنے کا ضامن اور ایمان کی روح قرار دے رہے ہیں۔

عبادت الہی کی اہمیت محتاج بیان نہیں ہے۔ جن و انسان کی پیدائش کا مقصد ہی عبادت کو قرار دیا گیا ہے لیکن قرآن نے یہ تصریح کی ہے کہ تعظیم و توقیر رسول کا درجہ عبادت سے پہلے ہے۔ سورہ فتح میں فرمایا۔

وتعزروہ وتوقروہ وتسبحوہ بکرۃ واصیلا (سورۃ الفتح)

اے مسلمانوں تم اللہ کے رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور اللہ کی پاکی بیان کرو صبح و شام۔

اس آیت میں سب سے پہلے اللہ اور رسول پر ایمان لانے کا حکم ہے اس کے بعد حضور ﷺ کی تعظیم و توقیر کا حکم ہے اس کے بعد تیسرے درجہ پر عبادت خداوندی کا ذکر ہے ایمان و عبادت کے درمیان رسول کریم ﷺ کی تعظیم کا ذکر کرکے یہ بتایا گیا ہے کہ ایمان کے بغیر تعظیم رسول کی کوئی حیثیت نہیں اور تعظیم رسول کے بغیر عبادت کارآمد نہیں۔ معلوم ہوا کہ حضور سے محبت و عقیدت آپ کا احترام و اکرام مدار ایمان، مدار نجات اور مدار قبولیت اعمال خیر ہے۔ تعظیم رسول کے بغیر نہ عبادت مقبول ہے اور نہ کوئی نیک عمل باعث اجر و ثواب ہے۔ اسی آیت مبارکہ کی تشریح و توضیح میں خود حضور سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

لا یومن احد کم حتی اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ والناس

اجمعین (بخاری و مسلم)

تم میں کوئی بھی مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے باپ اولاد اور سب آدمیوں سے پیارا نہ ہو جاؤں۔

صحیح بخاری کی ایک روایت میں من نفسہ کے الفاظ وارد ہوئے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ مومن وہی ہے جو اپنی جان سے بھی زیادہ حضور کو محبوب رکھے۔۔۔۔۔ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے بارگاہ نبوت میں عرض کیا۔ حضور آپ مجھے ہر چیز سے زیادہ پیارے ہیں۔ سوائے میری جان کے حضور نے جواب دیا۔ جب تک میں کسی کی جان سے بھی زیادہ اس کا محبوب نہ ہو جاؤں وہ ہرگز مومن کامل نہیں ہو سکتا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

مجھے اس ذات پاک کی قسم جس نے آپ پر قرآن کریم نازل فرمایا آپ میری جان سے بھی مجھے محبوب ہیں۔ حضور نے فرمایا عمر اب تمہارا ایمان کامل ہوا۔

مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ ایک شخص بحضور نبوی حاضر ہوئے عرض کی۔ یا رسول اللہ میں نے قیامت کے لیے نہ تو کوئی زیادہ نمازیں پڑھی ہیں۔

ما اعددت لها كثير صلواة ولا صدقة الا انی احب الله ورسوله قال انت مع من احببت (مسلم)

اور نہ ہی صدقہ و خیرات زیادہ کیا ہے ہاں یہ ضرور ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں حضور نے فرمایا تو قیامت کے دن اسی کے ساتھ ہو گا۔ جس سے تو محبت رکھتا ہے۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا معیار حضور کا اتباع اور آپ کی پیروی ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا۔

قل ان كنتم تحبون الله فاتبعونى يحببكم الله

اے رسول ان سے کہہ کیجئے اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تمہیں اپنا محبوب بنا لے گا۔

اس آیت سے واضح ہوا کہ محبت رسول کی شرط اتباع و اطاعت ہے جو گروہ سنت رسول کا متبع ہو گا وہی صحیح معنوں میں اللہ کا محبوب ہے لیکن قابل غور

سید المرسلین، خاتم النبیین، رحمتہ اللعالمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات گرامی سے محبت و عقیدت اور آپ کا احترام و اکرام ہے سورہ توبہ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اگر تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیبیاں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کا مال اور وہ تجارت جس کے نقصان سے تم ڈرتے ہو اور تمہارے پسندیدہ مکان یہ سب چیزیں تمہیں اللہ و رسول اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیاری ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم یعنی عذاب لائے اور نافرمانوں کو راہ نہیں دکھاتا۔

احب الیکم من اللہ و رسولہ کے الفاظ، محبت و عقیدت رسول کو عذاب الٰہی سے محفوظ رہنے کا ضامن اور ایمان کی روح قرار دے رہے ہیں۔

عبادت الٰہی کی اہمیت محتاج بیان نہیں ہے۔ جن و انسان کی پیدائش کا مقصد ہی عبادت کو قرار دیا گیا ہے لیکن قرآن نے یہ تصریح کی ہے کہ تعظیم و توقیر رسول کا درجہ عبادت سے پہلے ہے۔ سورہ فتح میں فرمایا۔

وتعزروہ وتوقروہ وتسبحوہ بکرۃ واصیلا (سورۃ الفتح)

اے مسلمانوں تم اللہ کے رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور اللہ کی پاکی بیان کرو صبح و شام۔

اس آیت میں سب سے پہلے اللہ اور رسول پر ایمان لانے کا حکم ہے اس کے بعد حضور ﷺ کی تعظیم و توقیر کا حکم ہے اس کے بعد تیسرے درجہ پر عبادت خداوندی کا ذکر ہے ایمان و عبادت کے درمیان رسول کریم ﷺ کی تعظیم کا ذکر کرکے یہ بتایا گیا ہے کہ ایمان کے بغیر تعظیم رسول کی کوئی حیثیت نہیں اور تعظیم رسول کے بغیر عبادت کار آمد نہیں۔ معلوم ہوا کہ حضور سے محبت و عقیدت آپ کا احترام و اکرام مدار ایمان، مدار نجات اور مدار قبولیت اعمال خیر ہے۔ تعظیم رسول کے بغیر نہ عبادت مقبول ہے اور نہ کوئی نیک عمل باعث اجر و ثواب ہے۔ اسی آیت مبارکہ کی تشریح و توضیح میں خود حضور سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ والناس

اجمعین (بخاری و مسلم)

تم میں کوئی بھی مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے باپ اولاد اور سب آدمیوں سے پیارا نہ ہو جاؤں۔

صحیح بخاری کی ایک روایت میں من نفسہ کے الفاظ وارد ہوئے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ مومن وہی ہے جو اپنی جان سے بھی زیادہ حضور کو محبوب رکھے۔۔۔۔۔ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے بارگاہ نبوت میں عرض کیا۔ حضور آپ مجھے ہر چیز سے زیادہ پیارے ہیں۔ سوائے میری جان کے حضور نے جواب دیا۔ جب تک میں کسی کی جان سے بھی زیادہ اس کا محبوب نہ ہو جاؤں وہ ہرگز مومن کامل نہیں ہو سکتا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

مجھے اس ذات پاک کی قسم جس نے آپ پر قرآن کریم نازل فرمایا آپ میری جان سے بھی مجھے محبوب ہیں۔ حضور نے فرمایا عمر اب تمہارا ایمان کامل ہوا۔

مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ ایک شخص بحضور نبوی حاضر ہوئے عرض کی۔ یا رسول اللہ میں نے قیامت کے لیے نہ تو کوئی زیادہ نمازیں پڑھی ہیں۔

ما اعددت لها كثير صلواة ولا صدقة الا انی احب اللّٰه ورسوله قال انت مع من احببت (مسلم)

اور نہ ہی صدقہ و خیرات زیادہ کیا ہے ہاں یہ ضرور ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں حضور نے فرمایا تو قیامت کے دن اسی کے ساتھ ہو گا۔ جس سے تو محبت رکھتا ہے۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا معیار حضور کا اتباع اور آپ کی پیروی ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا۔

قل ان كنتم تحبون اللّٰه فاتبعون يحببكم اللّٰه

اے رسول ان سے کہہ کیجئے اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تمہیں اپنا محبوب بنالے گا۔

اس آیت سے واضح ہوا کہ محبت رسول کی شرط اتباع و اطاعت ہے جو گروہ سنت رسول کا متبع ہو گا وہی صحیح معنوں میں اللہ کا محبوب ہے لیکن قابل غور

بات یہ ہے کہ صرف شریعت کی پابندی اور مطلقاً" حضور کا اتباع معیار محبت ہے یا اس میں کوئی قید اور بھی ہے۔ اگر مطلقاً" اتباع رسول کو معیار قرار دیا جائے تو پھر وہ منافق بھی جو حضور کا بظاہر اتباع کرتے تھے اللہ کے محبوب قرار پائیں گے۔ کیونکہ قرآن سے یہ حقیقت واضح ہے کہ منافق بھی کلمہ پڑھتے۔ نماز ادا کرتے تھے۔ زکوۃ دیتے تھے۔ جہاد میں شرکت کرتے تھے۔ حتی کہ بخاری کی حدیث میں یہاں تک تصریح ہے کہ آخر زمانہ میں ایک گمراہ و بے دینی قوم پیدا ہوگی وہ قرآن پڑھے گی۔ مگر قرآن ان کے گلوں سے نیچے نہ اترے گا۔ سچے اور مخلص مسلمان ان کی نمازوں کے مقابلہ میں اپنی نمازوں کو حقیر جانیں گے تو اگر محض شریعت کی پابندی کو معیار حب خدا و رسول مانا جائے تو منافقین باوجود بے دین ہونے کے اللہ کے محبوب قرار پاجائیں گے اور یہ ظاہر ہے کہ منافق ہرگز اللہ کا محبوب نہیں ہو سکتا۔

اس اشکال کی توضیح یہ ہے کہ بے شک اللہ کا محبوب بننے کے لیے اتباع و اطاعت رسول ہی معیار ہے مگر صرف ظاہری طور پر اطاعت و اتباع اس کے لیے کافی نہیں ہے وہ اتباع و اطاعت جو محبوب و مطاع کی عظمت و محبت سے خالی ہو وہ اتباع نہیں صرف نقالی ہے منافقین کی یہی کیفیت تھی وہ بظاہر حضور کا اتباع کرتے تھے۔ مگر ان کے دل عظمت و محبت رسول سے خالی تھے۔ اس لیے وہ لاکھ اطاعت و اتباع کریں اللہ کے محبوب نہیں ہو سکتے۔

اور فاتبعونی جو اتباع مطلوب ہے اس کی کیفیت یہ ہے کہ حضور سرور دو عالم ﷺ کی عظمت اور آپ کی محبت کے نشہ میں خمور و سرشار ہو کر آپ کا اتباع کیا جائے اور بہ تقاضائے محبت و عقیدت آپ کی اطاعت اور آپ کے اسوہ حسنہ کو اپنایا جائے۔

خلاصہ کلام یہ کہ عشق اور محبت رسول اور تعظیم و توقیر رسول کی بنیاد پر رسول کریم ﷺ کی اطاعت ہی اللہ تعالیٰ کے محبوب بننے کا معیار ہے اور ایمان و نفاق کے درمیان حد فاصل بھی حضور سرور کائنات ﷺ کی تعظیم و توقیر ہے۔ اسی حقیقت کو قرآن نے یوں بیان فرمایا ہے۔

فلا وربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا

یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما (سورہ نساء:65)

اے رسول محترم تمہارے رب کی قسم یہ لوگ مومن نہیں ہو سکتے۔ جب تک اپنے تمام معاملات میں تمہارا حکم نہ مان لیں۔ پھر جو کچھ آپ فیصلہ کر دیں اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور دل سے مان لیں۔

سورہ احزاب میں ارشاد ہے۔

ماکان لمومن ولا مومنة اذا قضی اللہ و رسولہ امرا ان یکون لھم الخیرة

کسی مومن مرد اور عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول فیصلہ کر دیں تو پھر ان کو اپنے معاملہ میں خود کوئی فیصلہ کرنے کا اختیار باقی رہے۔

الغرض مومن کامل ہونے اور اللہ تعالیٰ کا محبوب بننے اور اسلامی نظام کے برکات و حسنات سے مستفید ہونے کی بنیادی شرط حضور ﷺ سے محبت و عقیدت اور آپ کی محبت میں سرشار و مخمور ہو کر آپ کی اطاعت و اتباع میں ہے۔ یہ اصولی بات بھی ذہن نشین رہنی چاہیے کہ حضور سرور کائنات ﷺ کی حیثیت صرف ایک ایلچی یا صرف ایک قاصد کی ہرگز نہیں ہے نبی اور غیر نبی میں وحی کے امر فارق ہونے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ نبی القاء ربانی کے متصف ہونے کے علاوہ بقیہ تمام اوصاف و کمالات میں عام انسانوں کی طرح ہوتا ہے بلکہ وحی کے امر فارق ہونے کا مطلب و مفہوم یہ ہے کہ رسول اخلاقی، روحانی، دماغی، قلبی، علمی اور عملی حیثیت سے عام انسانوں سے بہت بلند اور ممتاز ہوتا ہے وہ آمر، ناھی، حاکم، نور، ہادی، شارع اور داعی الی اللہ کے منصب رفیع پر فائز ہوتا ہے اور اس کا قول و عمل اور سیرت و کردار دین اور شریعت قرار پاتا ہے اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی ہدایت کے لیے قرآن نازل فرمایا جو دستور اسلامی کا مرکز ہے اور اصول و کلیات کی کتاب ہے۔ جزئیات کی تفصیل اس میں بہت کم ہے مگر نزول قرآن سے پہلے حضور سرور کائنات ﷺ کو مبعوث فرمایا اور حضور ہی کا سینہ اقدس قرآن کا مخزن بنا اور حضور ہی کی ذات ستودہ صفات کو قرآن کا معلم، شارح اور مفسر کے منصب پر فائز فرمایا گیا اللہ

تعالیٰ فرماتا ہے۔

وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس مانزل الیھم

ہم نے یہ ذکر، قرآن آپ پر نازل کیا تاکہ آپ خوب کھول کر بیان کر دیں اس کو جو ان کی طرف نازل ہوا ہے۔

اس لیے قرآن کی تشریح و تفسیر وہی معتبر ہے اور منشاء ربانی کے مطابق ہے جو حضور ﷺ نے اپنے قول و عمل سے فرمائی اور یہ اس لیے بھی اللہ تعالیٰ نے حضور کے نطق کو اپنی وحی قرار دیا ہے۔

وما ینطق عن الھوی ان ھوالاوحی یوحی---- نجم ماضل صاحبکم وماغوی۔ نجم

یہ رسول کوئی بات اپنی خواہش نفس سے نہیں کہتے مگر وہی جو انہیں وحی کی جاتی ہے تمہارے صاحب نہ بھکے نہ بے راہ چلے۔

اس آیت میں صاحب سے حضور کی ذات مراد ہے۔ مطلب آیت یہ ہے کہ آپ ہمیشہ حق و ہدایت کی اعلیٰ منزل پر رہے۔ صراط مستقیم سے کبھی عدول نہ کیا۔ آپ کے دامن عصمت پر کبھی اور کسی حال میں بھی کسی امر مکروہ کی گرد نہ آئی ہمیشہ حق فرمایا اور حق پر ہی رہے۔ اس لیے آپ کا بھکنا اور بے راہ چلنا ممکن ہی نہیں اسی لیے سورہ احزاب فرمایا۔

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ

تمہارے لیے تمہارے نبی کی سیرت بہترین لائحہ عمل ہے۔

حضور علیہ السلام کا مذہب صرف تلاوت قرآن ہی نہیں ہے بلکہ تعلیم قرآن اور تعلیم حکمت بھی ہے اور اپنے فیض سے لوگوں کو پاک و صاف اور مصفا بنانا بھی ہے سورہ جمعہ میں حضور کے اسی خاص منصب کا ذکر یوں فرمایا گیا ہے کہ یہ وہ ہستی مقدس ہیں۔

یتلو علیھم آیتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ

جو ان کو آیات الہٰی سناتے ہیں اور ان کا تزکیہ کرتے ہیں اور ان کو کتاب اور حکمت سکھاتے ہیں۔

چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ حضور نے اپنے وجود اقدس کے فیض و اثر سے ناقصوں کو کامل گنہگاروں کو نیک اور صالح اندھوں کو بینا اور تاریک دلوں کو نور ایمان سے روشن و منور فرمادیا اور جب آپ نے اپنی حیات کا کارنامہ ختم کیا تو کم از کم ایک لاکھ انسان آپ کی تعلیم و تربیت سے عملاً بہرہ مند ہو چکے تھے اور وہ عرب جو اخلاق کے نہایت پست ترین نقطہ پر تھے تیئیس برس کے بعد وہ اخلاق کے اس اوج کمال پر پہنچے جس کی بلندی تک کوئی ستارہ آج تک نہ پہنچ سکا---- حضور نے اپنے قول و عمل سے دین کے تمام گوشوں کی تکمیل فرمادی اور یہ اس لیے بھی کہ تمام انبیاء میں۔ خاتم نبوت' آخری رسول آخری نبی ہونے کا منصب صرف آپ کو ہی حاصل ہے اگر دینی اخلاقی اور دنیوی ضروریات کا کوئی گوشہ آپ کے فیض سے محروم رہ کر تکمیل کا محتاج رہ جاتا تو پھر آپ کے بعد کسی آنے والے ہادی کی ضرورت باقی رہ جاتی۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات اقدس پر تمام نعمتوں کو پورا کردیا۔ سورہ مائدہ میں فرمایا۔

الیوم الکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا

آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کردیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کردی۔

اب نہ کسی اور دین کی ضرورت ہے نہ شریعت کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے اس ہستی مقدس کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر آج موسیٰ بھی دنیا میں ہوتے تو میری پیروی کے سوا ان کو گنجائش نہ ہوتی ماوسعہ الاان یتبعنی

حضور ﷺ کا آخری نبی ہونا قطعی اجماعی مسئلہ ہے۔ پہلے انبیاء کا سلسلہ جاری تھا آدم و نوح آئے۔ داؤد و سلیمان کی جلوہ گری ہوئی موسیٰ و عیسیٰ کی تشریف آوری ہوئی۔ ایک کے بعد دوسرا نبی آتا ہی رہا مگر چونکہ یہ سب کے سب مقصود حقیقی نہ تھے۔ انبیاء و مرسلین کو امام الانبیاء کی تلاش تھی گروہ اصفیاء کو رسالت کے نیراعظم اور ہدایت کے ماہ تاباں کی جستجو تھی۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کو

خاتم النبیین بنا کر مبعوث فرمایا کیونکہ مقصود حقیقی آپ کی ذات ستودہ صفات تھی۔ مقصد پورا ہو جائے تو کام ختم ہو جاتا ہے لہٰذا آخری نبی اور رسول کل ہونے کا اعزاز بھی آپ ہی کے حصہ میں آیا قرآن نے اعلان کیا۔

ولکن رسول اللّٰہ و خاتم النبیین

محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور تمام نبیوں کے خاتم ہیں۔

حضور سرور دوعالم نور مجسم ﷺ جلوہ فرما ہوئے تمام تر زیبائیوں اور رعنائیوں کے ساتھ آئے نیابت بھی آپ پر ختم ہوئی اور نبوت بھی، معرفت بھی آپ پر ختم ہوئی اور حکمت بھی۔

پیچھے آنا ہے ترا ختم نبوت کی دلیل
اور سایہ کا نہ ہونا تیری یکتائی ہے!

گستاخ رسول
فاضل بریلوی کے فتاویٰ کی روشنی میں

سورۃ التوبہ میں اللہ فرماتا ہے یحلفون باللہ ماقالوا ولقد قالوا کلمۃ الکفر وکفروا بعد اسلامھم

"خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے نبی کی شان میں گستاخی نہ کی اور البتہ بے شک وہ یہ کفر کا بول بولے اور مسلمان ہو کر کافر ہو گئے۔"

ابن جریر و طبرانی و ابو الشیخ و ابن مردویہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ ایک پیڑ کے سایہ میں تشریف فرما تھے ارشاد فرمایا عنقریب ایک شخص آئے گا کہ تمہیں شیطان کی آنکھوں سے دیکھے گا وہ آئے تو اس سے بات نہ کرنا کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ ایک کرنجی آنکھوں والا سامنے سے گزرا رسول اللہ ﷺ نے اسے بلا کر فرمایا تو اور تیرے رفیق کس بات پر میری شان میں گستاخی کے لفظ بولتے ہیں۔ گیا اور اپنے رفیقوں کو بلا لایا سب نے آکر قسمیں کھائیں کہ ہم نے کوئی کلمہ حضور ﷺ کی شان میں بے ادبی کا نہ کہا۔ اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت اتاری کہ خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے گستاخی نہ کی اور بے شک ضرور وہ یہ کفر کا کلمہ بولے اور تیری شان میں بے ادبی کر کے اسلام کے عدو کافر ہو گئے۔ دیکھو اللہ گواہی دیتا ہے کہ نبی کی شان میں بے ادبی کا لفظ کلمہ کفر ہے اور اس کا کہنے والا اگرچہ لاکھ مسلمانی کا مدعی کروڑ بار کا کلمہ گو ہو کافر ہو جاتا ہے۔

(از تمہید الایمان)

غور کیجئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یحلفون باللہ ماقدلوا وہ خدا کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ انہوں نے نبی کی شان میں گستاخی نہ کی اللہ تعالیٰ نے ان کے " حلیفہ انکار " کو توبہ قرار نہیں دیا اور فرمایا ولقد قالو کامتہ الکفر وکفرو بعد اسلامھم (ترجمہ) بے شک وہ کفر کا بول بولے اور مسلمان ہو کر کافر ہو گئے۔ اسے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں۔ (1) اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے افراد کے " حلیفہ انکار " کو توبہ نہیں قرار دیا۔ (2) توہین رسول سے " حلفیہ انکار " کے بعد بھی انہیں کافر قرار دیا۔ (3) توہین رسول سے "حلفیہ انکار" کے بعد بھی انہیں توبہ کرنے کی تلقین فرمائی فان یتوبویک خیر الھم (سورہ توبہ) ترجمہ۔ اگر وہ توبہ کریں تو ان کا بھلا ہے۔ (4) تو اگر توہین رسول سے "حلفیہ انکار" ان کی توبہ قرار پاتی تو پھر ان کی توبہ کی تلقین نہ کی جاتی۔

اس آیت اور اس کے شان نزول سے واضح ہوا کہ اگر کوئی بدبخت انبیاء کرام کی شان میں بے ادبی اور گستاخی کرے اور گواہان معتبر سے ثابت ہو جائے کہ اس نے رسول کی شان میں گستاخی کی ہے اس کے بعد وہ انکار کرے تو شخص اس کا انکار توبہ نہیں قرار پائے گا۔ چنانچہ علامہ ابن نجیم علیہ الرحمہ کا یہ ارشاد کہ اگر کسی نبی کی شان میں گستاخی کرنے والا بعد ثبوت انکار کرے فلا یفید الانکر مع البینتہ (ترجمہ) تو اس کا انکار فائدہ نہ دے گا۔ (بحر الرائق جلد پنجم ص 125)

سورہ توبہ کی مذکورہ بالا آیت کی روشنی میں بھی حق و صواب ہے۔ اور سیدنا سراج امت، امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا موقف آیت قرآن کے خلاف نہیں ہو سکتا۔ اور امام احمد رضا خان صاحب محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے "بحر الرائق" کی اس عبارت کو "فتاویٰ رضویہ" میں نقل فرمایا اور اس پر کسی قسم کی کوئی جرح و تنقید نہیں کی۔

جب گواہان معتبر سے یہ ثابت ہو جائے کہ زید نے حضور اقدس ﷺ کی

شان میں بے ادبی و گستاخی کی ہے تو ایسی صورت میں گستاخی کرنے والے سے قسم لینا (خواہ وہ سیاستاً" ہو یا مصلحتاً" یا مزعومہ فتنہ و فساد کے روکنے کے لیے ہو) شرعاً" جائز نہیں ہے کیونکہ شریعت اسلامیہ کا ضابطہ ہے کہ جب مدعی اپنے دعویٰ و الزام کے ثبوت میں معتبر گواہ پیش کردے تو مدعا علیہ سے قسم نہیں لی جائے گی۔ اور مذکورہ صورت میں مدعا علیہ (گستاخ رسول) سے قسم لے کر سمجھوتہ کرلینا اور اسے شرعی فیصلہ قرار دینا نہ صرف از روئے شریعت اسلامیہ غلط ہے بلکہ گستاخ رسول کی بے جا حمایت کرنے اور شریعت اسلامیہ پر افتراء کے مترادف ہے۔

سورۂ توبہ سے اس امر پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی شان میں گستاخی و بے ادبی دوسرے کفروں کی طرح نہیں ہے۔ امام احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے "فتاویٰ رضویہ" کی جلد ششم میں متعدد مقامات پر اس امر کی تصریح کی ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرمایا ہے کہ کسی شخص کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ از خود گستاخ رسول کو معاف کردے۔ زید کا حق بکر اور بکر کا حق زید معاف نہیں کرسکتا تو وہ بدبخت جو رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرکے آپ کے حق میں گرفتار ہوا اسے زید و بکر کیونکر معاف کرسکتے ہیں۔ علامہ حصفی "در مختار" میں فرماتے ہیں۔ الکافر بسب نبی من الانبیاء لا تقبل توبته مطلقا ولو سب اللّٰہ تعالٰی قبلت لانه حق اللّٰہ تعالٰی والا ول حق عبد لا یزول بالتوبته (ترجمہ) اللہ تعالیٰ کے نبیوں میں سے کسی نبی کی توہین کرکے جو شخص کافر ہوا اسے کسی طرح دنیا میں معافی نہیں دی جائے گی اور اگر اللہ تعالیٰ کی اس نے توہین کی تو اس کی توبہ قبول کرلی جائے گی۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے مگر رسول کی توہین کا جرم حق عبد ہے۔ جس کا ازالہ معافی سے نہیں ہو سکتا۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ششم ص 42)

امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے "اشباہ والناظر" کے حوالے سے یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ نشہ کی حالت میں کسی مسلمان کے منہ سے کلمہ کفر نکل گیا تو اسے نہ کافر کہیں گے اور نہ سزائے کفر دیں گے۔ مگر نبی ﷺ کی شان میں گستاخی وہ

کفر ہے کہ نشہ کی بے ہوشی سے بھی صادر ہو تو اسے معافی نہ دیں گے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ششم ص 40)

اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ مبسوط، فتح القدیر، ردالمحتار، عالمگیری، فتاویٰ بزازیہ، بحرالرائق، فتاویٰ قاضی خان اور بہار شریعت جیسی معتبر کتابوں میں لکھا ہے کہ مرتد کا ارتداد سے انکار توبہ سمجھا جائے گا۔ تو یہ مسئلہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اشباہ والنظائر کے حوالے سے "فتاویٰ رضویہ" جلد ششم میں لکھا ہے۔ وہ لکھتے ہیں "اگر کسی مسلمان پر گواہان عادل شہادت دیں کہ یہ فلاں قول یا فعل کے سبب مرتد ہوگیا اور وہ اس سے انکار کرتا ہو تو اس سے تعرض نہ کریں گے نہ اس لیے کہ گواہان عادل کو جھوٹا ٹھہرایا بلکہ اس لیے کہ اس کا منکرنہ اس کفر سے توبہ و رجوع سمجھیں گے۔ لہٰذا گواہان عادل کی گواہی اور اس کے انکار سے یہ نتیجہ پیدا ہوگا کہ وہ شخص مرتد ہوگیا تھا اور اب توبہ کرلی تو مرتد تائب کے احکام اس پر جاری کریں گے۔ کہ اس کے تمام اعمال حبط ہوگئے اور جورو (بیوی) نکاح سے باہر باقی سزا نہ دی جائے گی۔ مگر نبی ﷺ کی شان میں گستاخی یہ وہ کفر ہے جس کی سزا سے دنیا میں بعد توبہ بھی معافی نہیں یونہی کسی بھی نبی کی شان میں گستاخی (علیہم الصلوۃ والسلام) بھی ایسی ہی ہے۔ اور "غمزا لعیون" کے حوالے سے آپ نے لکھا لا یتعرض لہ انما ھو فی مرتد تقبل توبتہ فی الدنیا الا الردۃ بسب النبی صلی اللہ علیہ وسلم (ترجمہ) اس سے کوئی تعرض نہیں کیا جائے گا یہ حکم صرف اس مرتد کے لیے ہے جس کی توبہ دنیا میں قبول ہوتی ہے مگر نبی ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے مرتد کے لیے یہ حکم نہیں۔ نیز بہار شریعت میں حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب اعظمی علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا ہے "مرتد اگر ارتداد سے توبہ کرے تو اس کی توبہ مقبول ہے مگر بعض مرتدین مثلاً کسی نبی کی شان میں گستاخی کرنے والا ایسا ہے کہ اس کی توبہ ہرگز قبول نہیں" (بہار شریعت حصہ نہم ص 166)

ان تمام دلائل شریعت سے واضح ہوا کہ انبیاء کرام کی شان میں گستاخی کرنے والے کا بعد ثبوت انکار توبہ نہیں قرار پائے گا اور یہ کہ انبیاء کرام کی شان میں گستاخی دوسرے کفروں کی طرح نہیں ہے۔ ایک اور اہم بات جس کو نظرانداز کیا گیا وہ یہ ہے کہ گواہان عادل کو جھوٹا نہیں کہا جائے گا۔ یعنی جن معتبر گواہوں نے یہ گواہی دی کہ فلاں شخص نے اللہ تعالیٰ کے کسی نبی کی شان میں گستاخی کی ہے تو ان گواہان عادل کو جھوٹا نہیں ٹھہرایا جائے گا بلکہ ان کی گواہی کے مطابق اس شخص کو مرتد قرار دیا جائے گا۔ مگر اس موقع پر الٹی گنگا بہائی گئی۔ ایک تو خلاف ضابطہ شرعی (مدعا علیہ (گستاخ رسول) سے قسم لینا تجویز کیا گیا ہے اور اس سمجھوتہ کو شرعی فیصلہ قرار دیا گیا اور ظلم در ظلم یہ کہ حلف نامہ میں جو گستاخ رسول سے لینا تجویز ہوا اس میں یہ شرط بھی لگا دی گئی کہ جن لوگوں نے (گواہوں نے) مدعا علیہ پر غلط الفاظ منسوب کئے ہیں تو وہ جہنمی ہیں۔

اب رہا یہ سوال کہ اگر گستاخ رسول صدق دل سے توبہ کرلے تو اس کی توبہ قبول ہوگی یا نہیں۔ تو اس مسئلہ کے متعلق ہمارا موقف وہی ہے جو احناف کا ہے چنانچہ اس مسئلہ کی تشریح و توضیح کے لیے ہم اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا احمد رضا خان محدث بریلوی قدس سرہ کی تحریر پیش کرتے ہیں۔ آپ "تمہید ایمان" کے صفحہ 37،38 اور 41 پر فرماتے ہیں۔

سیدنا امام ابو یوسف فرماتے ہیں۔ ایمارجل مسلم سب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اوکذبہ اوعابہ اوتنقصہ فقد کفر باللہ تعالٰی وبانت منہ امرائتہ

"جو شخص مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ کو دشنام (گالی) دے یا حضور ﷺ کی طرف جھوٹ کی نسبت کرے، یا حضور ﷺ کو کسی طرح کا عیب لگائے یا کسی وجہ سے حضور ﷺ کی شان گھٹائے وہ یقیناً کافر اور خدا کا منکر ہو گیا اور اس کی جورو اس کے نکاح سے نکل گئی۔ کتاب الخراج ص 112 دیکھو کیسی صاف تصریح ہے کہ حضور

اقدس ﷺ کی تنقیص شان کرنے سے مسلمان کافر ہو جاتا ہے' اس کی جو رو نکاح سے نکل جاتی ہے کیا مسلمان اہل قبلہ نہیں ہوتا؟ یا اہل کلمہ نہیں ہوتا؟ سب کچھ ہوتا ہے مگر محمد رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کے ساتھ نہ قبلہ قبول نہ کلمہ مقبول' شفاء شریف و بزازیہ' درود و غرر و فتاوٰی خیریہ و غیرہا میں ہے۔

جمع المسلمون ان شاتمه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم ومن شک فی حذابه و کفره کفر

"تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جو حضور اقدس ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرے وہ کافر ہے اور جو اس کے معذب یا کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔"

مجمع الانہر و در مختار میں ہے۔ الکافر بسب نبی من الانبیاء لاتقبل توتیه مطلقا ومن شک فی عذابه و کفر بکفر

"جو کسی نبی کی شان میں گستاخی کے سبب کافر ہوا اس کی توبہ کسی طرح قبول نہیں اور جو اس کے عذاب یا کفر میں شک کرے خود کافر ہے۔"

ولئن سالتهم لیقولن انما کنا نخوض ونعب قل اباللّٰه وایته ورسوله کنتم تستهزون لاتعتذروا قدکفر ثم بعد ایمانکم

"اور اگر تم ان سے پوچھو تو بے شک ضرور کہیں گے کہ ہم تو یونہی ہنسی کھیل میں تھے' تم فرما دو کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ٹھٹھہ کرتے تھے' بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد۔

بن ابی شیبہ و ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم و ابو الشیخ امام مجاہد تلمیذ خاص سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت فرماتے ہیں۔

انه قال فی قوله تعالٰی ولئن سالتهم لیقولن انما کنا نخوض ونلعب قال وجل من المنافقین یحدثنا محمد ان ناقة فلان بوادی کذا وما یدویه الغیب

یعنی کسی شخص کی اونٹنی گم ہو گئی' اس کی تلاش تھی' رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا اونٹنی فلاں جنگل میں فلاں جگہ ہے' اس پر ایک منافق بولا محمد ﷺ بتاتے ہیں کہ اونٹنی فلاں جگہ ہے' محمد غیب کیا جانیں؟"

اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت کریمہ اتاری کہ کیا اللہ و رسول سے ٹھٹھا کرتے ہوئے' بہانے نہ بناؤ تم مسلمان کہلا کر اس لفظ کے کہنے سے کافر ہو گئے (دیکھو تفسیر امام جریر مطبع مصر' جلد دہم صفحہ 105 و تفسیر در منشور امام جلال الدین سیوطی جلد سوم صفحہ 254)

مسلمانو! دیکھو محمد رسول اللہ ﷺ کی شان میں اتنی گستاخی کرنے سے کہ وہ غیب کیا جانیں؟ کلمہ گوئی کام نہ آئی اور اللہ تعالیٰ نے صاف فرمادیا کہ بہانے نہ بناؤ تم اسلام کے بعد کافر ہو گئے۔

اس کے بعد امام احمد رضا خاں محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ تمہید ایمان میں لکھتے ہیں۔

مگر سید عالم ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے کی توبہ ہزار ہا ائمہ دین کے نزدیک اصلا" قبول نہیں اور اسی کو ہمارے علمائے حنفیہ سے امام بزازی' و امام محقق علی الاطلاق ابن الہمام' و عمہ مولیٰ خسرو صاحب درود غرو و علامہ زین بن نجیم صاحب بحرالرائق' واشباہ النظارء' و علامہ عمر بن نجیم' صاحب نہرالفائق و علامہ ابوعبداللہ محمد ابن عبداللہ غزلی صاحب تنویرالابصار' و علامہ خیرالدین رملی صاحب فتاویٰ خیریہ و علامہ شیخ زادہ صاحب مجمع النعمر و علامہ مدقق محمد بن علی حصکفی صاحب در مختار وغیرہم عمائد کبار علیہم رحمتہ اللہ العزیز الغفار نے اختیار فرمایا بیدان تحقیق المسلة فی الفتاوی الرضویه اس لیے کہ عدم قبول توبہ تو حاکم اسلام کے یہاں ہے کہ وہ اس معاملہ میں بعد توبہ بھی سزائے موت دے ورنہ اگر توبہ صدق دل سے ہے تو عنداللہ مقبول ہے' کہیں یہ بدگو اس مسئلہ کو دستاویز نہ بنالیں کہ آخر تو توبہ قبول نہیں پھر کیوں تائب ہوں؟ نہیں' نہیں توبہ سے کفر مٹ جائے گا' مسلمان ہو جاؤ گے' جہنم ابدی سے نجات پاؤ گے' اس قدر پر اجماع ہے۔ کما فی ردالمختار وغیرہ

ناموس رسالت ﷺ کی حفاظت کا قانون

اخباری اطلاعات کے مطابق قومی اسمبلی نے حضور سرور عالم نور مجسم ﷺ کی شان میں گستاخی کے مرتکب کو موت یا عمر قید کی سزا دیئے جانے کا بل منظور کرلیا ہے۔ ناموس رسالت کی حفاظت اسلام کا بنیادی مسئلہ ہے اور کتاب و سنت سے واضح ہے کہ ناموس رسالت کی حفاظت شریعت اسلامیہ کے نفاذ سے بھی زیادہ اہم ہے۔ اپریل 1984ء سے مجلس عمل علماء و مشائخ اہل سنت نے لاہور میں خصوصاً اور ملک بھر میں عموماً جو یارسول اللہ کانفرنسیں منعقد کیں ان میں مرکزی مطالبہ یہی کیا گیا تھا کہ حضور علیہ السلام کے ناموس کی حفاظت کے لیے قانون بنایا جائے اور جو شخص بھی اشارۃ کنایتہ "تحریراً" تقریراً" غرضیکہ کسی طرح بھی آپ کی توہین کا مرتکب قرار پائے اس کے لیے سزائے موت مقرر کی جائے۔ مقام شکر ہے کہ قومی اسمبلی کے ارکان اور وزیراعظم پاکستان جناب جونیجو صاحب اور ان کے رفقاء نے ناموس رسالت کا قانون بنا کر اپنا دینی ایمانی اور اخلاقی فرض پورا کیا ہے اس موقع پر کریڈٹ کی بات کرنا اخروی اجر و ثواب کو مضمحل کردینے کے مترادف ہے۔ تاہم یہ حقیقت ہے اور حقیقت بہرحال حقیقت ہوتی ہے کہ اس وقت قومی اسمبلی میں اکثریت مسلم لیگ کی ہے جس کے صدر جناب جونیجو صاحب ہیں اور جمہوری طرز حکومت میں اکثریت بہرحال جو قانون منظور کرانا چاہیے وہ کرا لیتی ہے۔ ناموس رسالت ﷺ کی حفاظت کا قانون منظور کرکے وزیراعظم جونیجو اور ان کے رفقاء اور تمام ارکان اسمبلی اور ملک کے علماء مشائخ و عوام اہل سنت اور تمام وہ حضرات جنہوں نے اس سلسلہ میں جدوجہد کی۔ قابل صد مبارک باد ہیں اور ان کا یہ اقدام تاریخ پاکستان کا ایک نہایت ہی اہم دینی کارنامہ قرار پائے گا۔ اس سلسلہ میں ہماری

گزارش یہ ہے کہ اب جبکہ قومی اسمبلی نے ناموس رسالت کی حفاظت کا قانون منظور کرلیا ہے تو اسے فوری طور پر نافذ و جاری کیا جائے اور قانون میں کوئی ایسی خامی نہ رہنے دی جائے جس سے عدالتوں میں گستاخ رسول سزا سے بچ نکلنے کی کوشش میں کامیاب ہوسکے۔ نیز گستاخ رسول کے لیے صرف موت ہی کی سزا مقرر رکھی جائے' عمر قید کی نہیں یہ ہی کتاب و سنت و اجماع امت سے واضح ہے اور جہاں تک ہمارا مطالعہ ہے۔ مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر گستاخ رسول کے لیے موت کی سزا دیئے جانے پر متفق و متحد ہیں۔

قومی اخبارات کے تراشے

1- بلند و بالا شخصیتیں

کے عنوان سے روزنامہ نوائے وقت لاہور کے جناب محترم میاں عبدالرشید صاحب اپنے کالم نور بصیرت میں لکھتے ہیں۔ بلند و بالا شخصیتوں سے نہ صرف ہم اپنے سفر حیات میں ہدایت اور رہنمائی حاصل کرتے ہیں بلکہ یہ ہمارے اندر آگے بڑھنے کا جوش و جذبہ بھی پیدا کرتی ہے۔ مشکل وقت میں ہمیں حوصلہ و ہمت بھی عطا کرتی ہیں۔ کمزوری کے لحات میں ہماری حفاظت کرتی علاوہ ازیں یہ محک اور کسوٹی کا کام بھی دیتی ہیں۔ یہ فرقان ہوتی ہیں ان سے اشخاص کی حیثیت پہنچانی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر حضور اکرم کی تشریف آوری سے سیدنا ابوبکر' صدیق اکبر ثابت ہوئے۔ عمرو بن ہشام جو مکہ مکرمہ میں ابوالحکم (دانائی کا باپ) کے لقب سے مشہور تھے۔ ابوجہل بن کرا بھرا۔ عبداللہ بن ابی جسے مدینہ منورہ میں بادشاہت کا تاج پہنایا جانے والا تھا۔ رئیس المنافقین بنا حال ہی میں پاکستان کے اندر جناب رسول پاک کی شان میں نازیبا کلمات کہے گئے تو بہت سے قانون دانوں اور نعت خوانوں کی قلعی کھل گئی کئی لوگوں نے علمیت جتانے کے شوق میں اپنے آپ کو ننگا کرلیا۔ حضور اکرم ساری نوع انسان کے لیے آئیڈیل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آنجناب کی عظمت و رفعت کسی دلیل کی محتاج نہیں۔ قرآن پاک میں آپ کے لیے

سراجا منیرا (روشن آفتاب) کے الفاظ آئے ہیں۔ آفتاب خود ہی اپنی دلیل ہے اسے کسی اور کی ضرورت نہیں۔ انبیاء اور رسل نوع انسان کے پھول اور پھل ہیں۔ وہ نسل انسانی میں منفرد اور مخصوص حیثیت رکھتے ہیں اور ہمارے حضور ان سب کے امام اور سرتاج ہیں۔ نوع انسان کے آئیڈیل کو نقصان پہنچانے کی کوشش جملہ انسانوں کی ہدایت و ترقی کی راہ روکنے کے مترادف ہے یہی وجہ ہے کہ حضور اکرم کی شان میں گستاخی و بے ادبی کی سزا قتل ہے اور اس پر جملہ مکاتب فکر متفق ہیں۔ تاریخ بتاتی ہے کہ جن لوگوں نے اسلام کو نقصان پہنچانے کا منصوبہ بنایا' انہوں نے سب سے پہلے مختلف حیلوں بہانوں سے حضور اکرم کی شان کم کرنے کی کوشش کی اور دکھ کی بات ہے کہ بعض مسلمانوں نے بھی دانستہ یا نادانستہ اس کام میں حصہ لیا۔

2- گستاخ رسول کے لیے سزائے موت

قومی اسمبلی نے رسول اکرم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرنے پر موت یا عمرقید کی سزا کا ترمیمی قانون منظور کرلیا ہیں پاکستان ایسی نظریاتی ریاست ہیں جس کا خمیر ہی اس آزاد ریاست میں اسلام کے نفاذ کے دعووں سے اٹھایا گیا ہو کسی دریدہ دہن کا اسلام قرآن یا حضور نبی کریم کی شان اقدس میں گستاخی کو برداشت نہیں کیا جانا چاہیے۔ بدقسمتی سے پاکستان میں سیکولر ازم اور ترقی پسندی کے نام پر اسلام اور اسلامی تعلیمات پر نکتہ چینی کرنا اب فیشن بنتا جارہا ہے اور اس کے مرتکب اور ان کے حامی عناصر اسے وسیع القلبی اور وسیع النظری کے پردوں پر لپیٹنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بعض مغرب زدہ ذہن بھی جنہیں اسلام کی ابجد سے بھی واقفیت نہیں اسی رو میں بہہ جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ اسلام کو دور حاضر کے تقاضوں سے عاری قرار دینے سے بھی نہیں چوکتے۔ ان میں سے بعض ہاتھ بتدریج عصمت رسول کی طرف بڑھنے لگے تھے۔ اس پر دینی حلقوں کا اضطراب بالکل بجا تھا اس روش کے خلاف صدائے بازگشت قومی اسمبلی میں بھی سنی گئی اور حضور نبی کرم کی شان اقدس میں گستاخی پر سزائے موت کا مطالبہ کیا گیا۔ ایوان کے باہر بھی دینی

قوتوں نے اس موقف کے حق میں آواز بلند کی ہم سمجھتے ہیں کہ حضور کی شان میں گستاخی کے مرتکب افراد کے لیے قومی اسمبلی نے ترمیمی قانون کی منظوری دے کر ایک قومی و ملی غیرت کا ثبوت دیا ہے۔ اب حضور کی شان میں کسی بدبخت کو گستاخی سے قبل ہزار مرتبہ یہ سوچنا پڑے گا کہ کسی دریدہ دہنی کا مظاہرہ کرنے پر اسے کس قانون کا سامنا کرنا ہوگا۔ قومی اسمبلی اس ترمیمی قانون کی منظوری پر مبارک باد کی مستحق ہے اس نے کروڑوں پاکستانی عوام کے مذہبی جذبات کی پاسداری کی ہے۔

مومنین مخلصین کی صفات

قرآن مجید کی متعدد آیات میں مومنین و مخلصین کے اوصاف اور ان کی سیرت و کردار کی نشاندہی کی گئی ہے۔ چنانچہ سورہ توبہ میں ارشاد خداوندی ہے۔
التائبون العبدون الحامدون السائحون الراکعون الساجدون الامرون بالمعروف والناھون عن المنکر والحفظون الحدود اللہ و بشرالمومنین (آیت 111 سورہ توبہ)
توبہ کرنے والے (اللہ کی) عبادت کرنے والے' حمد و ثنا کرنے والے روزہ رکھنے والے' رکوع کرنے والے سجدہ کرنے والے' نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے والے اور نگہبانی کرنے والے اللہ کی مقررہ حدوں کی) اے میرے رسول خوشخبری سنا دیجئے ان کامل مومنوں کو۔
مومنین مخلصین کی پہلی صفت یہ بتائی گئی ہے کہ وہ توبہ کرنے والے ہیں۔ یعنی اگر باقتضاء بشریت ان سے گناہ سرزد ہو جاتا ہے تو وہ نادم ہوتے ہیں اور بارگاہ خداوندی میں عفو و درگذر کی التجائیں کرتے ہیں۔ کیونکہ گناہ کے ارتکاب پر فخر کرنا اور اس کو ہلکا سمجھنا شریعت اسلامیہ کو جھٹلانے کے مترادف ہے اور اللہ تعالیٰ کے خوف سے بے نیازی اور اس کی رحمت سے مایوسی ایمان کے منافی ہے توبہ و استغفار کے وقت بندہ چونکہ اپنی کوتاہی اور گنہگاروں کے احساس و ندامت کی وجہ سے اپنے خالق و مالک کے حضور اپنے کو مجرم اور گنہگار سمجھ کر معافی کا طالب ہوتا ہے اس لیے بندگی کے احساس کی جو کیفیت توبہ کے وقت ہوتی ہے وہ کسی اور دعا کے وقت نہیں ہوتی۔ اس لیے توبہ و استغفار اعلیٰ درجہ کی عبادت قرار پائی ہے اور توبہ کرنے والے بندوں کے لیے صرف معافی اور بخشش ہی کی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی

خاص عنایات کی بشارت سنائی گئی ہے۔ حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا ہے کہ ہر آدمی خطاکار ہے اور ان میں وہ بہت اچھے ہیں۔ جو خطاء و قصور کے بعد مخلصانہ توبہ کریں اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہو جائیں۔ ترمذی نیز ابن ماجہ کی حدیث میں فرمایا گناہ سے توبہ کرنے والا بندہ اس کی طرح ہے۔ جس نے گناہ کیا ہی نہ ہو یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ توبہ صرف عاصیوں اور گناہ گاروں ہی کا کام نہیں ہے بلکہ بندہ کی عبدیت کا تقاضا یہ ہی ہے کہ وہ بحضور رب العالمین بہر حال توبہ و استغفار کرتا رہے۔ انبیاء کرام اور خصوصاً حضور سرور کائنات ﷺ جو طیب و طاہر اور معصوم رسول ہیں۔ آپ سے قبل اظہار نبوت اور بعد از اظہار نبوت گناہ کا صدور ہی ناممکن ہے۔ مگر بایں ہمہ حضور فرماتے ہیں کہ اے لوگو توبہ کیا کرو میں خود بھی دن میں سو مرتبہ اللہ کے حضور میں توبہ کرتا ہوں۔ (ترمذی)

العبدون۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے اخلاص کے ساتھ اس کی عبادت کرتے ہیں اور عبادت الہٰی کو اپنے اوپر لازم و واجب جانتے ہیں کیونکہ خلقت انسانی کا غرض و غایت عبادت الہٰی ہی ہے۔

ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون

عبادت میں نماز کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ نماز عبادت کا گوہر شاداب ہے۔ تمام عبادتوں کا مجموعہ اور تمام سعادتوں کا سرچشمہ ہے انسانی فلاح و فوز کا ذریعہ بھی نماز ہی ہے۔

قد افلح المومنون الذین ھم عن صلوتھم خاشعون

وہ ایمان والے مراد کو پہنچے جو نماز میں عاجزی کرتے ہیں۔

قرآن مجید میں تقریباً سو سے زیادہ مرتبہ نماز کا حکم اور اس کی نگہداشت اور بجا آوری کی تاکید آئی ہے اور نماز کی ادائیگی میں سستی کاہلی اور اس کے بلاعذر شرعی ترک کو کفر و نفاق کی علامت بتایا ہے۔ ایمان کے بعد بارگاہ الہٰی سے جو حکم سب سے پہلے ملا۔ وہ نماز ہی ہے اور قیامت کے دن سب سے پہلے جس عمل صالح کی پرسش ہوگی۔ وہ بھی نماز ہی ہے۔

الحمدون۔ مومنین مخلصین ایک صفت یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا

کرتے ہیں۔ خوشی ہو یا غمی ہو حال اور ہر ماحول میں اپنے مالک حقیقی کا شکر بجالاتے ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنی عطا کردہ نعمتوں کے ذکر کرنے اور ان پر شکر بجالانے کا حکم دیا ہے اور یہ تصریح فرمائی ہے شکر نعمت مزید نعمتوں کے حصول کا ذریعہ اور وسیلہ بنتا ہے۔ ولئن شکرتم لازیدنکم اگر تم شکر بجالاؤ گے تو ہم اپنی نعمتوں میں اضافہ فرما دیں گے نیز ارشاد باری ہے الابذکر اللہ تطمئن القلوب نیز فرمایا قد افلح من تزکی و ذکر اسم ربہ فصلی

سن لو اللہ کی یاد ہی میں دلوں کو چین ہے بے شک مراد کو پہنچا جس نے تقویٰ کو اپنایا اور اپنے رب کا نام لے کر نماز پڑھی۔

اس آیت میں فلاح کا لفظ عام اور مطلق ہے۔ اس میں کوئی قید نہیں ہے۔ اس بنا پر مطلب آیت یہ ہے کہ ذکر الٰہی اور عبادت خداوندی دنیا و آخرت میں کامیابی و کامرانی کی راہیں کھول دیتی ہے عبادت و ریاضت اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تہلیل سے دل کو حقیقی سکون میسر آتا ہے اور ذکر الٰہی اور عبادت سے پہلو تہی پریشانیاں لاتی ہے اور اگر یاد الٰہی سے غافل انسانوں کو دنیا کی آسائش حاصل بھی ہو جائے تو ان کے دل سکون سے محروم رہتے ہیں ظاہر ہے کہ سکون قلب سے محرومی تمام مصائب و آلام کی جڑ ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے من اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا جس نے میری یاد سے منہ پھیرا تو بے شک اس کے لیے معیشت کی تنگی ہے۔

الا مرون بالمعروف مومنین مخلصین کی ساتویں اہم خصوصیت یہ بتائی گئی ہے کہ وہ اچھی بات کا حکم دیتے ہیں اور بری بات سے روکتے ہیں۔ سورہ آل عمران میں مسلمانوں کو خیرات قرار دیتے ہوئے ان کا ممتاز وصف یہی بتایا گیا ہے کہ وہ معروف (نیکی) کی تبلیغ کرتے ہیں اور منکر (برائی) سے روکتے ہیں بلاشبہ ہر مسلمان کا یہ دینی تجلی اخلاقی و مذہبی فریقہ ہے کہ وہ اپنی اصلاح کے ساتھ اپنے زیر اثر عزیزوں' رشتہ داروں اور ماتحتوں کی اصلاح و نگرانی کے فرض میں کوتاہی نہ کرتے۔ حضور سید عالم ﷺ نے اسی آیت کی توضیح میں فرق تم میں ہر شخص اپنے ماتحتوں کا نگران ہے اور قیامت کے دن اس کے متعلق پوچھا جائے گا۔ اس فرض

کی اہمیت یوں بھی واضح ہے کہ عبادت و ریاضت میں مشغول اور حکم الٰہی کی تکمیل میں مصروف شخص صرف اپنی ذات کے لیے فلاح و نجات کا سامان مہیا کرتا ہے اور احکام الٰہی سے لوگوں کو روشناس کرانے والا مبلغ معاشرہ میں پھیلی ہوئی تاریکیوں کو چھانٹتا ہے اس کے چراغ علم سے بہتوں کو صراط مستقیم پر چلنے کا موقع ملتا ہے۔ اس لیے ہر مسلمان کا دینی فریضہ ہے کہ دین کی جو بات اسے صحیح طریقہ سے یاد ہو اسے دوسروں تک پہنچائے۔۔۔۔۔ حضور سرور عالم نور مجسم ﷺ فرماتے ہیں۔

نیکی کی طرف بلانے والے اس کی تحریک و تبلیغ کرنے والے اور نیکی کے لیے ذریعہ و وسیلہ بننے والے کو بھی اللہ تعالیٰ ایسا ہی ثواب عطا فرماتا ہے جیسا کہ نیکی کرنے والے کو۔

فکر و نظر کے چند عجائبات

سرسید کے نظریات

(ا) سرسید احمد خان کے عقائد و نظریات سے متعلق، انہیں کے جاری کردہ رسالہ "تہذیب الاخلاق" اکتوبر 1994ء میں مظہر صدیقی صاحب کا ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ صدیقی صاحب لکھتے ہیں:

"سرسید سے بعض بڑی اہم افراط و تفریط اور دین و مذہب کے معاملے میں فاش غلطیاں بھی سرزد ہوئیں۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ سرسید اپنے آپ پر مذہبی اصلاح کی ذمہ داری بھی عائد سمجھتے تھے، جس کے وہ پوری طرح اہل نہ تھے۔ انہوں نے چونکہ روایتی مذہبی کی گود میں آنکھ کھولی تھی اور اسلامی ماخذ پر ان کی نظر گہری نہ تھی، اس لیے وہ ان کی صحیح روح سمجھنے سے قاصر رہے۔ انہوں نے جدید حالات و معاملات کے پیش نظر جدید علم کلام کی ضرورت محسوس کی اور اجتہاد کی ضرورت اور عقل و فطرت اور تمدن و سائنس سے مذہب کی مطابقت کو ضرورت سے زیادہ توجہ دی، پہلے وہ اتنے لبرل اور آزاد خیال اور وسیع المشرب تھے کہ وہ کسی قید کو قبول کرنے کے لیے تیار نہ تھے۔ بعد میں مولانا شبلی نعمانی کے اثر سے وہ اشعری متکلمین تخاص کر امام غزالی کی طرف جھکے اور پھر وہ دوسرے متکلمین کی طرف مائل ہوتے گئے اور بالاخر وہ انگلستان کے جدید سائنسی افکار اور عقل و نیچر کے اتنے اسیر ہوئے کہ عقائد و افکار میں بہت دور تک نکل گئے۔ مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ انہوں نے بعض اہم عقائد و تعلیمات اسلام کے باب میں ایسی روش اپنائی جس

کی تائید نہ قرآن و حدیث سے ہوتی ہے' نہ عقل و منطق سے اور نہ ہی استدلال و بینش سے۔ تفسیر میں انہوں نے تمام معجزات اور خوارق عادت کا انکار کردیا۔ وہ جنت و جہنم اور فرشتوں اور جنات کے بھی قائل نہ تھے۔ وحی الٰہی کی وہ ایسی تاویل کرتے تھے جس کی تائید معتزل بھی نہیں کرسکتے' غرض کہ تمام ماورائی چیزوں کو کھینچ تان کر وہ اپنی عقل کے پیمانے میں اتارتے تھے۔ وہ دعاؤں کی قبولیت کے قائل نہ تھے اور دعا مانگنے کو فعل عبث اور کارکردگی کے خلاف سمجھتے تھے۔ فقہی معاملات میں وہ گردن مروڑی ہوئی مرغی' جانور کو حلال سمجھتے تھے۔

(تہذیب الاخلاق)

مگر حیرت یہ ہے کہ مضمون نگار نے سید احمد خان کے مذکورہ بالا خلاف اسلام عقائد و نظریات لکھنے کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ وہ پکے سچے مسلمان تھے۔ انہوں نے دین کی بہت خدمت کی۔ وہ تمام اسلامی عقائد کے دل سے قائل تھے' اور حضور اقدس ﷺ سے محبت و عقیدت رکھتے تھے۔ اس موقع پر کیا کہا جائے؟ یہی کہ "یہ معمہ نہ سمجھنے کا نہ سمجھانے کا۔"

قرآن مجید میں تحریف لفظی ہے؟

(2) اسی طرح ایک عجوبہ کا انکشاف شارح مسلم علامہ غلام رسول صاحب سعیدی نے کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ دیوبندی مکتبہ فکر کے مشہور و معروف عالم دین اور ان کے پیشواء و امام مولانا انور شاہ کشمیری قرآن مجید میں تحریف لفظی کے قائل ہیں۔ ابتداء میں تو مجھے اس انکشاف کا یقین نہیں آتا تھا کہ قرآن میں تحریف لفظی کا بھی کوئی مسلمان عالم دین قائل ہو سکتا ہے۔ کیونکہ قرآن میں تحریف لفظی محال ہے۔ قرآن کا محافظ اللہ تعالٰی ہے اور اللہ تعالٰی نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ بے شک ہم ہی نے قرآن نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ (سورہ حجر15) نیز اللہ تعالٰی نے (سورہ حم' السجدہ 42) میں فرمایا' قرآن میں باطل نہ

سامنے سے آسکتا ہے نہ پیچھے سے۔"۔۔۔۔۔ لیکن جب فیض الباری میں یہ بات اپنی آنکھوں سے پڑھی تو مجھے سخت رنج بھی ہوا اور حیرانی بھی کہ مولانا انور شاہ کاشمیری واقعی قرآن مجید میں "تحریف لفظی"" کے قائل ہیں۔ چنانچہ وہ فیض الباری شرح بخاری، جلد سوم ص 395 پر تصریح کرتے ہیں۔

والذی تحقیق عندی ان التحریف فیہ لفظی ایضا اما انہ عن عمد منھم اولمغلطہ

"میرے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ قرآن مجید میں تحریف لفظی بھی ہے یا تو یہ تحریف لوگوں نے عمداً کی ہے یا کسی مغالطہ کی بنا پر۔"

خدا کی قسم جب دیوبندیوں کے امام و پیشواء، مولوی انور شاہ کشمیری کی یہ عبارت میں نے خود پڑھی تو میرا سارا بدن پسینہ پسینہ ہوگیا کہ یہ کیسے عالم دین ہیں جو قرآن مجید میں تحریف لفظی کے قائل ہیں۔۔۔۔۔ حالانکہ قرآن مجید میں تحریف لفظی محال ہے اور ایسا عقیدہ رکھنا کفر صریح ہے۔

فتویٰ کفر میں احتیاط

غیر مقلد وہابیوں کے ہفت روزہ "الاعتصام" لاہور 21 اکتوبر 1994ء کے مدیر لکھتے ہیں، کسی مسلمان کو کافر کہنے کا مسئلہ انتہائی نازک اور حساس مسائل میں شمار ہوتا ہے۔ خوف خدا رکھنے والے ثقہ علماء ہمیشہ اس سلسلہ میں محتاط رہتے ہیں۔۔۔۔۔ اتنی بات درست ہے اور ہم بھی اسی احتیاط کے قائل ہیں۔ دراصل مدیر "الاعتصام" نے اس مسئلہ کو حضرتِ امام اہلسنت محدث الوری علیہ الرحمہ کے متعلق عوام و خواص میں بدظنی پھیلانے کے لیے چھیڑا ہے، جس کے متعلق ہم انشاء اللہ کسی دوسرے موقع پر تفصیل کے ساتھ گفتگو کریں گے۔۔۔۔۔ مگر مدیر "الاعتصام"" نے اس سلسلہ میں کہ کسی شاعر کے کلام پر فتویٰ کفر دینے کے متعلق یہ لکھا ہے کہ شعر و شاعری عموماً مبالغہ، تخیل، تشبیہ اور استعاروں پر مشتمل ہوتی ہے۔ اسے اگر حقیقی اور ظاہری مفہوم پر محمول کرلیا جائے تو شاعری، شاعری نہیں

رہتی کچھ اور بن جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ثقہ علماء، شاعر کے کلام کو محض شاعری سمجھتے ہوئے نظرانداز کر دیتے ہیں اور شرعی فتویٰ لگانے سے گریز کرتے ہیں۔ لیکن بعض کم علم، کم فہم، ذوق لطیف سے عاری علماء کفر پر مشتمل اشعار پر جلد بازی اور بے احتیاطی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کفر کا فتویٰ دے دیتے ہیں۔

غیر مقلد وہابی رسالہ کے مدیر کے بیان کردہ ضابطہ اور قاعدہ کا مطلب یہ ہوا کہ شاعر اپنے کلام میں خواہ صاف و صریح طور پر کفر بکے اللہ تعالیٰ کو ظالم اور بخیل قرار دے اور اپنے اسلام کو ترک کر دینے کا یوں اعلان کرے ؎

میر کے دین و مذہب کو تم پوچھتے کیا ہو، اس نے تو
قشقہ کھینچا دیر میں بیٹھا کب کا ترک اسلام کیا

یا مرزا غلام احمد قادیانی اپنے ایک شعر میں یوں بدزبانی کرے کہ ؎

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

اور کوئی مسلمان کسی عالم دین سے ان اشعار کے متعلق حکم شرعی دریافت کرے تو اسے گمراہی و بے دینی پر مشتمل ان اشعار کے متعلق یہ جواب دے کر اپنا دینی فرض ادا کر دینا چاہیے کہ شعر و شاعری میں مبالغہ تخیل تشبیہ اور استعارے ہوتے ہیں، اس لیے شاعر کے ایسے کلام پر جو صریح طور پر گمراہی اور بے دینی پر مبنی ہو، حکم شرع بیان کرنا، دین ناشناسی، کم فہمی اور بے احتیاطی اور جلد بازی ہے۔

جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی

اگر غیر مقلد وہابیوں کے رسالہ "الاعتصام" کا مدیر واقعی اپنے بیان کردہ ضابطہ کو شرعاً" اخلاقاً" حق و صواب سمجھتا ہے تو سوال یہ ہے کہ مندرجہ ذیل اشعار پر کیوں تنقید و تبصرہ کر کے انہیں کفر و شرک قرار دیا جاتا ہے وہ خلاف شرع اشعار یہ ہیں:

اللہ کے پلہ میں وحدت کے سوا کیا ہے
جو کچھ ہمیں لینا ہے لے لیں گے محمد سے

وہی جو مستوی عرش ہے خدا ہو کر
اتر پڑا ہے مدینہ میں مصطفیٰ ہو کر

امر واقعہ یہ ہے کہ سارے پاکستان کے وہابی ان اشعار کے متعلق نتھنے پھلا کر منہ سے جھاگ اگلتے ہوئے جھٹ کفر و شرک کا فتویٰ دے دیتے ہیں۔ کوئی وہابی یہ نہیں کہتا' شعر و شاعری میں عموماً مبالغہ ہوتا ہے تخیل' تشبیہ' استعاروں پر مبنی ہوتے ہیں' حقیقی اور ظاہری مفہوم مراد نہیں لیا جاتا۔ اس لیے ان اشعار کو کفر و شرک قرار دے کر کم فہمی' بے احتیاطی' جلد بازی' بے دانشی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے' بلکہ محض شاعری سمجھ کر نظرانداز کردینا چاہیے۔

کلمہ شریف کا ورد بھی قرآنی طریقہ کے خلاف اور بدعت ہے؟

(3) اس دور پر آشوب میں جبکہ عریانی' فحاشی اور بے حیائی کا سیلاب آیا ہوا ہے اور قوم مسلم کے نونہال' حیا سوز فلمی گانوں کو مزے لے لے کر پڑھتے اور جھومتے ہیں' ایسے ماحول میں قرآن و سنت کے نام پر "دین اشراق" کے جاوید احمد غامدی اور ان کے رفقاء مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کے اسماء مبارکہ کے ورد اور درود شریف پڑھنے کو بدعت اور قرآن و سنت کی تعلیم کے خلاف قرار دے کر' مسلمانوں میں رہی سہی روحانی قدروں کو بھی ختم کرنے کی مذموم کوشش کر رہے ہیں۔ چنانچہ دین اشراق کے وحید الدین خان لکھتے ہیں کہ حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ سلوک کے قرآنی طریقہ سے واقف نہ تھے۔ وہ صرف صوفیاء کے ایجاد کردہ سلوک کو جانتے تھے اور اسی پر ان کا عمل تھا۔ ان کا معمول تھا کہ روزانہ ایک ہزار بار درود شریف' ایک ہزار بار نفی اثبات (کلمہ شریف) بارہ ہزار بار اسم ذات کا ورد کرتے اور درود شریف پڑھتے تھے---- ین اشراق کے وحید الدین نے حضرت شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی کے اس عمل کو سلوک کے قرآنی طریقہ کے خلاف قرار دیے کر لکھا ہے کہ بلاشبہ یہ بدعت ہے۔ (معاذ اللہ) (اشراق ستمبر 1994ء ص 10)

حالانکہ قرآن و حدیث میں اللہ تعالیٰ نے اور احادیث میں حضور اقدس ﷺ نے صاف اور واضح لفظوں میں اللہ کا ذکر کرنے' خواہ زبان سے ہو یا قلب سے ہدایت و تلقین فرمائی ہے۔

1- ترمذی شریف کی حدیث میں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں۔ (ایک کم سو) جس نے ان کو حفظ کیا وہ جنت میں جائے گا۔

2- ایک جگہ جمع ہو کر بندگان خدا کا ذکر الٰہی میں مشغول ہونے کی برکت و فضیلت کے متعلق حضور اقدس ﷺ نے فرمایا جب اور جہاں بیٹھ کر بندگان خدا اللہ کا ذکر کرتے ہیں' تو فرشتے ہر طرف سے ان کے گرد جمع ہو جاتے اور ان کو گھیر لیتے ہیں اور رحمت الٰہی ان پر چھا جاتی ہے اور ان کو اپنے سایہ میں لے لیتی ہے اور ان ذکر کرنے والوں پر سکینہ نازل ہوتا اور اللہ اپنے ملا ئکہ مقربین میں ذکر کرنے والوں کا ذکر فرماتا ہے۔ (مسلم شریف)

3- حضور اقدس ﷺ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جس وقت بندہ میرا ذکر کرتا ہے اور میری یاد میں اس کے ہونٹ حرکت کرتے ہیں' تو اس وقت میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں۔ (بخاری) ظاہر ہے کہ معیت الٰہی تو ہر چیز کو حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو محیط ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا زبان سے ذکر کرنے والے کے ساتھ اس حدیث میں جس "معیت" کا ذکر ہے وہ رضاء اور قبول کی معیت ہے۔ یعنی زبان کے ذکر کرنے کے وقت بندہ کو اللہ تعالیٰ کے قرب و رضا کی خاص دولت حاصل ہو جاتی ہے۔

4- حضور اقدس ﷺ نے فرمایا' جس نے سو دفعہ (کلمہ توحید) لا الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شئی قدیر۔۔۔ ورد کیا' تو وہ دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب پائے گا اور اس کے لیے سو نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کی سو غلط کاریاں معاف کردی

جائیں گی اور یہ عمل اس کے لیے اس دن شام تک شیطان کے حملہ سے حفاظت کا ذریعہ ہوگا اور کسی آدمی کا عمل اس کے عمل سے افضل نہ ہوگا' سوائے اس آدمی کے جس نے اس سے بھی زیادہ عمل کیا ہو۔ (بخاری و مسلم)

5- حضور اقدس ﷺ نے فرمایا' اللہ کا ذکر اس کثرت سے کرو (حتی یقولوا مجنون کہ لوگ کہیں کہ یہ دیوانہ ہے۔ (مسند احمد) حتی کہ احمد اور ترمذی کی حدیث میں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اگر کسی مسلمان نے (سربکف) ہو کر راہ خدا میں جہاد کیا' دشمنان حق کی صفوں میں گھس کر تلوار چلائی' حتی کہ اس کی تلوار ٹوٹ گئی اور وہ خون میں شرابور ہوگیا جب بھی اللہ کا ذکر کرنے والا بندہ مراقبہ میں اس مجاہد سے افضل ہے۔ (بیہقی دعوات کبیر)

6- حضور اقدس ﷺ نے فرمایا' جو مسلمان کہیں بیٹھے اور انہوں نے اس مجلس میں نہ اللہ کا ذکر کیا اور نہ اپنے نبی پر درود بھیجا تو قیامت کے دن یہ ان کے لیے حسرت و نقصان کا باعث ہوگا۔ پھر اگر اللہ (اس کوتاہی کی وجہ سے) ان کو عذاب دے اور اگر چاہے تو بخش دے۔ (ترمذی شریف)

اب اللہ کے آخری رسول' حضور اقدس ﷺ کی تو ذکر الٰہی کے متعلق یہ ہدایات ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ قرآن و سنت کا نام لے کر دین اشراق کے غامدی اور ان کا ٹولہ ذکر الٰہی اور نبی علیہ السلام کی ذات پاک پر درود پڑھنے کو بدعت اور قرآن و سنت کے خلاف قرار دے رہا ہے۔ نامعلوم ان کا کون سا قرآن اور سنت ہے جس میں اللہ کے ذکر کی ممانعت ہے۔

شرم نبی خوف خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

میلاد کانفرنس

سواد اعظم اہلسنّت و جماعت کا
عظیم مذہبی و روحانی اجتماع

ملتان سنی کانفرنس کی بے مثال کامیابی و کامرانی اہلسنّت و جماعت کے علماء و مشائخ' دانشور' وکلاء اور عوام کے پر خلوص تعاون کی مرہون منت تھی۔ یہ کانفرنس عاشقان رسول کا روح پرور اجتماع تھا۔ جس میں شریک ہو کر اہلسنّت و جماعت نے اپنے مسلک و مذہب اور مشرب کی تبلیغ و بقاء اور اغیار کی سازشوں کے لیے تدارک کے لیے متحد و منظم ہونے اور اپنی تبلیغی و تعمیری پروگرام کو موثر بنانے کا عزم کیا۔ الحمدللہ اس کانفرنس نے اہلسنّت کو ایک نیا جذبہ اور ولولہ عطا فرمایا اور پاکستان کے اہلسنّت و جماعت اپنے مسلک و مذہب کی تبلیغ و اشاعت اور اپنے حقوق کے تحفظ کے لیے سرگرم عمل ہو گئے۔

مسلان سنی کانفرنس نے ہمیشہ جو جذبہ حق عطا فرمایا اور اس عظیم و جلیل سنی کانفرنس کے ذریعہ اہلسنّت میں جو بیداری پیدا ہوئی ضرورت اس امر کی ہے کہ اسے نہ صرف برقرار رکھا جائے بلکہ اس میں مزید قوت پیدا کی جائے میلاد کانفرنس رائے ونڈ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے اس روحانی و مذہبی اجتماع کا مقصد وحید بھی پاکستان میں مکمل نظام مصطفیٰ کا نفاذ و قیام اور مقام مصطفیٰ ﷺ کا تحفظ ہے توقع ہے کہ اس اجتماع میں اہلسنّت و جماعت کی تعمیرو تنظیم مسلک حقہ اہلسنّت کی تبلیغ و اشاعت حقوق اہلسنّت کے تحفظ اور نظریہ پاکستان کے مخالفوں کی سازشوں کے سدباب کے لیے لائحہ عمل طے کیا جائے گا اور مسلمانان کو حق کی حمایت و اشاعت کے لیے سرگرم ہونے کے لیے اہم ہدایات دی جائیں گی۔ ایسے عظیم قومی اجتماع روز روز نہیں ہوتے' ضرورت اس امر کی ہے کہ اس اجتماع میں ملکی حالات پر کامل غور و فکر کرکے ایک جامع مانع منصوبہ بندی کی جائے اور اسے بروئے کار لانے کے لیے مخلص باصلاحیت اور باشعور افراد کو متعین کیا جائے۔

محبوب الرسول قادری کی چند دیگر کتب

امام المناطقہ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا عطاء محمد بندیالوی ؒ

کی زندگی پر پہلی کتاب

استاذ العلماء

صفحات : 236 قیمت : 110روپے

ثناء خوان مصطفیٰ الحاج محمد علی ظہوری ؒ

کی روشن باتیں

112 قیمت : 50روپے

حضرت خواجہ غلام فخر الدین سیالوی ؒ

کے تذکار پر پہلی کتاب

پیکر مہر و محبت

صفحات : 96 قیمت : 50روپے

ملنے کے پتے

بزم انوار رضا 198/4 جوہر آباد فون : 721787

حجاز پبلی کیشنز دربار مارکیٹ ستا ہوٹل لاہور فون : 7324948